جدید

مدار اعظم

مدار اشاعت گھر مکن پور شریف



ڈاکٹر آئی۔ ایچ۔ جعفری عامر

اِنَّ الْمَدَارَ مِصْبَاحُ الْهُدٰى وَسَفِيْنَةُ النَّجَاتِ

بے شک مدار ہدایت کے چراغ اور نجات کی کشتی ہیں

جدید

مدار اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدار اشاعت گھر مکن پور شریف

shoaib.a.jafri@gmail.com
8090273226

نام کتاب۔ جدید مدار اعظم

تصنیف وتالیف۔ ڈاکٹر آئی۔ایچ۔جعفری عامر

Ph.No.9450137958

amir.makanpuri@gmail.com

نظر ثانی۔ مفتی سید نثار حسین جعفری نادر

معاونین۔ قدیم کتب مداریہ ودیگر سلاسل

ناشر۔ مدار اشاعت گھر مکن پور شریف

تعداد۔ ایک ہزار

مطبع۔ فیض آفسٹ مکن پور شریف

خوش نویس۔ فیض گرافکس مکن پور شریف

انتساب

منت سپاسی کے جذبات اور عقیدت و احترام کے ساتھ
ان معصوم صفت والدین کے نام جنکی مشفقانہ توجہات
اور اعلیٰ تربیت نے زندگی کے ہر میدان میں رہنمائی
فرما کر جینے کا سلیقہ بخشا!

ان نیک نفسوں کے نام جو اسلام کے ہر رکن پر دل و
جان سے عمل پیرا ہیں اولیاء کرام سے حقیقی محبت رکھتے
ہیں اور آخرت کی جواب دہی کے لیئے ہر وقت تیار
رہتے ہیں۔

افتخار حسین جعفری عامر

معرّفِ تدّین

الحمد للّٰہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد و آلہ الطیبین و اصحابہ المکرمین و ازواجہ المطہرین و علیٰ مدار البدیع الکریم و علیٰ عباد اللّٰہ الصّٰلحین برحمتک یا ارحم الرّٰحمین

زیر نظر کتاب کی تصنیف و تالیف کا مقصد ہر طبقہ کے افراد کو مدار العالمین صوفی سید بدیع الدین احمد قطب المدار زندہ شاہ مدار کی اسلامی تعلیمات اور ہمہ گیر شخصیت سے واقف کرانا ہی نہیں اور نہ ہی متعلقہ امور پر صرف وضاحتی تبصرہ کرنا ہے بلکہ ہر مطلوبہ موضوع کے ہر پہلو پر جامع اور تحقیقی روشنی ڈال کر عام آدمی کی زندگی سے جوڑنا ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ سلسلہ عالیہ مداریہ کے افراد کو پیچ در پیچ مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے جہاں تک اس سلسلہ مداریہ کا تعلق ہے تو سارے کا سارا ماحول ہی ناسازگار ہے ریڈیو کے تبصرے ہوں یا ٹیلی وژن کے پروگرام، اخبارات اور رسائل میں شائع ہونے والے مضامین ہوں یا درسی کتب، علماء کی تقاریر ہوں یا شعراء کے کلام اول تو یہ سلسلہ مداریہ کا تذکرہ ہی نہیں کرتے اور کرتے بھی ہیں تو غلط انداز سے عکاسی کرتے ہیں بلکہ بسا اوقات جان بوجھ کر ایسا کیا جاتا ہے علاوہ ازیں بعض دوسرے سلاسل کے لوگ اس نازک پوزیشن سے (کبھی مواد نہ ہونے کی بنا پر بھی) ناجائز فایدہ اٹھانے کی بھی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ برگشتہ ہو کر دوسرے سلاسل میں داخل ہو جائیں اس کے علاوہ زندگی میں ایسے بہت سے تحریص کے سامان بھی موجود ہیں جو لوگوں کی توجہ اپنی طرف منعطف کر کے سیدھے اور سچے راستے سے ہٹانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں آلِ رسولؐ سے مخاصمت کا یہ نیا پینترا ہوتا ہے۔

پھر اس صورت حال کا حل ہمیں ایمانداری سے تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ صورت حال اگرچہ انتہائی المناک ہے تاہم کسی طرح بھی مایوس کن نہیں ہیں۔ بعض حضرات جو نادانستہ جبر اور دباؤ ، لالچ اور گمراہی دھوکے بازی اور بدگمانی کا شکار ہوتے ہیں وہ بھلے برے سے بے نیاز اپنی ہی ذات میں گم ہو کر رہ جاتے ہیں اور نتیجتاً سلسلہ عالیہ مداریہ کے متعلق طرح طرح کے سوال اٹھاتے ہیں اور اپنی عاقبت خراب کر لیتے ہیں۔ جبکہ سلسلہ عالیہ مداریہ کے پاس موجود اللہ کی نشانی حق المدار کی شکل میں موجود ہے جو ایک عظیم شاہکار کی حیثیت کی حامل ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے دائمی پیغام کی توثیق اور دینی حقانیت کا معیار ہے یہی وجہ ہے کہ مداری اپنے کو بلند تر مقام پر فائز سمجھتے ہیں جو ایک زندہ حقیقت ہے مگر وہ دوسرے افراد کو اعلیٰ اور ادنیٰ درجات میں تقسیم نہیں کرتے نہ ہی معتوب وملعون کافر و مشرک مرتد گردانتے ہیں۔

ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ہم مسلمانوں کو اندھے مذہبی جنون فرسودہ عقائد اور تنگ نظری میں مبتلا رہنے دیں کیوں کہ سلسلہ عالیہ مداریہ ان تمام چیزوں کی مخالفت کرتا ہے۔ ہم نے تو اس توقع پر قلم اٹھایا ہے کہ حقیقت سے غافل کم علم اور بے علم نا آشنا لوگوں کو سلسلہ عالیہ مداریہ کی پیش کردہ صداقت سے آشنا کردیں اور انھیں اس سلسلہ کے متعلق روحانی بصیرت کا سامان مہیا کردیں۔

میں نے مذکورہ تحقیق اور تحریر میں ہر قسم کی احتیاط سے کام لیا ہے پھر بھی اگر کوئی کمی محسوس کی جائے تو وہ میری بے بصیرتی نہیں بلکہ مسئلہ اظہار خیال میں علم وفہم کی کمی یا یہ کہ اَلْاِنْسَانُ مُرَكَّبٌ مِنَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْيَانِ کی خصوصیات میں سمجھا جائے

(ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین)

ڈاکٹر آئی۔ ایچ۔ جعفری عامر

محسوسات!

زیر نظر کتاب جدید مدار اعظم کا مسودہ پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوا کہ یہ ایک ایسی تحقیقی تاریخی اسلامی دستاویز ہے جسکو پڑھنے کے بعد حضرت مدار العالمین سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدارؒ کے متعلق جاننے کیلئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت باقی نہ رہے گی موصوف نے لفظ لفظ پر نہایت جامع روشنی ڈالی ہے۔

احقر یہ بات کہنے میں حق بجانب ہے کہ اس دور میں یہ کتاب اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے جس میں مکمل حیات طیبہ کو مستند تاریخی شواہد کی روشنی میں پیش کرکے سمندر کو کوزے میں بند کرنے کا کام کیا ہے جو لائق تحسین اور انتہائی کاوشوں کا حامل ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں حضرت ممدوح کی مساعی جمیلہ کو قبولیت کا شرف بخشے اور یہ کہ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔۔۔

ناصر علی ندیم حسنی کی بقائی چشتی

۱/۱/۲۱ تارو بہا سکر جالون

عرض داشت!

مدار اشاعت گھر مکن پور شریف اسلام کے زبردست مفکر ڈاکٹر آئی۔ایچ۔ جعفری عامری کی یہ عظیم پیشکش جدید مدار اعظم کے نام سے شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔ اردو میں اسکی خاص مقبولیت کی وجہ سے اس کا پہلا اور دوسرا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا اس کا انداز بیان مدلل، سائنٹیفک اور عام فہم ہے۔

حضرت سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدارؒ کے سلسلہ میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا مدلل اور مسکت جواب دیا ہے۔ اس طرح اس کتاب نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکی سیر کرنے والوں نے کہا ہے کہ اس کتاب کا نام جدید مدار اعظم نہ ہوکر "سمندر کو کوزے میں" ہونا چاہیے تھا۔

امید ہے کہ کتاب قارئین کرام کو مقصد پا لینے میں پوری مدد دیگی۔

مدار اشاعت گھر مکن پور شریف

سلسلۂ کتب

جن میں حضرت مدار العالمین سید بدیع الدین احمد قطب المدار زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہیں تفصیلی اور کہیں اجمالی تذکرہ ہے اور ان تمام کتابوں سے مدد لیکر اس کتاب کو مرتب کیا گیا ہے۔

تاریخ خلفاء عرب واسلام، گلزار ابرار، سترہ مجالس، بحر المعانی، اخبار الاخیار، بحر ذخار، تذکرۃ المتقین، تذکرۃ الکرام، تذکرۃ الفقراء، بدیع العجائب مظہر الغرائب، ذوالفقار بدیع، النور والبہاء، سعید ازل، النور الفرید المعروف تاریخ فریدی، قرآنی تقریریں، گلزار بدیع، سترہویں شریف، مدار کا چاند، مدار عالم، گلزار مدار، ایمان محمودی، درالمعارف، مذہب فقراء، جمال بدیع، فتوحات مکیہ، الجاہدین، حق المدار، تحفۃ الابرار، معراج الاولیاء، گلستان سید الفقراء، بوستان احمدی، رسالہ خولجہ، تاریخ بدیع، خم خانہ تصوف، آئینہ تصوف، الکواکب الدراریہ، فصول مسعودیہ، معراج الولایت، تذکرۃ العاشقین، سفینۃ الاولیاء، روح البیان، کشف الغمت، اصول المقصود، کشف المحجوب قدسی، مسالک السالکین، سیر الاقطاب، تفسیر عزیزی، خزینۃ الاصفیاء، لطائف اشرفی، اسرار مداریت، فخر الواصلین، سیر المدار، ثمرۃ القدس، تحفۃ المدار، انوار العارفین، رسالہ دالیاس، قول الجمیل، سواء السبیل، خواجہ بندہ نواز، منتخب العجائب، سلسلۃ المشائخ، منہاج الطریقہ، اشجار البرکات، مقالات طریقت، گنجینہ سروری، مرویات صوفیہ وغیرھم۔

نوٹ:۔ کتاب کا تسلسل برقرار رکھنے کیلئے جگہ جگہ کتابوں کا حوالہ مناسب نہیں سمجھا گیا۔

بسم البدیع العلیم

اللہ جل شانہٗ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو کائنات عالم کی ہر شئے کا مدار ٹھہرایا اور حضرت محمد ﷺ نے واسطے مدارج کے لفظ قطب المدار کے ساتھ خطاب فرمایا۔ اس سے پیشتر کہ حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار المعروف مدار العالمین زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ کے حالات سے واقفیت حاصل کریں لفظ مدار کا جاننا ضروری ہے۔ مدار عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی گردش کی جگہ، دھری کے ہیں اصطلاحی معنی میں جس پر کائنات عالم کا انحصار ہو اور اصطلاح فقراء میں (م) سے مدد مانگ (د) سے دل سے (ا) سے اللہ کی طرف (ر) سے ریا کے بغیر رسولؐ کے ساتھ یعنی مدار مددگار ہے دل سے مانگی گئی ان دعاؤں کا جو رسول ﷺ کے توسل سے اللہ کی جانب بغیر ریا کے ہوں۔

لفظ ''مدار'' کا تعارف

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو ہر شئے کا ''مدار'' ٹھہرایا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''المدار ھو انفراد مدار وہ ہے کہ اسی سے قرار ہے عالم کا المدار کل کل مدار کل عالم کا ہے کل عالم مدار کا'' فرمان مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ '' المدار کفخر اللہ ولا غیرہ الا اللہ مدار وہ ہے کہ اسکو فخر ہے اللہ کا اور نہیں ہے سوا اسکے مگر اللہ'' ارشاد گرامی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ '' المدار محافظۃ العلم ید المدار مدار وہ ہے جو علم و عالم کا محافظ ہے جو مدار کے قبضہ میں ہے۔ المدار جمیل کمثل الجمال مدار جمیل ہے مثل جمال کے'' فرمان اعلیٰ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ '' المدار کل الاشیاء مدار کل ہے ہر شئے کا'' فرمان اعظم حضرت علی علیہ السلام ''المدار کمظھر العجائب مدار مظہر ہے عجائبات کا''
(کتاب ادیا تیر یا نشان)

حضرت ظہیر الدین الیاس نے مدار کے معنی یہ لکھے ہیں اَلْمَدَارُ مَحَلٌ بَیْنَ النُّبُوَّۃِ وَالْوِلَایَۃِ یعنی مدار کا مقام درمیان نبوۃ اور ولایت کے ہے اور صاحب کتاب قیصری اس طرح فرماتے ہیں وَلِلْاَوْلِیَاءِ اَنْوَاعٌ مِنْھُمْ قُطْبُ الْعَالَمِ وَھُوَ الْوَاحِدُ الَّذِیْ ھُوَ مَوْضِعُ نَظَرِ اللّٰہِ مِنَ الْعَالَمِ فِیْ کُلِّ زَمَانٍ وَھُوَ یَسْتَفِیْضُ مِنَ اللّٰہِ بِلَا وَاسِطَۃٍ وَلَا یَکُوْنُ فِیْ کُلِّ زَمَانٍ اِلَّا وَاحِدٌ وَوُجُوْدُ جَمِیْعِ الْمَوْجُوْدَاتِ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یَعْنِیْ مِنَ الْعَالَمِ السُّفْلِیِّ وَالْعَالَمِ الْعُلْوِیِّ بِوُجُوْدِہٖ وَقِیَامِہٖ بِہٖ وَیُسَمّٰی الْمَدَارُ اَیْضًا اَیِ الْقُطْبُ الْمَدَارُ وَزِیْرَانِ اَحَدُھُمَا عَنْ یَمِیْنِہٖ یُسَمّٰی بِعَبْدِ الْمَلِکِ یَسْتَفِیْضُ عَنْ رُوْحِ قُطْبِ الْمَدَارِ وَیُفِیْضُ عَلَی الْعَالَمِ الْعُلْوِیِّ وَاِذَا ارْتَحَلَ الْقُطْبُ الْمَدَارُ مِنَ الدُّنْیَا یَقُوْمُ ذٰلِکَ مَقَامَہٗ وَالثَّانِیْ عَنْ یَسَارِہٖ وَیُسَمّٰی بِعَبْدِ الرَّبِّ یَسْتَفِیْضُ مِنْ قُطْبِ الْمَدَارِ وَیُفِیْضُ عَلَی الْعَالَمِ السُّفْلِیِّ وَھُوَ عَلٰی قَلْبِ اِسْرَافِیْلَ فَلَہٗ مَقَامُ کُنْ فَیَکُوْنُ۔

ایک تعارف قطب المدار

تمام عالم کے موجودات کا وجود قطب المدار کے وجود کے ساتھ ہوتا ہے۔ قیام موجودات علوی وسفلی اسکے وجود کے تابع ہوتے ہیں اور انھیں کے ذریعہ حضور پرنور ﷺ کا فیضان رحمت دنیا میں پہونچتا رہتا ہے۔ قطب المدار کے دو وزیر ہوتے ہیں انکو امام کے عہدے سے موسوم کرتے ہیں ایک داہنے ایک بائیں۔ وزیر یمنی کو عبدالملک اور وزیر یساری کو عبد الرب کہا جاتا ہے۔ عبدالملک ہر وقت قطب المدار کی روح سے فیضیاب رہتا ہے اور عبد

الرب ان کے دل سے۔ عبد الملک عالم علوی پر اور عبد الرب عالم سفلی پر متصرف ہوتا ہے
اسکے علاوہ ۱۲ قطب اور ہیں جو اپنے نبی کے قلب سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ ۱ ریہ حضرت
نوحؑ کے قلب پر ہوتا ہے اور سورہ یٰسین کا ورد کرتا ہے۔ ۲ ریہ حضرت ابراہیمؑ کے قلب پر ہوتا
ہے اور سورہ اخلاص کا وظیفہ پڑھتا ہے۔ ۳ ریہ حضرت موسیٰؑ کے قلب پر ہوتا ہے اور سورہ
اذا جا کا ورد رکھتا ہے۔ ۴ ریہ حضرت عیسیٰؑ کے قلب ہوتا ہے اور سورہ انا فتحنا کا وظیفہ پڑھتا ہے
۔ ۵ ریہ حضرت داؤدؑ کے قلب پر ہوتا ہے اور سورہ اذا زلزال کا ورد رکھتا ہے۔ ۶ ریہ حضرت
سلیمانؑ کے قلب پر ہوتا ہے اور سورہ واقعہ کا ورد رکھتا ہے۔ ۷ ریہ حضرت ایوبؑ کے قلب پر
ہوتا ہے اور سورہ بقر پڑھتا ہے۔ ۸ ریہ حضرت الیاسؑ کے قلب پر ہوتا ہے اور سورہ کہف پڑھتا
ہے۔ ۹ ریہ حضرت لوطؑ کے قلب پر ہوتا ہے اور سورہ نحل کا ورد رکھتا ہے۔ ۱۰ ریہ حضرت ہودؑ
کے قلب پر ہوتا ہے اور سورہ انعام پڑھتا ہے۔ ۱۱ ریہ حضرت صالحؑ کے قلب پر ہوتا ہے اور
سورہ طٰہٰ کا ورد رکھتا ہے۔ ۱۲ ریہ حضرت شیثؑ کے قلب پر ہوتا ہے اور سورہ ملک کا وظیفہ کرتا ہے
مگر قطب المدار سرکار دو عالم ﷺ کے قلب سے استفادہ حاصل کرتا ہے۔ اس کا فیض تمام
عالم علوی و سفلی پر ہوتا ہے باقی ماندہ پانچ یمن میں رہتے ہیں انھیں قطب ولایت کہتے ہیں
ان کا فیض عالم کے ولیوں کو پہونچتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ ولی ترقی کر کے قطب ولایت بن
جاتا ہے اور قطب ولایت ترقی کر کے قطب اقلیم بن جاتا ہے۔ قطب اقلیم منصب عبد الرب
پر جو قطب المدار کے جانب چپ رہتا ہے فائز ہو جاتا ہے۔ اس طرح عبد الرب عبد الملک
کے درجہ پر پہونچ جاتا ہے اور عبد الملک ترقی کر کے قطب المدار کے درجہ تک پہونچ جاتا
ہے۔ قطب المدار کا اسم گرامی عبد اللہ ہوتا ہے۔ اور وہ عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک متصرف رہتا
ہے غرض قطب المدار کا درجہ عظیم الشان ہے قطب المدار اگر چاہے تو کسی قطب کو معزول کر سکتا ہے
عرش و کرسی کو متبدل اور لوح محفوظ کے لکھے کو مٹا سکتا ہے قطب المدار کو سید الابدال بھی کہتے ہیں۔

اور سیدانا بدال کو حیات استمراری حاصل ہوتی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فِی الْخَلْقِ ثَلَاثَمِائَۃٍ قُلُوْبُہُمْ عَلٰی قَلْبِ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلِلّٰہِ تَعَالٰی فِی الْخَلْقِ اَرْبَعُوْنَ قُلُوْبُہُمْ عَلٰی قَلْبِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلِلّٰہِ تَعَالٰی فِی الْخَلْقِ سَبْعَۃٌ قُلُوْبُہُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلِلّٰہِ تَعَالٰی فِی الْخَلْقِ خَمْسَۃٌ قُلُوْبُہُمْ عَلٰی قَلْبِ جِبْرِیْلَ وَلِلّٰہِ تَعَالٰی فِی الْخَلْقِ ثَلَاثَۃٌ قُلُوْبُہُمْ عَلٰی قَلْبِ مِیْکَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَلِلّٰہِ تَعَالٰی فِی الْخَلْقِ وَاحِدٌ قَلْبُہٗ عَلٰی قَلْبِ اِسْرَافِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِذَا مَاتَ الْوَاحِدُ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنَ الثَّلَاثَۃِ وَاِذَا مَاتَ مِنَ الثَّلَاثَۃِ اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَہٗ مِنَ الْخَمْسَۃِ وَاِذَا مَاتَ مِنَ الْخَمْسَۃِ اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَہٗ مِنَ السَّبْعَۃِ وَاِذَا مَاتَ مِنَ السَّبْعَۃِ اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَہٗ مِنَ الْاَرْبَعِیْنَ وَاِذَا مَاتَ مِنَ الْاَرْبَعِیْنَ اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَہٗ مِنَ الثَّلَاثِمِائَۃِ وَاِذَا مَاتَ مِنَ الثَّلَاثِمِائَۃِ اَبْدَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَکَانَہٗ مِنَ الْعَامَّۃِ فَبِہِمْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَیُمْطِرُ وَیُنْبِتُ وَیَدْفَعُ الْبَلَاءَ

(رواہ ابو نعیم واللہ اعلم)

رسالہ الیاس میں حضرت ظہیر الدین الیاسؔ اور سیر المدار میں مولانا ظہیر احمد قادری چشتی صفحہ ۶۹ پر القاء الہام اور رویائے صادقہ کی بنا پر تحریر فرماتے ہیں کہ روز اول بحکم رب جلیل جب ارواح مبارکہ کو مرتب کیا گیا تو روح مدار پاک اپنے مرتبہ پہ نازاں وشاداں فرحت و مسرت کے ساتھ درمیان صف انبیاء و اولیاء کے جا کر ٹھہر گئی۔ چونکہ اولیاء و اتقیا کی جائے بازگشت قطب المدار ہے۔ جیسا کہ پیغمبروں کو بزرگی ایک دوسرے پر ہے اولیاء کے درمیان بھی ایسا ہی ہے۔ اس مقام کے دو مرتبے ہیں ایک نبوت دوسرے ولایت مگر اولیاء کو مرتبہ ولایت حاصل ہے اور مداریت کا مقام نبوت اور ولایت کے درمیان ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں نبوت اور ولایت کے درمیان ایک مرتبہ امامت کا ہے اور اس پر ائمہ تھے اور وہ اپنے وقت کے قطب المدار تھے۔

نقشہ اہل خدمات باطنیہ

اقطاب عدلیہ: جلوہ جمالی، وتد سادہ، قطب یمنی، قطب الکون، قطب کون نظری، قطب سادہ، قطب الکون سادہ، قطب الاصغر، قطب الاکبر، قطب الکون اکبر، قطب الکون اکبرالکبائر، قطب الاعظم، قطب الکون اکبرالاعظم، قطب الاقطاب۔

اغواث انتظامیہ: جلوہ جلالی، بدل سادہ، غوث یمنی، غوث الصورتیاری، غوث بدری، غوث الصور بدری، غوث سادہ، غوث الاصغر، غوث الاکبر، غوث الصور اکبر، غوث الصور اکبرالکبائر، غوث الاعظم، غوث الکبیرالاعظم، غوث عالم، غوث الاغواث۔

سلسلہ اقطاب جلوہ جمالی سے شروع ہو کر قطب الاقطاب پر ختم ہو جاتا ہے۔ سلسلہ اغواث جلوہ جلالی سے شروع ہو کر غوث الاغواث پر ختم ہو جاتا ہے۔ قطب الاقطاب اور غوث الاغواث دونوں قطب المدار کے ماتحت ہوتے ہیں۔ قطب المدار کو ہی فرد الافراد اور قطب الارشاد کہتے ہیں اور یہ براہ راست قلب نور مجسم ﷺ سے مستفید ہوتا ہے۔

صاحب درالمعارف تحریر فرماتے ہیں کہ ”روزے در مجلس شریف مذکور اقطاب آمد حضرت ایشاں فرمودند کہ حق تعالیٰ اجرائے کارخانہ ہستی و توابع ہستی قطب مدار را عطا می فرماید و ہدایت و رہنمائی گمراہاں بدست قطب ارشاد می سپارد بعد ازاں فرمودند حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہ قطب مدار بودند و شان عظیم دارند۔“

ایک دن مجلس شریف میں اقطاب کا ذکر ہوا آں حضرت نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اجرائے کارخانہ ہستی و توابع ہستی اور گمراہوں کی رہنمائی و ہدایت کا کام قطب المدار کو عطا فرماتا ہے اسکے بعد فرمایا حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہ قطب المدار تھے اور عظیم شان والے تھے۔

جائے پیدائش کا تاریخی پس منظر

شام: ملک شام (سیریہ) عرب کا پڑوسی ملک ہے عرب جزیرہ نماء ہے جسکے تین طرف پانی اور سمت پر خشکی کا علاقہ ہے مغرب میں بحر قلزم، آبنائے سویز اور بحر روم ہے۔ مشرق میں بحر ہند، خلیج فارس اور بحر عمان۔ جنوب میں بحر ہند شمال کے حدود عراق اور شام سے جڑے ہوئے ہیں۔ بحر احمر کے کنارے کنارے شام کی سرحد سے یمن تک کا جو حصہ ہے اسے حجاز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے مدینہ، مکہ، طائف وغیرہ وادی حجاز کے شہر ہیں اور ان مقدس شہروں سے حضور سرور دو عالم ﷺ کی حیات مقدسہ کا گہرا تعلق ہے آنحضرت ﷺ کی عمر شریف جب ۱۲ سال کی تھی تب آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کا پہلا سفر کیا تھا اور اسی سفر میں آپکو بحیرا راہب کا واقعہ پیش آیا تھا۔ ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اصحاب کبار کے مشورہ سے شام پر فوج کشی کا فیصلہ لیا لیکن شام کی فتح ۱۴ھ عہد فاروقی میں ہوئی اور ۱۷ھ مطابق ۶۳۸ء میں شام پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہو گیا۔ عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله ﷺ رایت عمودا من نور خرج من تحت راسی ساطعا حتی استقر بالشام حضرت عمر ابن خطابؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں نے اپنے سر کے نیچے سے ایک نور کا ستون نکلتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ وہ شام چلا گیا۔ (مجمع الزوائد) شام کی اہمیت اس حدیث مقدسہ سے اور بڑھ جاتی ہے عن الحسن البصری رحمه قال لن تخلو الارض من سبعين صديقا وهم الابدال لا يهلك منهم رجل الا اخلف الله مكانه مثله اربعون بالشام وثلاثون في سائر الارضين ابن عساکر حضرت حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ یہ زمین کبھی بھی ستر صدیقین سے خالی نہیں ہوتی اور وہ ابدال ہیں ان میں سے کوئی آدمی فوت نہیں ہوتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اسی طرح کا کوئی اور بندہ لے آتا ہے ان میں سے چالیس شام میں ہیں اور تیس باقی تمام زمین کے مختلف ٹکڑوں پر۔ ابن عساکر

حلب: شام (سیریا) میں حلب کا وہ مقام ہے جو ہندوستان میں کشمیر اور حیدر آباد کا ہے۔ حلب کی وجہ تسمیہ بھی خوب ہے اہل عرب حلب کے معنی دودھ دوہنے کے لیتے ہیں ایک مرتبہ اس شہر کے ایک ٹیلے پر حضرت ابراہیمؑ ٹھہرے تھے اور یہیں اپنی بکریوں کا دودھ دوہا تھا۔ اس لئے اس جگہ کا نام حلب پڑا۔

چنار: اس وقت شام کے شہر حلب سے کوئی ۳۰ رکلومیٹر دریائے نیل کے قریب ایک خوبصورت قدرتی حسن سے آراستہ قصبہ چنار ہے (ارکان ناصر معمو) فتح شام سے پہلے یہاں ایرانیوں کا ایک وفد ٹھہرا تھا جنہوں نے اپنے ساتھ لائے ہوئے پودے یہاں لگائے تھے جن میں چنار کے بھی درخت تھے۔ اس سبب سے اس جگہ کا نام چنار پڑا۔ یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدارؒ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

خاندان عالی وقار

شہر حلب میں اموی خاندان کے خوارج کا ستایا ہوا ایک گھرانہ تھا جو عموی خاندان کے ظلم و تشدد سے تنگ آکر مدینۃ الرسول ﷺ سے ہجرت فرما کر یہاں آباد ہوا تھا۔ اس گھرانے میں سید بہاء الدینؒ کے چار بیٹے سید احمد، سید محمد، سید محمود اور سید علی حلبی موجود تھے۔

علی حلبی: حضرت سید قدوۃ الدین علی حلبیؒ بروز شنبہ ۱۷ رجب المرجب ۲۱۹ھ مدینہ منورہ بوقت صبح صادق دنیا میں تشریف لائے آپؒ خاندان فاطمی کے چشم و چراغ اہل بیت میں ولیٔ کامل عظیم بزرگی کے مالک زہد و تقویٰ پرہیزگاری نیکی و شرافت اور بزرگی میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپؒ خداداد ذہن رکھتے تھے۔ دسویں پشت پر آپکا نسب آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے۔ آپؒ نے ۱۳ ربرس کی عمر میں تمام علوم ظاہری و باطنی میں دسترس حاصل کر لی۔ ۲۲۷ھ میں عباسی خلیفہ واثق باللہ تخت پر بیٹھا یہ بہت نیک اور دیندار تھا۔ جہاں اسنے اپنے عہد میں تمام علماء کو اچھے عہدوں پر فائز کیا وہیں حضرت قدوۃ الدین علی حلبیؒ کی

شہرت اور علم و فضل کا شہرہ شہر بھر اسرار تمام دربار شاہی میں بالا لیا ۲۳۲ھ میں ہی واثق کا
انتقال ہو گیا اور اسکا بھائی متوکل علی اللہ منصب خلافت پر فائز ہوا کچھ عرصہ کے بعد
متوکل علویوں کا سخت دشمن ہو گیا یہاں تک کہ حسنین پاک کے مزارات کو منہدم کرا کے
ان پر کھیتی کرنے کا حکم دے دیا۔علویوں سے دوستی رکھنے پر بھی سزا دیتا تھا لوگوں کے ہاتھوں
پرانگارے رکھوانا ہاتھ نہ جلنے پر قتل کر دیتا۔حضرت علی حلبیؒ نے اللہ سے دعا کی کہ" اے
اللہ تو ہم سے یہ صفت اٹھا لے۔" الغرض جب انکی دشمنی کا رخ حلب کی طرف ہوا تو
حضرت قدوۃ الدین علی حلبیؒ کو راہ فرار اختیار کرنا پڑی اور آپ قریہ چنار میں ابواسحٰق کے
مکان میں پناہ گزیں ہوئے جو لاولد تھے۔(آفتاب عالم، کواکب الدراریہ حصوں حمدیت)

حاجرہ تبریزیؒ: آپ بدیع الدین احمدؒ کی والدہ محترمہ ہیں آپ بچپن سے ہی عبادت
الٰہی کی پابند پاکیزہ اخلاق اور صاحب ثروت خاتون تھیں نرم خو رقیق القلب زہد و ورع کی
مجسم پیکر اور اسلام کی سچی تصویر تھیں شوہر کے حقوق اور بچوں کی پرورش کو ایک خوشگوار فریضہ
سمجھتی تھیں توکل انکا شعار تھا۔دونوں زن و شوہر علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ و پیراستہ
تھے وہ دونوں نسبتوں پہ نازاں تھے انکو وہ وقار حاصل تھا جو دوسروں کو میسر نہ تھا انکو نہایت ادب
واحترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا انکے چار صاحبزادے ہوئے۔

۱۔سید بدیع الدین احمد شاہ زندان صوف ۲۴۲ھ سے ۸۳۸ھ

۲۔سید نظام الدین محمد خواجہ بکتاش ولی ۲۴۴ھ سے ۲۷۷ھ

۳۔سید مطلوب الدین قاضی محمود ۲۴۶ھ سے ۲۹۶ھ

۴۔سید شاہ بدرالدین مقصود ۲۴۸ھ سے ۳۱۱ھ

حضرت سید مقصودؒ: آپؒ کو شاہ بدرالدین کے لقب سے بھی خطاب کیا جاتا ہے۔

آپؒ کی عمر شریف ۹۳ برس کی ہوئی۔ آپؒ نے کمال کے تمام مراتب و مدارج طے فرمائے دیندار، صالح، متقی اور پرہیزگار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ میں علم و عمل کی نوع بہ نوع خوبیاں جمع فرمادی تھیں آپؒ کی عبادت و ریاضت کسی جلیل القدر ولی سے کم نہ تھی۔ آپؒ اپنی سانسیں پوری کرنے کے لئے آبائی وطن مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور ۳۱۱ھ میں رحلت فرمائی۔ آپؒ کا مدفن شریف حصار میں مدینہ طیبہ کے واقع ہے۔

حضرت سید محمودؒ: آپؒ نے ۱۰۵ برس کی عمر شریف پائی جن وانس کو تسخیر میں لائے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسم اعظم الحی والقیوم کا ذکر تمام عمر فرماتے رہے۔ یا منتوح یا قدوس کے وظیفہ میں مشغول رہے۔ آپؒ تمام رات میں ۱۰۰۰ رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ آپؒ کا وصال ۱۲ محرم ۲۹۲ھ کو ہوا۔ شام میں مسجد خلیل الرحمٰن کے پہلو میں مدفن ہے۔ آپؒ قطب الدین کے لقب سے ملقب ہوئے۔

حضرت سید محمد خواجہ بکتاش ولی: آپؒ ۲۴۴ھ میں دنیا پر تشریف لائے ۴۳ برس تک دین متین کی خدمت میں کوشاں رہے۔ آپؒ کی غذا صرف ۴ چھواروں کی تھی آپؒ ہر روز کوزے میں پانی پر اسم اعظم دم کر کے نوش فرماتے تھے ۱۲ برس تک الحی و القیوم اللہ اکبر کے ذکر میں گذار دیئے۔ آپؒ نظام الدین کے لقب سے بھی پکارے جاتے تھے۔ ولایت روم خاص شہر قسطنطنیہ میں مزار شریف ہے۔

زندہ شاہ مدار عالم ظہور سے قبل

متوکل علی اللہ کے دور حکومت میں جس قدر قہر خداوندی کا نزول مملکت اسلامیہ پر ہوا اس سے پہلے دیکھنے کو نہیں ملا مثلاً ۲۳۶ھ میں ہی عراق میں ایسی بھیانک گرم ہوا چلی کہ کھیتیاں جل بھن کر راکھ ہو گئیں بازار اور راستے ویران ہو گئے کوفہ، بصرہ بغداد وغیرہ اسکی چپیٹ

میں تھے۔ ہمدان تک اس خوفناک ہوا کا اثر رہا۔ ۲۴۰ھ میں بلاط میں ایک بھیانک چیخ سنائی دی جسکی وحشت سے بے شمار افراد ہلاک ہو گئے۔ عراق میں زبردست اولا پڑا جس سے کھیتیاں تباہ و برباد ہو گئیں۔ دمشق سے انطاکیہ تک ایسا خطرناک زلزلہ آیا کہ عمارتیں منہدم ہو گئیں اور ہزاروں لوگ دب کر مر گئے۔ فارس، خراسان، یمن اور شام بھی اسکی زد میں آگئے ۲۴۲ھ میں تیونس، رے، خراسان، نیشاپور، طبرستان اور اصفہان وغیرہ میں بھی بہت خطرناک زلزلہ آیا جس سے بڑے بڑے پہاڑ دڑ سے کھا گئے شہر حلب بھی عجیب و غریب کشمکش میں مبتلا تھا ۲۴۲ھ ماہ رمضان المبارک حلب کے چنار قصبہ میں ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا ۴۰ مرتبہ اس طرح صدا لگائی "یا معشر النّاس اتقوا اللہ اللہ اللہ اللہ" اور اڑ گیا اسی طرح ۳ روز برابر ظاہر ہوا صدا لگائی اور غائب ہو گیا۔ ہزاروں لوگ اس پرندے کو دیکھتے اور اسکی بات سنتے۔ (طبری، مسعودی، رشاہی، مورخ بدیع و فرشتہ)

بشارت حضرت قدوۃ الدین علی حلبیؒ نے فاطمہ ثانی عرف بی بی ہاجرہ تبریزیہؒ سے ۲۳۷ھ میں نکاح فرمایا عرصہ ۳ برس کوئی اولاد نہ ہوئی تو آپؒ نے بارگاہ خداوندی میں اولاد کیلئے مناجات کی اور جب متوکل علی اللہ کے ظلم و تشدد نے زور پکڑا تو آپؒ چنار میں آکر ابو اسحٰق شامی کے مکان میں پناہ گزیں ہوئے۔ یہاں آپؒ نے اپنی پیشانی پر ولایت کا نور لامع اور درخشاں دیکھا اور پروردگار عالم کے حکم سے ایک رات عالم رویا میں نبی کریم ﷺ کی زیارت بابرکت سے سرفراز ہوئے۔ نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اے علی خاطر جمع رکھو اور فیوض رحمانی کے امیدوار رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک فرزند مقتدائے وقت عنایت فرمائے گا جو دنیا میں ایک روحانی انقلاب بپا کر دیگا تمام عالم اس سے فیضیاب ہوگا اور بے شمار افراد منزل مقصود کو پہونچیں گے اس سے بے شمار تصرفات و کرامات ظہور پذیر ہوں گے وہ لوگوں کو راہ حق دکھائیگا اے علی اس بچہ کی پرورش اور تعلیم و تربیت میں کوتاہی اور غفلت نہ کرنا اس ہدایت

کے بعد آپ کی آنکھ کھل گئی اس بشارت سے جو خوشی حاصل ہوئی اسکا اندازہ لگانا مشکل ہے

حیرت انگیز واقعات: چند یوم کے بعد فاطمہ ثانی عرف بی بی ہاجرہ تبریزی فرماتی ہیں کہ عجیب وغریب واقعات رونما ہوتے عجیب طرح کی خواب دکھائی دیتے ۔ کبھی ایک نور آکر گھیر لیتا کبھی دلآویز خوشبو محسوس ہوتی جس سے دماغ معطر ہو جاتا کبھی ایسا محسوس ہوتا کہ ایک روشنی ہے جو اندر چکر لگا رہی ہے وہ روشنی کبھی ناف سے اوپر کو جاتی ہے اور کبھی ناف سے نیچے کبھی عجیب قسم کی آوازیں سنائی دیتی ہیں ۔ کبھی حیرت انگیز تجلیاں ظاہر ہوتیں ۔

صاحب حصول صمدیت لکھتے ہیں کہ آپ فرماتیں ہیں اگر مشتبہ لقمہ منہ میں رکھتی تو حلق کے نیچے نہ اترتا اور شکم میں درد شروع ہو جاتا فرماتی ہیں کہ گھر میں ایک بوڑھی بکری تھی جو عرصہ سے دودھ دینا بند کر چکی تھی اسنے دودھ دینا شروع کر دیا ۔ عالم خواب میں بزرگوں کا تانتا لگا رہتا اور مبارک بادی جاتی وغیرہم!

عالم ظہور صاحب عالم ۲۴۲ھ

۲۴۲ھ بروز دوشنبہ وقت صبح صادق یکم شوال المعظم قریہ چنار شہر حلب (الپو) ملک شام (سیریا) قاضی قدوۃ الدین علی حلبی و فاطمہ ثانی ہاجرہ تبریزی کے یہاں ایک حسین وجمیل پرکشش بچہ نے جنم لیا اور قاضی صاحب کے مکان کو قدوم میمنت لزوم سے مشرف وممتاز فرمایا جناب فاطمہ ثانی فرماتی ہیں کہ پیدائش کے وقت بکثرت انوار وبرکات کا نزول ہوا ایک ایسا نور دیکھنے میں آیا کہ جس نے تمام مکان کو گھیر لیا انوار غیبی بکثرت ظاہر ہوئے زمین سے آسمان تک نور ہی نور نظر آرہا تھا ۔ میں نے اور تمام گھر والوں نے سنا غیب سے ندا آئی عبدا ونبی اللہ اور پیدا ہوتے ہی آپ نے معبود حقیقی کے حضور سجدہ ادا فرمایا وحدانیت ورسالت کی باآواز بلند گواہی دی ۔ حریم صمدیت میں ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ معہ ائمہ کبار

واطہار اور صحابہ کے تشریف لائے اور مبارکباد دی۔ فرماتی ہیں کہ آپ نے ایک ہفتہ تک
دودھ نہ پیا معلوم کرنے سے پتا چلا کہ پڑوسی بظاہر جو پرہیزگار نظر آتا ہے سودخور ہو گیا ہے
مکان بدلتے ہی دودھ پینا شروع کر دیا۔ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کے والد صاحب نے
دودھ پلانے کیلئے ایک انا کو مقرر کر دیا اسے گھر لے جا کر دودھ پلانا چاہا تو آپ نے نہ پیا
وہ عاجز ہو کر واپس لے آئی میری گود میں آتے ہی دودھ پینا شروع کر دیا۔ آپ اذان بغور
سماعت فرماتے اگر دودھ پینے میں اذان کی صدا آتی فوراً چھوڑ دیتے تلاوت قرآن سنتے تو
چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوتے آپ کے والدین آپ کی ان حرکتوں پر متعجب اور خوش
ہوتے انہوں نے اس شاہکار کا نام احمدؒ رکھا آپؒ کے والد کا ارشاد گرامی ہے کہ چند یوم کے
بعد نہایت حسین و جمیل نورانی بزرگ گھر پر تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا میرے نومولود دوست
بدیع الدینؒ کدھر ہیں میں انہیں بچے کے پاس لے گیا ان بزرگ نے بچے کو گود میں اٹھا کر
دست بوسی کی اور رخصت ہوئے اس دن سے آپؒ کا نام بدیع الدین احمدؒ ہو گیا۔ اہل قلم
کے نزدیک یہ بزرگ حضرت خضرؑ تھے جانی محمد ابن احمد قائی کہتے ہیں کہ بدیع الدین احمدؒ
کی ولادت ہوئی لوگ مبارکباد پیش کرنے آتے جو مانگتے سو پاتے اس طرح مسلسل چھ ماہ گذر گئے
یہاں تک کے گھر کا بھی کچھ تقسیم ہو گیا۔ اسی اثنا میں متوکل علی اللہ کے سپاہی بھی حلب پہونچ
گئے ایک مرتبہ پھر علی حلبیؒ کو ہجرت کرنا پڑی اور راتوں کو جگا دینے والی بھوک پیاس
کی مصیبت آپڑی۔ ایک طویل عرصہ کی بھوک و پیاس اور رنج و غم نے بالکل نڈھال کر دیا
ضبط و تحمل اور صبر و استقلال کا گلا گھٹنے لگا۔ آپؒ کے والدین نے اپنا معاملہ اس ذات کے
سپرد کر دیا جو مصیبتوں کو راحتوں میں بدل دیتا ہے۔ بیٹے کو یکے بعد دیگرے گود میں لیتے
اور منزل کی طرف بڑھتے رہے۔ چلتے چلتے بوجھل ہو چکے تھے کہ الہام ہوا بھروسہ رکھیں

اپنے پروردگار پر اور اولاد کا معاملہ اسکے سپرد کردیں اور بچے کو لٹا دیں ایسے درخت کے نیچے جو ہمیشہ پھلوں سے خالی رہتا ہے (چنار) پھر فارغ البال ہو جائیں غم واندوہ سے۔ آپؒ کے والدین نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بدل دیا اس جگہ کو سبز و شاداب زمین بہترین خوشگوار آب و ہوا پھلوں اور برکتوں سے۔ جامیؒ کہتے ہیں کہ جب آپؒ گہوارے میں مٹی کے بستر پہ تھے تبھی آپؒ کو اپنی فطرت کا احساس ہو گیا تھا۔

آپؒ کی کمسنی کا ایک واقعہ آپ تنہا "بدیع الدین میری طرف آؤ" کی آواز پر چل دیئے اور راستہ بھٹک گئے اور رات ہو گئی۔ قبرستان میں ٹھہرنا پڑا جہاں آپؒ نے کھنڈرات و ٹیلوں کے کھوکے درندوں کی بھیانک آوازیں سنیں پھر آپؒ نے ایک بزرگ کو دیکھا جو نہایت خوبصورت حسین و جمیل، پُر رعب وجلال والے تھے آپؒ کے قریب آکر نہایت شفقت سے کہا: صاحبزادے آپ کون ہیں؟ آپؒ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور وہ سامنے جو ٹیلہ ہے وہ میری اصل ہے۔" بزرگ نے پھر پوچھا: آپ کے ماں باپ کون ہیں؟ آپؒ نے ایک چٹان کی طرف اشارا کرتے ہوئے کہا: یہ چکنا پتھر میری ماں ہے اور آسمان باپ" بزرگ نے پھر سوال کیا: آپکے رزق کا کیا معاملہ ہے؟ آپؒ نے فرمایا: میں نفس کی نجاست سے پاک ہوں۔ یہ حضرت خضرؑ تھے جب انھوں نے اپنے سوال کا جواب فصیح پایا تو فرمایا:

اے صاحبزادے! بلاشبہ آپکی اصل محمدیؐ ہے مٹی فاطمی ہے اور نسل علوی ہے اور پیدائش حلبی ہے عنقریب خداوند قدوس آپکو کرامتوں کا مدار اور علامتوں کا محور بنائیگا پھر حضرت خضرؑ نے آپؒ کے ٹھکانے کی نشاندہی کی اور چلے گئے۔ ادھر آپؒ کے والدین آپؒ کی مفارقت میں بے چین و پریشان تلاش کرتے کرتے تھک کر چور ہو گئے تھے کہ اللہ نے ملا دیا والدین سے عین اشتیاق و بے قراری میں دونوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں (الکواکب الدراریہ)

اسم شریف: والدین نے نام احمد رکھا اور خضر نے بدیع الدین خطاب فرمایا۔

اسم طریقت: عبداللہ زندان صوف

القاب: قطب المدار، قطب الاقطاب، قطب الارشاد قطب عالم، مدار اعظم، مدار دو عالم، مدار العالمین، شیخ کبیر، شاہ زنداں، زندان صوف، زندہ شاہ مدار، حی المدار، حیات الولی، ولی زندنی زندہ شاہ ولی، زندہ پیر، فرد الافراد، مدار صاحب، دادا مدار، داتا مدار، مدار بابا، سرکار سرکاراں وغیرہم۔

کنیت: ابوتراب

۹۹/نام

یا قطب الذی لا قطب بدیع الدین الا ھو

بدیعٌ کریمٌ نورٌ عینٌ ابنٌ قوامٌ رواجٌ اسمٌ رحیمٌ مجیدٌ حسامٌ سالکٌ ولیٌ رفیعٌ ارتقاءٌ شملٌ عاملٌ حمیدٌ عمادٌ خیرٌ فضلٌ مدارٌ مالکٌ محیٌ سلامٌ متسلمٌ مہیمٌ فاتحٌ مفتحٌ مرقومٌ مرشدٌ صالحٌ توفیقٌ زبدةٌ تشریفٌ غیاثٌ واحدٌ ظاہرٌ مظہرٌ طاہرٌ مطہرٌ نصیرٌ محسنٌ عالیٌ متعالیٌ اشارةٌ حکیمٌ خادمٌ نجمٌ سراجٌ منیرٌ شمسٌ نافعٌ صادقٌ صدیقٌ مصدقٌ ہادیٌ مہدیٌ مقامٌ ضیاءٌ سلطانٌ تقومٌ فضلٌ مدارٌ صدرٌ ماحیٌ حافظٌ شاغلٌ امامٌ ناصرٌ قدوةٌ نصرتٌ نظامٌ دواءٌ شفاءٌ بقاءٌ کمالٌ جلالٌ جمالٌ حجةٌ شبابٌ شابٌ ثابتٌ احیاءٌ سعدٌ سعیدٌ بہاءٌ رکنٌ معینٌ لطیفٌ رفیقٌ شفیقٌ کبیرٌ مجتمعٌ فتحٌ مفتحٌ قدیرٌ مبینٌ۔

آپ کو ملائکہ آسمانوں پر مخصوص اسماء سے پکارتے ہیں پہلے آسمان پر زین اللہ دوسرے پر نجم اللہ تیسرے پر مجتمع اللہ چوتھے پر فتح اللہ پانچویں پر صفت اللہ چھٹے پر مرید اللہ اور ساتویں پر بدیع اللہ۔

نسب نامہ پدری (حسینی)

حضرت بدیع الدین احمد شاہ زندان صوف ؒ	حلب	صبح صادق	دوشنبہ	یکم شوال سنہ ۳۳۲ھ
حضرت قدوۃ الدین علی حلبی ؒ	مدینہ	صبح صادق	پنج شنبہ	۱۷؍رجب المرجب سنہ ۲۱۹ھ
حضرت سید بہاء الدین ؒ	مدینہ	صبح صادق	چہار شنبہ	۱۲؍جمادی الآخر سنہ ۱۹۹ھ
حضرت سید ظہیر الدین احمد ؒ	مدینہ	صبح صادق	دوشنبہ	۱۷؍ربیع الاول سنہ ۱۷۳ھ
حضرت سید اسمٰعیل ثانی ؒ	مدینہ	صبح صادق	چہار شنبہ	۱۳؍شعبان المعظم ۱۵۹ھ
حضرت سید محمد ؒ	مدینہ	صبح صادق	یک شنبہ	۱۴؍رجب المرجب سنہ ۱۲۹ھ
حضرت سید اسمٰعیل ؒ	مدینہ	صبح صادق	یکشنبہ	۱۱؍ذی الحجہ سنہ ۱۰۳ھ
حضرت سید امام جعفر صادق ؒ	مدینہ	صبح صادق	دوشنبہ	۱۲؍ربیع الاول سنہ ۸۳ھ
حضرت سید امام محمد باقر ؒ	مدینہ	چاشت	جمعہ	۲؍صفر المظفر سنہ ۵۷ھ
حضرت سید امام زین العابدین ؒ	مدینہ	چاشت	سہ شنبہ	۹؍شعبان المعظم سنہ ۳۸ھ
حضرت سید امام حسین ؓ	مدینہ	چاشت	سہ شنبہ	۵؍شعبان المعظم سنہ ۴ھ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ	بطن کعبہ	چاشت	جمعہ	۱۳؍رجب بروز جمعہ عام الفیل کے ۳۰ سال بعد

نسب نامہ مادری (حسنی)

حضرت سید بدیع الدین احمد ؒ ابن سیدہ فاطمہ ثانی بی بی ہاجرہ تبریزی ؒ بنت حضرت عبداللہ ؒ جعفر تبریزی ؒ ابن حضرت سید محمد زاہد ؒ ابن حضرت سید محمد حسن عابد ؒ ابن حضرت سید ابو صالح محمد عبداللہ ثانی ؒ ابن حضرت سید ابو یوسف عبداللہ ؒ ابن حضرت ابوالقاسم محمد مہدی ؒ ابن عبداللہ محض ؒ ابن حضرت حسن مثنیٰ ؒ ابن حضرت سیدنا امام حسن ؓ ابن حضرت سیدنا مولیٰ اسداللہ حیدر کرار علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

نجیب الطرفین حضرت سیّد بدیع الدین احمد قطب المدارؒ کے آگے کے حالات جاننے سے پہلے یہاں پہ یہ بتانا بھی مناسب ہوگا کہ ہر شخص اپنے نسب پر خود امین ہے جیسا کہ روایت میں ہے

اَلنَّاسُ امناء علی انسابھم (اشرف المؤبد)

دوئم یہ کہ حضور ﷺ نے بہتر زمانے تین ارشاد فرمائے ہیں لہٰذا حضرت قطب المدار تیسرے زمانے کے بہترین شاہکار ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے

عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ خیر امتی قرن الذین یلونی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ---------!

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا "میری امت کے بہترین لوگ اس قرن میں ہیں جو میرے قریب ہے پھر وہ لوگ ہیں جو انکے قریب ہیں پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں ------!

عَنْ عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت : سال رجل النبی ﷺ ای النَّاسِ خیر؟ قال : اَلْقَرْنُ الَّذِی اَنَا فِیہ ثُمَّ الثَّانِی ثُمَّ الثَّالِث (رواہ مسلم و احمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا (یا رسول اللہ!) کون سے لوگ بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا "سب سے بہتر لوگ اس زمانے کے ہیں جس میں میں موجود ہوں اسکے بعد دوسرے زمانے کے اور اسکے بعد تیسرے زمانے کے۔ (امام مسلم اور احمد)

اب چونکہ حضرت سیّد بدیع الدین احمد قطب المدارؒ تیسری ہجری کے اولین دور میں دنیا میں تشریف لائے اسلئے آپ کا شمار ان بہترین زمانوں کی اولین صف میں کیا جاتا ہے۔

حدیث میں کمال حاصل کر لیا اور محدث مشہور ہو گئے ۱۴ برس کی عمر شریف میں آپ کا شمار علماء میں ہونے لگا آپؓ نے مختلف علوم میں استعداد حاصل کی تفسیر فقہ حدیث صرف و نحو منطق ریاضی ہیئت اور ہندسہ کے علاوہ علم ریمیا (وہ علم جس کے ذریعہ انسان جہاں بھی چاہے پل بھر میں پہونچ جائے) علم ہیمیا (طلسم کا علم) علم سیمیا (سونا چاندی بنانے کا علم) علم کیمیا (مرکبات کا علم) میں بھی دستگاہ کامل تھے۔ یہ علم بہت کم لوگوں کو حاصل تھے۔ تاریخی اعتبار سے آپؓ زبور، توریت، انجیل، قرآن اور صحائف اولین کے عالم و حافظ تھے۔ اسکے علاوہ آپؓ دنیا کی ۹۰۰ زبانیں جانتے تھے ۲۶۰ زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ صاحب تاریخ عرب واسلام کہتے ہیں کہ آپؓ اکثر فرماتے "انا مفتاح العلوم و انا مفتاح العوارض "میں تمام علوم کی کنجی ہوں میں اسرار کا جاننے والا ہوں۔" الغرض تھوڑے ہی عرصہ میں آپؓ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی لوگ پروانوں کی طرح آپؓ کی طرف امڈ پڑے ہر وقت طلب کا تانتا لگا رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سید الاولیاء حیات الولی حضرت بدیع الدین احمد قطب المدارؓ کی تصانیف مواعظ الشریح، درس انسانیت، تخلیق کائنات اور قرائن اطواء سے منسوب حکیم سید یاد علی یاور بریلویؒ نے ترقیم الارقع میں، شیخ الاسلام خواجہ ظہیر الدین الیاس گجراتیؒ نے رسالہ الیاس جلد دوم میں، قاضی محمود الدین کرگانی کنتوریؒ نے ایمان محمودی میں، قاضی حمید الدین ناگوری نے اپنے مکتوبات میں سید جمال الدین جانمن جنتی (سرخ پوش قلندر بھتیجہ زادہ حضرت غوث الاعظمؓ) بہاری نے جمال بدیع میں قاضی شہاب الدینؒ نے بدیع البیان میں شیخ الاسلام مولانا حسام الدین سلامتی جونپوریؒ نے مکتوبات میں جو نویں صدی سے قبل کی تصانیف ہیں میں مذکورہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے آپؓ کے دور کو پر معروف دور بھی قرار دیا ہے۔ جب آپؓ علوم ظاہری سے فارغ ہوئے تو جذبہ الٰہی نے آپکو علوم باطنی کی طرف کھینچا آپؓ اپنے والد محترم کے دست حق پرست پر "سلسلہ جعفریہ" میں بیعت ہوئے

بچپن: آپ کا بچپن عام بچوں سے بالکل مختلف تھا آپ بچوں کے ساتھ کھیل میں مصروف نہیں ہوتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے کسی فکر میں مستغرق ہوں۔ آپ کی کمسنی کا ایک واقعہ نہایت سبق آموز ہے۔ آپؒ بچوں کے ساتھ بکریاں چرانے گئے بچے کھیل میں مصروف ہو گئے آپ تنہا آنکھوں میں آنسو لئے ایک طرف کھڑے تھے۔ کسی شخص نے آپؒ کے قریب آکر کہا "صاحبزادے آپ بھی کھیئے۔" آپؒ نے کہا "میں کھیلنے کے لئے نہیں بلکہ عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہوں۔ ضمیریؒ کہتے ہیں کہ آپؒ اکثر فرمایا کرتے اگر میں تنہا بچوں کے ساتھ نکل جاتا تو یہ آواز سنتا" بدیع الدین میری طرف آؤ" مڑ کر دیکھتا تو کوئی نظر نہیں آتا۔ بچپن ہی سے آثار بزرگی نمایاں تھے۔ اور خوارق و عادات کا ظہور ہونے لگا تھا۔ جب آپ کی عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو آپؒ کے والد بزرگوار نے موافق سنت نبوی ﷺ آپکی بسم اللہ کی رسم بڑے تزک و احتشام کے ساتھ کی جسمیں عالم و صوفی بکثرت شریک ہوئے۔

ظاہری تعلیم: بسم اللہ کے بعد آپؒ کے والد نے آپ (حضرت سید بدیع الدین احمد) کو مولینا حذیفہ شامی مرعشیؒ (سن وفات ۲۲۲ھ) کے سپرد فرمایا۔ جو اپنے وقت کے بڑے مدرس، عالم باعمل، علم و فضل میں یکتائے روزگار اور ایک صاحب دل بزرگ تھے۔ مولانا حذیفہؒ شامی کی نگرانی میں آپؒ کی ظاہری تعلیم شروع ہوئی۔ آپؒ اکثر ایسی باریک بات بیان فرماتے کہ حذیفہ شامیؒ بھی حیران رہ جاتے ایسی روایت بھی ملی ہیں کہ روز اول ہی جب مولانا موصوف نے "الف" پڑھایا تو آپؒ نے الف کی تشریح بیان فرمادی تو مولینا سدید الدین حذیفہ شامی مرعشی کے منھ سے برجستہ نکلا ھذا سعید ازلی، ھذا ولی اللہ۔

حضرت حذیفہ شامیؒ نے آپؒ کے والد محترم سے وہی عرض کیا جو حضرت عیسیٰؑ کے استاد محترم نے ان کی والدہ حضرت مریمؑ سے عرض کیا تھا کہ "اس بچہ کو استاد کی ضرورت نہیں" الغرض آپؒ نے بہت جلد قرآن مجید مکمل کر لیا ۱۲ برس کی عمر شریف میں تفسیر، فقہ، قرآن و

حج بیت اللہ شریف

غار میں قیام: حضرت بدیع الدین احمد شاہ زندان صوفؒ والدین سے اجازت لیکر حرمین شریفین کے عشق میں پاپیادہ گھر سے روانہ ہوئے اور یکے تنہا منزل مقصود کی راہ لی ۲۵۷ھ ماہ سفر آپؒ تنہا چلے جاتے تھے کہ راہ میں عبدالوہاب آپؒ رفیق سفر ہوئے۔ اثناء راہ میں ایک غار میں قیام فرمایا اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ یہاں سے آپؒ سب سے پہلے مشہد الحسین پر تشریف لے گئے۔ اسے پہلے مشہد النقطہ کہا جاتا تھا یہ وہ مقام ہے حسینؓ کا سر اقدس رکھا گیا تھا اور اس پتھر میں آپؓ کا خون جذب ہو گیا تھا (جو آج تک تازہ ہے) یہ مقام حلب (الپو) جو عراق کی سرحد رقہ کی چھوٹی سی خانقاہ ماروت و مدرسہ ہے۔ یہ جبل جرنی سے او جان کے ساتھ نہر قبیز میں واقع ہے پہونچ کر پتھر سے لپٹ گئے فوراً اپنے اجداد کا خون دیکھ کر آپؒ کی بھوک پیاس نیند سب رفع ہو گئی اب آپؒ کا معمول یہ تھا کہ آپؒ اس حدیث شریف وسلم صیام یوم عاشوراء وعلی اللھان یکفر السنۃ التی قبلہ (مسلم) کے مطابق روزہ رکھتے تھے جب شام ہوتی تو غیب سے دو روٹیاں ظاہر ہوتیں ایک آپؒ تناول فرماتے اور ایک کسی ضرورتمند مفلوک الحال کو دے دیتے۔ (مفتاح التواریخ وغیرہ)

بدیع الدین مدار بایزید بسطامیؒ کے حضور میں: آواز غیبی پر بدیع الدین احمدؒ نے اپنے سفر کا رخ "دارالسلام" کی جانب موڑ دیا۔ دارالسلام پہونچ کر بیت المقدس کی زیارت کی حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی الملقب طیفور شامیؒ سے ملاقات ہوئی حضرت بدیع الدین مدارؒ کو اپنے بچپن کا خواب یاد آ گیا۔ حضرت بایزید بسطامی عرف طیفور شامیؒ نے نہایت خلوص و محبت کے ساتھ آپؒ کی پیشانی اور آنکھوں کو بوسہ دیا اور فرمایا" میں نے تقریباً ۱۸ برس پہلے یہاں نور کا ایک ستون دیکھا تھا تمہیں دیکھ کر یہ محسوس ہوا کہ وہ

نور کا ستون تم ہی ہو!" پھر فرمایا "میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا" شام سے ایک شخص بدیع الدین احمد آنے والا ہے جو نعمت تم کو تمہارے پیر و مرشد سے حاصل ہوئی ہے وہ بدیع الدین احمد کی امانت ہے یہ کہہ کر آپؒ کو صحن بیت المقدس میں شب جمعہ ۱۰ شوال المکرم ۲۵۹ھ کو سلسلہ طیفوریہ میں داخل کیا اور نسبت صدیقیہ سے سرفراز فرما کر شاہ زندان صوفؒ کا خطاب عنایت فرمایا۔

مدینہ منورہ میں حاضری اور علوم باطنی کی تکمیل

ہدایت غیبی: شاہ زندان صوف بدیع الدین احمدؒ نے اپنے پیر و مرشد حضرت بایزید بسطامی عرف طیفور شامیؒ سے اجازت حاصل کی اور حج بیت اللہ کیلئے مکہ معظمہ حاضر ہوئے۔ بعد فراغت حج ہدایت غیبی ہوئی کہ اٹھو! تمہاری آرزوؤں کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔ آپؒ مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ سرکار رحمۃ اللعالمین ﷺ کی مزار مقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے

تعلیم روحانی: اسی شب عالم بے خودی میں بیٹھے تھے کہ سرور عالم ﷺ نے اپنے جمال اطہر کی زیارت سے مشرف فرمایا اور بغرض تعلیم روحانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمایا۔ حضرت علیؓ روح پر فتوح نے آپؒ کو تمام علوم علوی و سفلی سے مکمل طور پر سرفراز فرمایا اور بغرض تربیت خاص روح پاک حضرت امام محمد مہدیؑ آخر الزماں کے سپرد فرمایا۔ حضرت مہدیؑ نے آپؒ کو صحائف آسمانی و کتب سماوی کی تعلیم دی (اسی سبب سے آپکا سلسلہ مہدویہ مداریہ بھی مشہور ہے متعدد بزرگوں کا قول ہے کہ حضرت امام محمد مہدیؑ کو پہچاننے والے بزرگوں میں سلسلہ مداریہ کے ہی بزرگ ہوں گے و در قریب قیامت جو سلسلہ باقی رہیگا وہ مہدویہ مداریہ ہی ہوگا) اور اسکے بعد حضرت خضرؑ نے آپؒ کو علم لدنیہ کی تعلیم سے سرفراز فرمایا۔ جب آپؒ تمام تعلیمات سے فارغ ہو گئے تو فرمایا" انا مفتاح الغوامض" انا مفتاح العلوم" (میں اسرار کا جاننے والا ہوں، میں تمام علوم کی کنجی ہوں)

ہندوستان کیلئے حکم: غرض آپؒ علوم ظاہری و باطنی سے مستفید و مستفیض ہوئے اور نسبت محمدی ﷺ سے آپؒ کا قلب روشن ہو گیا بعد تکمیل علم حصول فیض نسبت نورانی آپؒ سے سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا "بدیع الدین" ہندوستان جایئے اور وہاں جا کر مخلوق کی ہدایت میں کوشش کیجئے۔

وطن کو واپسی اور حکم کی تعمیل: اسکے بعد آپؒ اپنے وطن عزیز واپس پہونچے ایسا لگتا تھا کہ آپؒ بہت جلدی میں ہیں آپؒ کے والدین نے جب حکم رسول ﷺ سنا تو یہ کہتے ہوئے رخصت کیا "اے میرے بیٹے میری آنکھوں کی ٹھنڈک کاش! خداوند قدوس اپنی رحمت کو تمہاری برکت سے تمام عالم میں پھیلا دے۔" (الکواکب الدراریہ) آپؒ نے اپنے والدین سے اجازت حاصل کی اور ۲۶۹ھ میں ہندوستان کیلئے روانہ ہوئے۔

ہنود قوم کا مشرف باسلام ہونا اور بچہ کا زندہ ہونا: قطب المدار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدارؒ ۲۶۹ھ ہندوستان کیلئے پا پیادہ روانہ ہوئے اور تاشقند کی جانب نکل گئے جہاں سے آپؒ کو لوٹنا پڑا۔ جب آپؒ سمرقند ہوتے ہوئے آ رہے تھے کہ راستے میں ایک قریہ سے گذر ہوا جس میں ہنود آباد تھے۔ وہ مسلم کبار پر لعنت کرنے لگے آپؒ نے علمی گفتگو سے انھیں قائل کیا انمیں سے بیشتر مسلمان ہو گئے اور آپؒ کے سفر میں شریک ہو گئے۔ جب آپؒ ایک صحراء سے گذر رہے تھے تو ایک قافلہ کو خیمہ زن دیکھا اور اسکے لوگوں کو اداس آپؒ نے غمگین ہونے کی وجہ دریافت کی پتہ چلا کہ سردار قافلہ خسروؔن کا اکلوتا شیرخوار بچہ مر گیا ہے آپؒ نے بچے کو طلب کیا اور اسکے لئے دعا فرمائی جو مقبول بارگاہ ہوئی اور بچہ زندہ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر خسروؔن قافلہ کے لوگ خلوص دل سے منسلک بہ سلسلہ ہوئے۔ جو راہ میں طوسؔ تک ساتھ رہے ان میں سے بھی کچھ لوگ آپؒ کے ساتھ ہو لئے۔

احمد بن مسروق کو خلافت و اجازت سلسلہ: (وفات ۲۹۹ھ) خراسانؔ سے گذرنے

کے دوران احمد بن مسروقؒ ملے جو چند روز صحبت میں رہکر متاثر ہوئے اور آپؒ کی دعوت خاص کا اہتمام کیا اور اسی موقع پر مرید ہوئے۔ قطب المدارؒ نے انکو خلافت واجازت سلسلہ سے مشرف وممتاز فرمایا۔ احمد بن مسروق کی اہلیہ نے سرکار مدار سے نرخانہ نسل کی درخواست کی اور بتایا کہ ۲۱ سال کا عرصہ ہوا شادی کو لیکن اب تک اولاد سے مایوس ہوں۔ آپؒ نے دعا فرمائی اور وہاں سے رخصت ہوئے۔ اور ایک مدت تک رشد وہدایت کرتے ہوئے بغداد پہونچے

احمد بن مسروقؒ کی قطبیت کا اعلان: بغداد میں عبدالقادرؒ المعروف عبدالقادر ضمیری بغدادیؒ نے آپؒ کی دعوت خاص کا اہتمام کیا جس میں حضرت جنید بغدادیؒ، احمد بن مسروق خراسانیؒ، اور انکے رفیق بو علی رودباریؒ جو سلسلہ تمہیدہ شاذکزئی سے ہیں شریک ہوئے اس موقع پر احمد بن مسروق نے خوشخبری دی کہ باری تعالیٰ نے آپؒ کی دعا کی برکت سے ایک پسر عنایت فرمایا ہے اسکا نام بھی آپ ہی تجویز فرمائیں۔ آپؒ نے نام عباسؒ رکھا جس سے انکی کنیت قاسم ہوئی اور بقائے نسل چلی بیٹھیں پر آپؒ نے احمد بن مسروق کی قطبیت کا اعلان کیا اور رخصت چاہی لیکن عبدالقادرؒ نے بیعت ہونے کا ارادہ ظاہر کیا چنانچہ اس دوسرے موقع پر آپؒ نے عبدالقادر اور بو علی رودباریؒ کو بیعت کیا احمد بن مسروق نے عبدالقادرؒ کو ہمراہ ہندوستان جانے کا مشورہ دیا اور عبدالقادر ضمیریؒ آپؒ کے ہمراہ ہو لئے۔

ہندوستانی تاجروں سے ملاقات: بدیع الدین مدارؒ بغداد سے بصرہ کیلئے تشریف لے جارہے تھے کہ شاہراہ میں حضرت شبلیؒ سے ملاقات ہوئی وہ چونکہ جلدی میں تھے اسلئے صحبت میں نہ رہ سکے۔ حضرت منصورؒ معہ مریدین کے ملے کچھ دن زندہ شاہ مدارؒ کی صحبت میں رہے آپؒ کے علم وفضل کے قائل ہوئے سرکار مدارؒ نے نصیحت فرمائی اور رخصت کیا۔ پھر آپؒ بصرہ پہونچے جو ان ایام میں قحط سالی کا شکار تھا لوگوں کی التجا پر آپؒ نے دعا کی اسقدر

بارش ہوئی کہ پانی کی شکایت جاتی رہی۔ لیکن آپؒ جس مقصد سے بصرہ تشریف لے گئے

تھے پورا نہ ہو سکا ہندوستان کیلئے کوئی بھی جہاز نہ تھا قریبی مقامات کیلئے چھوٹے جہاز

کھڑے تھے۔ اتفاقاً آپؒ کی ملاقات ہندوستانی تاجروں سے ہوگئی جو بصرہ کی قحط سالی سن

کر اناج لائے تھے اور فروخت کر کے واپس جانے کی تیزی میں مصروف تھے۔ انھوں نے

آپؒ کو ہندوستان لے جانے کا وعدہ کیا لیکن انکا جہاز جدّہ کی بندرگاہ لنگر انداز تھا اسلئے آپؒ

جدّہ معہ مریدین کے تشریف لے گئے۔

ہندوستان کا پہلا سفر (صاحب معالم ۲۸۲ھ)

فریضہ اوّل: ہندوستانی تاجروں کے ساتھ ۲۸۱ھ کے آخری مہینے کے آخری ایام میں

حضور ﷺ کے ایماں پر صرف ۲۴ مریدین کے ساتھ جہاز پر سوار ہوئے باقی کو گھر جانے کا

حکم دیا کیوں کہ جہاز میں اس سے زیادہ لوگ نہیں آ سکتے تھے۔ جہاز چل دیا۔ ابن احمد تقی

کہتے ہیں " کہ آپؒ سمندری عجائبات وغرائبات اور جزائرات معائنہ ومشاہدہ اور تحقیق فرماتے

تھے۔ جب آپؒ نے مقام ابراہیم کی طرف توقف کیا تو رفاقت میں حضرت نوحؑ کو دیکھا۔

جب کفار مخاطب ہوئے اور بیات شق القمر کی اور فضائل نبوی بیان کرنا شروع کیے جو آپؒ کا فریضہ اول تھا۔

قہر خداوندی: جب آپؒ نے انکو دین میں داخل ہونے کا مشورہ دیا تو کفار برہم ہوگئے

جس سے آپؒ کو دلی صدمہ پہونچا۔ قہر خداوندی کا ظہور ہوا سمندر میں طوفان آیا پہلے جہاز

کے دو ٹکڑے ہوئے پھر پاش پاش ہونے لگا تاجروں کو ایک مرتبہ پھر آپؒ نے ہدایت کی لیکن وہ

اپنی بات پر اڑے رہے۔ پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ تاجر سب غرق ہو گئے اور درویش مطمئن نوٹے

ہوئے تختوں پر بہتے جاتے تھے۔ روزہ رکھنے کے سبب غیب سے جو روٹیاں قطب المدارؒ کے

لیئے ظاہر ہوتیں انھیں آپؒ تقسیم کر دیتے جو ناکافی تھیں ۱۲ روز تک یوں ہی بھوکے

پیاسے رہنے سے ۱۷ مرید شہید ہو گئے۔ اس وقت جب کہ عاشورکا دن تھا محرم شریف کی دسویں تاریخ بدیع الدین احمد قطب المدارؒ نے دعا فرمائی جو مقبول بارگاہ رب العالمین ہوئی آپؒ ۱۷ ہمراہیوں کے ساتھ قبل از وقت صبح صادق مالا بار کے ساحل پر اترے۔

عجیب وغریب معاملہ: آپؒ نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی نقاہت کا یہ عالم تھا کہ کھڑے ہونے کی بھی تاب نہ تھی سجدے سے سر اٹھایا تو ایک صحرائی ابدال (حضرت خضرؑ) کو کھڑے پایا جنہوں نے آپؒ کا نام لیکر سلام کیا اور ہمراہ چلنے کیلئے اشارہ کیا وہ پیر بزرگ سبھی کو کدو نگار کے وسیع اور خوبصورت باغ میں لے گئے ساتھیوں کو باغ میں ٹھہرنے پھلوں سے سیر ہونے کی اجازت دیکر حضرت بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدارؒ کو لیکر زرنگار محل کے اندر داخل ہوئے تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک عجیب وغریب معاملہ نظر آیا سفید لباس پر سیاہ جبہ زیب تن تھا۔ (سوت یاد جس طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو عنایت کیا گیا تھا بعض مورخین لکھتے ہیں" یہ وہ خرقہ تھا جو حضرت آدمؑ کو جنت میں دیا گیا تھا اور جنت سے نکلتے ہی واپس لے لیا گیا تھا" مجموعہ یزدہ رسالہ مذہب فقراء صفحہ ۳۹) نقاب چہرے پر پڑے ہوئے تھے (جس طرح حضرت موسیٰ کے چہرے مبارک پر تجلی طور کے بعد اتنی قوی تجلی رہتی تھی کہ بدون نقاب آپ کے چہرے کو کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا گویا آپؒ کو نسبت موسوی حاصل تھا ۔معارف مثنوی شرح مثنوی مولانا روم حصہ اول صفحہ ۱۷۲ تا ۱۷۳) اور آپؒ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے الدنیا یوم ٌ وانا فیہا صوم ٌ۔ لہجے سے پتہ لگ رہا تھا کہ آپؒ بہت مسرور ہیں۔

نورانی محفل: شیخ ضمیری فرماتے ہیں کہ ہم لوگ متعجب اور پریشان تھے باصرار تمام دریافت کیا۔ بدیع الدین شاہ احمد زندان صوفؒ نے ارشاد فرمایا "محل کے دروازے پر ایک رکھوالا (قطبیر) تعینات تھا جب میں محل کے اندر داخل ہوا اور سات دروازے طے کیئے ہر دروازے پر ایک بزرگ (یملیخا، مکسلمینا، مرطونس، ثبلیونس، درونس، کفاشطیطیوس اور قطمیر) جو اصحاب

کہف ہیں) موجود تھا جو سلام کرتا اور آگے کا اشارہ فرما دیتا جب میں صحن میں داخل ہوا تو مکان نہایت وسیع اور سلیقے سے آراستہ تھا اور نورانی محفل منعقد تھی چند پیغمبر (حضرت یونسؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت خضرؑ، حضرت یوشعؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ تھے۔ (قطب غوثی) بیٹھے ہوئے تھے اور حضور علیہ مسند صدارت پر جلوہ افروز تھے انھوں نے مجھے اپنے قریب بلایا اور اپنی گود میں بٹھا کر حال سفر سنا اور ارشاد فرمایا" اے لخت جگر یہ آپکا امتحان تھا جس میں آپ کامیاب ہوئے۔"، آپ علیہ کے ارشاد پر دو شخص مردان غیب حاضر ہوئے جنکے سروں پر خوان رکھے ہوئے تھے ایک طشت سے خوان پوش ہٹایا جو شیر و برنج سے معمور تھا رحمۃ للعالمین علیہ نے مجھے اپنے دست مبارک سے ۹ لقمے اس طعام لطیف کے کھلائے (ہر لقمہ کے ساتھ آپؐ نے ایک عالم فتح کیا) جس میں مقام ناسوت، مقام ملکوت، مقام جبروت، مقام لاہوت، مقام ہاہوت، مقام یاہوت، مقام ساہوت، مقام محمود شاہی اور مقام ناصر، ہے کا مدار ٹھہرا کر مدار العالمین کا خطاب عنایت فرمایا)

دوسرا خوان کھولا اس میں ملبوس موجود تھا جو مجھکو زیب تن کرایا گیا پھر آپ علیہ نے اپنا دست مبارک میرے چہرے پر مس فرما کر نورانی فرما دیا جس سے طبقات ارض و سماوات کا حال آئینہ ہو گیا جس میں میں نے معرکہ کربلا بھی دیکھا کہتے کہتے آپؒ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ پھر فرمایا کہ حضور علیہ نے فرمایا اے مدار العالمین! تمکو اب کھانے پینے کی خواہش نہ ہوگی دائمی روزہ رہے گا۔ (قال رسول الله ﷺ وسلمه صيام يوم عاشوراء احتسب على الله ان يكفر السنة التي قبله (مسلم) (کے تحت آپؐ نے دنیا کو ایک دن اور اس میں اپنے کو روزہ قرار دیا)

لباس زیب تن کراتے ہوئے فرمایا" یہ لباس بغیر دھلے ہمیشہ پاک وصاف رہیگا تا حیات لباس تبدیلی کی ضرورت نہ ہوگی اور تمہارے وجود سے باری تبارک وتعالیٰ نے تمام خواہشات کا خاتمہ کر دیا دنیا میں اب آپ مرتبہ صمدیت پر فائز رہیں گے۔" حدیث مقدسہ ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فَقَالَ لَهُ رِجَالٌ

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ، فَاِنَّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تُوَاصِلُ ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ ؟ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ ------- البخاری

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو صوم وصال سے منع فرمایا تو بعض صحابہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ خود تو صوم وصال رکھتے ہیں! آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون میری مثل ہو سکتا ہے؟ میں تو اس حال میں رات بسر کرتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے۔ بخاری شریف

حضور ﷺ نے حضرت سیّد بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدارؒ کو صوم وصال کی نعمت عظمیٰ کی اجازت عطا فرما کر نسبت خاص کا محور بنا دیا۔ دوئم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قطب المدارؒ کو سامی اور غیر سامی اقوام میں توحید و رسالت کی تبلیغ و اشاعت اور منجمد ذہنوں کو حرکت میں لانے کیلئے بعد از ختم نبوت مرتبہ منتہائے مداریت سے مزین انتہا بلند کردار اور عظیم المرتبت رہنما منتخب فرما کر تمام انبیاء کی خصوصیت سے بدرجہ اتم پر کر دیا صوم وصالی (صمدیت) کی نعمت عطا فرمائی تا کہ تبلیغ و اشاعت میں آسانی ہو اور وہ انسانی خواہشات جو انسان کی کمزوری اور فساد کا سبب بنتی ہیں مثلاً خوبصورت بیوی، زمین جائداد، اونچا مکان، اولاد وغیرھم اشاعت میں روڑا نہ بنیں۔ اسی ضمن میں ایک حدیث میں یوں وارد ہوا ہے!

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ اِنَّ اَغْبَطَ اَوْلِیَائِیْ عِنْدِیْ لَمُؤْمِنٌ خَفِیْفُ الْحَاذِ ذُوْ حَظٍّ مِّنَ الصَّلٰوۃِ اَحْسَنَ عِبَادَۃَ رَبِّہٖ وَاَطَاعَہٗ فِی السِّرِّ وَکَانَ غَامِضًا فِی النَّاسِ لَا یُشَارُ اِلَیْہِ بِالْاَصَابِعِ وَکَانَ رِزْقُہٗ کَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ نَقَرَ بِیَدِہٖ فَقَالَ عُجِّلَتْ مَنِیَّتُہٗ قَلَّتْ بَوَاکِیْہِ قَلَّ تُرَاثُہٗ الترمذی و احمد

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرے نزدیک سب سے زیادہ قابل رشک وہ مومن ہے جسکے پاس مال کم ہوگا نماز سے لطف اندوز ہونے والا اپنے رب کا بہترین عبادت گذار خاموشی اور پوشیدگی کے ساتھ اپنے رب کی اطاعت کرے گا لوگوں سے مخفی ہوگا اور اسکی طرف انگلی سے بھی اشارہ نہیں ہو سکے گا اسے حسب ضرورت ہی رزق ملے گا اور وہ اس پر صابر ہوگا اور اسکا ترکہ کم ہوگا۔ ترمذی واحمد

پوری دنیا کے سفر کی ہدایت: پھر آنحضرت ﷺ نے ساری دنیا کے سفر کی ہدایت کی اور مجھ سے فیضیاب ہونے والوں کی فہرست عنایت فرمائی اور سب کچھ وہی دوہرایا جسکی بشارت روضہ اطہر پر شرف حضوری وہمکلامی کے وقت سنائی تھی۔ مزید ارشاد فرمایا" کہ حق تعالیٰ نے یہ نعمتیں جنکا وعدہ کیا تھا پوری کر دیں آپکو ان نشانیوں میں سے جو اسنے اپنی شناخت کیلئے جہاں میں عنایت کی تھیں ایک بتایا ہے جس سے اسکی قدرت آشکار ہو رہی ہے۔ یہ واقعہ خلیج کھمبات سے متصل ایک پہاڑ پر ظہور پذیر ہوا جہاں پر قدم رسول ﷺ کے نشان آج بھی موجود ہیں اور وہاں مخلوق خدا کثرت سے جایا کرتی ہے۔ حضرت بدیع الدین مدارؒ کا چلہ شریف آپ کے نور سے منسوب مسجد نوری کھمبات میں موجود ہے۔ یہاں کی پہاڑیوں میں آپؒ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق فاما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ فان الجنة لهى الماوىٰ" شغل بھی کیا جسے شغل حیات ابدی کہتے ہیں۔

ہندوستان پر طائرانہ نظر

مسلمانوں کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ حضرت آدمؑ بہشت سے ہندوستان میں اتارے گئے اور ہندوستان کو ہی سب سے پہلے اللہ کا پیغام ملنے کا فخر حاصل ہے نشاندہی کے اعتبار سے کوہ سراندیپ پر سے رفت لمبا آپؑ کے قدم کا نشان آج بھی موجود ہے (ابن بطوطہ)

آج سے تقریباً چار ہزار برس پہلے میں آریہ گھس آئے اور یہاں کے امن و امان کو خاصا نقصان پہونچایا دراوڑوں کو غلام بنایا ۔ یہ آگ، سورج اور موت کی پوجا کرتے تھے۔ ہندوستان پر ۵۲۷ برس قبل از مسیح مہاویر کی حکومت رہی ۴۸۳ رق م بودھ مذہب کے موجد گوتم بدھ کا دور رہا۔ موریہ خاندان نے ۳۲۱ رق م سے لیکر ۱۵۰ رق م تک حکومت کی ۔ چندر گپت موریہ چونکہ موریہ نام کی شودر عورت سے پیدا ہوا تھا اس لئے اسکے دور حکومت کو موریہ دور کہتے ہیں اور اسکا خاندان موریہ خاندان کہلاتا ہے اسی خاندان میں اشوک وردھن کی حکومت قائم ہوئی اشوک نے بدھ مذہب کو بہت فروغ دیا۔ مہاراجہ ہرش وردھن کے عہد حکومت تقریباً ۹۰۰ برس تک بدھ مذہب ہندوستان کا واحد مذہب رہا ہوان سانگ کہتا ہے کہ بدھ مذہب ہندوستانی برہمنی مذہب میں شامل ہو گیا اور اپنی انفرادیت کھودی اس میں بھی اوتاروں کی بھرمار اور مورت پرستی کا دور دورا نظر آنے لگا۔ اگر عرب سیکڑوں بتوں کو پوجتے تھے تو ہند میں ہزاروں اور کروڑوں ! اگر عرب اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر رہے تھے تو ہندوستانی اپنی عورتوں کو زندہ جلا رہے تھے اگر عرب کا ایک گروہ کعبہ کا ننگا طواف کر رہا تھا تو ہندو ہندوستان میں برہنہ مرد اور عورتیں اپنی پرستش کرا رہے تھے ۔ غرض کہ عرب اور ہندوستان میں کسی بھی اعتبار سے کمی نہیں تھی ہندوستان اور عرب زمانہ قدیم سے باہمی تعلقات بنائے ہوئے تھے آپس میں تجارت کے قدیم ثبوت بھی ملتے ہیں ۔ اسکے علاوہ ایک چلتی ہوئی روایت ہے کہ حضرت تمیم داری ۹ھ میں مسلمان ہونے کے بعد ہندوستان چلے آئے جنوبی ہندوستان کے علاقہ مدارس کے نواح میں آپکی مزار مبارک ہے (خلافت راشدہ) ہندوستان کی عظمت میں چار چاند اس وقت اور لگ گئے جب پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا "میں ہندوستان سے آتی ہوئی اللہ کی معرفت کی بھینی بھینی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا" سب سے پاکیزہ اور خوشبودار مقام ہندوستان ہے (سبحۃ المرجان) یہ ہندوستان کی پاکیزگی کی زبر

وست دلیل ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں عربوں نے جب اپنی شرقی سلطنت میں نئے مراکز قائم کئے تو ہندوستان کو بھی اپنے احاطہ میں لے لیا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد میں حکیم بن جبالا کو ہندوستان بھیجا اور حالات معلوم کئے۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ہی بحرین کے ایک والی نے گجرات اور کاٹھیاواڑ پر دریا کے راستے سے حملہ کیا حضرت علیؓ کے عہد میں سیستان کی جانب سے کچھ مسلمانوں نے پیش قدمی کی تقریباً ۹۵ھ میں محمد بن قاسم نے سندھ کو فتح کیا۔ اس وقت سے لیکر معتصم عباسی کی خلافت کے زمانہ تک خلیفہ کی جانب سے کوئی نہ کوئی حاکم آکر یہاں حکومت کرتا۔ سلیمان، شہریار، ابن حوقل اور استخری کے سفر ناموں کے اعتبار سے ایسے ثبوت بھی ملتے ہیں کہ اسی زمانے میں مسلم صوفیوں کا رخ بھی ہندوستان کی طرف ہوا۔ ان صوفیوں کو بعض مورخین نے سوداگر کہہ کر بھی خطاب کیا ہے۔

ان باعظمت صوفیوں میں حضرت بدیع الدین احمد مدار العالمینؒ سرفہرست ہیں۔ حضرت قطب المدارؒ اور بزرگوں کے ساتھ مالابار کے ساحل پر اترے۔ یہاں آپؒ نے گجرات کے بلہر راجاؤں اور مالابار کے سامورتی راجاؤں کو مہربان اور محسن پایا۔

تبلیغ دین کے نئے راستے: ہندوستان کے اس خطہ میں یوں تو کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی تھی رشیوں اور منیوں کا بول بالا تھا شعبدے بازوں کا ڈنکا بج رہا تھا جو جتنا بڑا شعبدے باز تھا وہ اتنا ہی بڑا دیوتا تھا۔ رشیوں کی عبادت کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنی اندریوں کو بس میں کرکے اپنی سانس پر قابو پا لیتے تھے اس طرح انکا احترام زیادہ ہوتا تھا۔ رشی اکثر جنگلوں میں رہتے تھے۔ حضرت بدیع الدین احمدؒ کو اس ماحول میں تبلیغ دین کا ایک نیا راستہ ملا آپؒ نے گیانی دھیانی اور روحانی فلسفہ کا استعمال کرتے ہوئے شغل حبس دم شروع کیا آپؒ لا الہ پر سانس اندر کو لیتے اور الا اللہ پر سانس کو باہر نکالتے اور کئی کئی روز گزر جاتے نئی چیز دیکھ کر لوگ کثیر تعداد میں جمع ہونے لگے اس طرح مخلوق کی خدمت اور اسلام کی تبلیغ میں بڑا سہارا ملا۔

عظیم خوشخبری: جب آپؓ اطراف و جوانب میں تبلیغ دین فرمارہے تھے کہ کچھ فرقہ جیسے مہا کالیا، چندر بھلکیا، وکرانتیا، آوتیا بھلکیا، نے احتجاج کیا۔ ایسے موقع پر آپؓ کو شدید ترین مشکلات سے گذرنا پڑا مزاحمتوں کے پہاڑ اشاعت دین میں حائل ہونے لگے مخالفت کا طوفان ہر چہار جانب بپا تھا آپؓ کے ساتھیوں کو دور دور تک کہیں کامیابی کے آثار نظر نہیں آرہے تھے اس وقت آپ تنہا پہاڑوں میں چلے گئے ساتھیوں کو محفوظ جگہ چھوڑ کر ایک بلند پہاڑ پر قیام کیا یہ جگہ بالکل سنسان تھی اور عبادت کیلئے بھی موزوں تھی اسی جگہ آپؓ نے اپنی مخصوص دعا "دعا ء سیفی" پڑھنا شروع کیا جسکی برکت سے ایسے مشکل حالات میں آپؓ کو تسلی دینے حوصلہ افزائی اور ہمت بندھانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو ایک تخت عنایت فرمایا دین کی اشاعت کیلئے یہ عظیم خوشخبری تھی۔ حیرت انگیز حالات دیکھ کر ایک مرتبہ پھر لوگ کثرت سے جڑنے لگے۔

عظیم اجتماع: تذکرہ نگاروں نے تحریر فرمایا ہے کہ ایک جنگل میں اولیاء کرام کا اجتماع ہوا دنیا کے تمام اولیاء اللہ اس میں شریک ہوئے اور صدر نشین کا انتظار کرنے لگے اچانک ہوا کے دوشوں پر ایک تخت آتا نظر آیا جس پر ایک نورانی قافلہ جلوہ افروز تھا تخت تلے سیکڑوں دیوانے پروانہ وار چل رہے تھے۔ رحمت خداوندی کا شامیانہ تان دیا گیا مردان غیب دست بستہ استقبال کو کھڑے ہوگئے۔ مسند لگائی گئی۔ سرکار قطب المدارؓ مسند نشین ہوئے اور وزیر یمنی و بیازی دائیں بائیں بیٹھے چوبدار نے ڈنکا بجایا تبھی حاضرین ہمہ تن گوش ہوگئے مدار العالمینؓ نے عارفانہ تقریر فرمائی بعدہ کسی کو ابدال کسی کو اوتاد کسی کو غوثیت اور قطبیت سے سرفراز فرمایا۔ شیخ علی کو اجازت و خلافت مرحمت فرما کر انکی قطبیت کا اعلان فرمایا۔ حاضرین اولیاء کرام نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق سوالات کئے ایک بزرگ نے عرض کیا"

حضرت ہم لوگوں کو جو کرامات خداوند تعالیٰ سے ملی ہیں انکو چھپانے کا حکم ہے مگر آپ کے چہرے پر نقاب تبدیلی لباس اور خورد ونوش وغیرہ کی طرف التفات نہ کرنا تخت کا ہوا میں پرواز کرنا وغیرہ کچھ راز سمجھ میں نہیں آتا؟ قطب المدارؒ نے فرمایا" میرے عزیز ہماری کرامات ہمارے سردار کے معجزات ہیں جنکو ظاہر کرنا ضروری ہے اور انکو چھپانا کتمان نعمت ہے اور یہ درست نہیں ہے پھر آپؒ پر والہانہ کیفیت طاری ہوگئی اور آپؒ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ بھی سنے گئے انا الذی عندہ مفتاح الغیب لا لعلمہا بعد محمدؐ غیرے "

(میں وہ ہوں جسکے پاس ہر غیب کی کنجی ہے جسکو محمدؐ کے سوا کوئی نہیں جانتا)

زبردست استقبال: جب لوگوں سے رابطہ قائم ہوا تو لوگوں نے وہ عظیم زیارت گاہوں سے روشناس کرایا آپؒ بے چین ہوا تھے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ گجرات کیلئے روانہ ہوئے۔ دریائے چناب اور توّی کے قریب بسنے والے قصبہ ٹانڈا پہونچ کر حضرت متو مہرست (کشتی والا یعنی نوحؑ) کی مزار مبارک کی زیارت سے مستفید ہوئے۔ جب آپ آدمؑ کی چوٹی کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے تو کنگا نور کے بندرگاہ میں راجہ چیرومن پیرومل سامورئی نے آپ کا زبردست استقبال کیا اور ۳۶۰۰۰ رلوگوں کے ساتھ مسلمان ہوگیا۔ چیرومن نے شاہی فرمان کے ذریعہ مسلمانوں کو مسجدیں بنانے کی اجازت دی اسی فرمان کے تحت مالابار میں کئی جگہ مسجدیں بنائی گئیں اور سمندر کے کنارے نو مسلم بستیاں قائم ہوگئیں۔ (ان میں کئی بزرگوں نے نومسلم لڑکیوں سے شادیاں بھی کرلیں جنکی نسل دموپچا مالا بارمیں اور جیا کے نام سے کوکن میں مشہور ہوئی) مشہور مورخ بلاذری نے بھی ان حالات کا تذکرہ کیا ہے۔ اسکے علاوہ بزرگ بن شہریار اور سوداگر سلیمان جو تیسری صدی ہجری میں ہندوستان آئے تھے نے لکھا ہے کہ یہاں کے راجاؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے لئے بے حد حسن ظن موجود تھا ۳۰۵ھ میں آپؒ اپنے تمام معاملات عبدالقادر ضمیری پر چھوڑ کر راجہ چیرومن پیرومل سامورئی کے بے حد

اسرار پر حج زیارت حرمین شریفین کیلئے روانہ ہوئے مدینہ پہونچ کر رلجہ آپؒ سے جدا ہو گیا پھر اس کا کچھ پتہ نہیں چلا اور آپؒ اپنے وطن عزیز تشریف لے گئے والدین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ تمام اعزاء واہلیان نے آپؒ کو پہچانا اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا مفارقت کا غم دور ہوا مگر آپؒ کے والدین تینوں جوان بیٹوں کے غم سے نڈھال ہو چکے تھے انکی خواہش تھی کہ آپؒ انھیں چھوڑ کر نہ جائیں اور بڑھاپے کا سہارا بنیں آپؒ اپنے والدین کو لیکر شہر حلب میں مسجد خلیلؑ کے قریب ایک مکان میں منتقل ہو گئے۔

شام قرامطیوں کے جگہ جگہ حملے سے دوچار تھا ہی کہ اچانک ایک بری خبر نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا سن ۳۱۶ھ کے قریب قرامطیوں نے سنگ اسود کو چوری کر لیا جو تقریباً چالیس اونٹوں پر یکے بعد دیگرے لاد کر بحرین لے جایا گیا یہ خبر حضرت قدوۃ الدین علی حلبیؒ کو کیلئے بھی شاق گذری اور دل کا دورا پڑنے سے آپ واصل بحق ہو گئے۔ حضرت قطب المدارؒ کے والد کی قبر کے پھول ابھی مرجھائے بھی نہ تھے کہ آپکی والدہ محترمہ جناب بی بی ہاجرہ تبریزی عرف فاطمہ ثانیہ بھی جنت نشین ہو گئیں والدین کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد آپؒ اپنے بھتیجوں کا سہارا بنے۔ کئی مرتبہ آپؒ نے سنگ اسود کیلئے ہاتھ پاؤں مارے مگر نتیجہ صفر رہا۔

تاریخ کی اوراق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ سن ۳۳۶ھ کے قریب ابو طاہر سے ایک معاہدہ ہوا جس میں یہ طے پایا گیا کہ جو شخص عبداللہ بن میمون جو کہ اندھا ہو گیا تھا کی آنکھوں کی بینائی واپس کر دے اسکو سنگ اسود دے دیا جائیگا۔ آپؒ نے سنگ اسود کو غسل دیکر اسکا پانی آنکھوں پر ملوا دیا عبداللہ بن میمون کی بینائی واپس آ گئی۔ تاریخ تہران کے حوالے سے شاہ شمس الدین نوروز قادری اپنی غیر مطبوعہ کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ سنگ اسود کا بیشتر حصہ ٹوٹ گیا تھا آپؒ اور آپؒ کے ساتھیوں نے خانہ کعبہ میں اسکو دوبارہ اسی مقام پر نصب کیا جہاں پر پہلے تھا۔ آپؒ نے والدین کی قبر پر جا کر یہ خوش خبری دی۔ پھر ایسا لگتا تھا کہ آپؒ بہت

جلدی میں ہیں لہذا آپ مختلف دیار و امصار میں ہوتے ہوئے اپنے پیر و مرشد حضرت بایزید بسطامی عرف طیفور شامی کے مزار مقدس پر حاضر ہوئے آواز آئی "ہندوستان آپکا منتظر ہے" یہ سنتے ہی آپ خوش ہو گئے لہذا آپ نے دعا عرش کا ورد شروع کیا تخت ظاہر ہوا اور آپ ہندوستان کیلئے روانہ ہوئے

ہندوستان کا دوسرا سفر (ماہ منیر ۳۲۶ھ)

صاحب حصول صمدیت نے آمد قطب المدار کے دوسرے سفر کو ماہ منیر ۳۲۶ھ سے خطاب کیا

عماد الملک کا سلسلہ مداریہ میں داخلہ: مدار العالمین سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ

مدار تخت ہوائی پر سیر کرتے ہوئے ہندوستان تشریف لا رہے تھے کہ آپ نے ایک قافلہ کو دیکھا جسکی قیادت ایک بادشاہ کر رہا تھا یہ جنوں کا بادشاہ عماد الملک تھا اسنے بھی ایک تخت اعلیٰ شان ہوائے آسمانی پر اڑتے ہوئے دیکھا اور اپنے ہم جلیسیوں سے کہا کہ "تعجب ہے کہ تخت ہوا میں معلق ہے لیکن اسکے اسکے اٹھانے والے نظر نہیں آتے۔ ابھی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ آپ کا تخت قریب پہونچ گیا۔ عماد الملک فوراً خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا "یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے کہ کوئی بادشاہ محض اپنی مہربانی سے کسی فقیر کو سرفرازی بخشے۔" آپ نے کمال رحمت اور محبت سے ارشاد فرمایا "دنیا کی محبت نہ کرو ورنہ نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے۔ عماد الملک نے کہا لیکن میں اپنے نفس کی خباثت سے مجبور ہوں خواہشات نفسانی میں گرفتار ہوں طمع کے گرداب میں گھرا ہوا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ تمام غلبہ کرنے والوں پر غالب ہے اسکی ذات سے ناامید نہ ہو وہ تمام گناہ بخش دیگا بہترین غنی وہ ہے جو اپنی خواہشات نفسانی سے بے نیاز ہو اور زاد راہ پرہیزگاری ہے۔ عماد الملک یہ سنتے ہی فوراً سلسلہ مداریہ میں داخل ہو کر ہمراہ ہوا۔ حضرت قطب المدار بھروچ (گجرات) پہونچے اور تبلیغ کا سلسلہ وہیں سے شروع کیا جہاں سے چھوڑ گئے تھے آپ کی آمد سے لوگ بیحد خوش تھے

۳۶ ہزار بت پرست اسلام میں داخل آپؒ آگے شہر احمد آباد پہنچے اور دریائے سابرمتی کے قریب قیام فرمایا۔ یہاں آپؒ کی کرامت وفیض بے پایاں سے متاثر ہو کر ۳۶ ہزار بت پرست اسلام میں داخل ہوئے یہاں سے آپؒ بھاڑوہ، راوھن پور ہوتے ہوئے پالنپور پہنچے۔ جہاں راجہ بلوان سنگھ معہ چند اکابر سلطنت مسلمان ہوا آپؒ نے اسکا نام زور آور خاں رکھا۔ زور آور خاں نے سیکڑوں مساجد تعمیر کرائیں۔ پالنپور سے آپؒ کا قافلہ اجمیر کیلئے روانہ ہوا۔

تارہ گڈھ اجمیر کا واقعہ اور چیخیں: اجمیر میں کوہ پہاڑی پر جسکی بلندی تقریباً تین ہزار فٹ ہے راستہ بہت تنگ ہے آپؒ کا قافلہ فروکش ہوا۔ تو وہاں قریب کے باشندوں نے جو ایک مدت سے پریشان تھے منع کیا۔ آپؒ نے فرمایا، یہ کیا سلوک ہے یہاں مہمانوں کے ساتھ کیا ایسا ہی ہوتا ہے؟ ان لوگوں نے کہا ''مہمان نوازی ہم بھی جانتے ہیں پر کیا کریں کہ کہ اس سے پہلے بھی آپ جیسے لوگ یہاں آئے تھے انسے جنگ ہوئی اور وہ مارے گئے جنکی نعشیں آج بھی جنگل میں ویسی ہی پڑی ہیں جن سے بھیانک چیخیں نکلتی ہیں جس سے ہمارے بچے ڈرتے ہیں یہاں تک کہ ہماری حاملہ عورتوں کے حمل تک ساقط ہو جاتے ہیں۔ (مذکورہ حضرات خنگسوار تھے) حضرت قطب المدارؒ نے کہا کہ اگر یہ چیخیں بند ہو جائیں تو جو میں کہوں اس پر آپ حضرات عمل کریں گے؟ وہ سب اقرار کر کے چلے گئے سرکار مدارؒ نے خنگسواروں کی ان بے گور و کفن نعشوں کو دفنا دیا ان سے پیہم تکبیروں کی آوازیں آنا موقوف ہو گئیں۔ تارہ گڈھ کے بسنے والے رات بھر چین کی نیند سوئے صبح مشورہ کرنے لگے کہ آوازیں تو بند ہو گئیں پر شرط کے مطابق انکے پاس جانا اور انکی بات سننا اندیشے سے خالی نہیں کیوں کہ ہم جنگلوں میں رہنے والوں کا پیشہ لوٹ مار کرنا ہے اور وہ یقیناً اس بات سے روکیں گے یہ سوچ کر ان میں سے چند کے سوا سب وعدہ سے پھر گئے اور وہ چند آپؒ کے ہمراہ ہو لئے۔

باون ڈاکو یا باون گوتر: حضرت سید بدیع الدینؒ اور ہمراہیوں کو لوٹنے کیلئے باون افراد پر مشتمل ڈاکوؤں کا گروہ کوکلہ پہاڑی پر چڑھ آیا یہ لوگ جیوں ہی قریب پہونچے نابینا ہو گئے اور گڑگڑا کر معافی مانگنے لگے۔ آپؒ نے دعا کی جسکی برکت سے بینائی لوٹ آئی۔ یہ کرامت دیکھ کر اتنا اثر ہوا کہ فوراً مشرف باسلام ہوئے اور باقی زندگی تبلیغ و تکمیل میں گذاری ہر ایک نے جداگانہ خطاب پایا۔ یہ لوگ آج بھی باون گوتر کے نام سے مشہور ہیں ان میں سے بعض کو خلافت بھی عطا فرمائی گئی ان میں ایک چوہر سدھ بھی تھے آپؒ نے انکا نام اسلام نبی رکھا یہ بہت بڑے صاحب کشف ہوئے۔ میوات میں انکا عرس بڑے دھوم سے ہوتا ہے۔ (بعض مورخین نے اس واقعہ کو کلہ پہاڑی پر اور بعض نے کوہ اراولی پر ہونا بتایا ہے۔

میواتی قبائل میں آج بھی خوشی کے موقع پر گھڑے میں پانی بھر کے اس پر مٹھائی سجا کر حضرت زندہ شاہ مدارؒ کی نذر کرتے ہیں پھر کوئی بھی کام کرتے ہیں۔ اسکو یہ اچھا شگن مانتے ہیں۔

ادھرناتھ ایسے مسلمان ہوا جوگی ادھر ناتھ جو اپنے وقت کا بہت بڑا جادوگر تھا آپکی شہرت سن کر حیران ہو گیا ایک تھال جادو کے چنوں کا لیکر حاضر ہوا یہ دیکھنے میں چنے تھے مگر اصل میں یہ لوہے کے ٹکڑے تھے یہ تھال ادھرناتھ نے بدیع الدین مدارؒ کے سامنے پیش کیا آپؒ نے فرمایا میں تو روزہ ہوں مریدین میں تقسیم کر دیجئے اور ایک چنا لیکر زمین میں دبا دیا چنا فوراً اُگ آیا اور تمام چنے مریدین نے کھا بھی لئے۔ ادھرناتھ یہ سب دیکھ کر حیران رہ گیا اور اسلام میں داخل ہو گیا۔ اسی روز سے یہ مثال قائم ہو گئی "فقیری کیا لوہے کے چنے چبانا ہے"۔

حضرت بابا رتن صحابی رسول ﷺ سے ملاقات حضرت بدیع الدین احمد قطب المدارؒ اجمیر سے چل کر بھٹنڈا میں قیام پزیر ہوئے۔ یہاں آپؒ کی ملاقات ابوالرضا بابا رتن ہندی صحابی رسول ﷺ سے ہوئی۔ یہ ہندوستان کے کشمیری برہموں میں ممتاز حیثیت

رکھتے تھے۔ بغداد میں رہتے تھے مشہور ہے کہ آپ نے ''معجزہ شق القمر'' اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور مدینہ طیبہ پہونچ کر مشرف با اسلام ہوئے تھے۔ جب حضرت زندہ شاہ مدارؒ آپؓ سے ملاقات کیلئے گئے تو آپ نے انھیں گلے لگا لیا اور حضور ﷺ کی عطا کردہ کنگھی دکھائی سرکار مدارؒ نے کنگھی کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا حضرت زندہ شاہ مدارؒ جب جدا ہوئے تو حضرت بابا رتنؒ بہت رنجیدہ ہوئے۔ حضرت زندہ شاہ مدارؒ نے عبداللہ اور محمود جو بابا رتن کے صاحبزادے بتائے جاتے ہیں سے بھی ملاقات کی۔ انھوں نے بتایا کہ اس وقت انکے والد کی عمر ۱۶ برس کی تھی جب معجزہ شق القمر پیش آیا تھا اور انھوں نے تمر ہندی ہدیہ حضور کی تھیں اور سرکار ﷺ نے پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر طویل عمری کی دعا دی تھی۔ صاحب صحابہ نے مورخ شمس الدین محمد بن ابراہیم جیزری کی تاریخ سے بھی حوالہ دیا ہے۔

راجہ جسونت سنگھ کا مشرف باسلام ہونا: راجہ جسونت سنگھ نے قطب المدارؒ کے پہلے سفر میں ہی ایک ایسے عالم کو طلب کیا تھا جو وید پنڈت سے مباحثہ کر سکے سرکار مدارؒ نے حضرت عبداللہ کو بھیج دیا تھا جو منطق میں دستگاہ کامل رکھتے تھے مباحثہ ہوا اور پنڈت لاجواب ہو گیا اس ذلت سے بچنے کیلئے پنڈت نے انھیں کھانے میں زہر دیکر مار دیا۔ ابن ندیم الکندی ۳۲۹ھ کے حوالے سے بھی لکھا ہے (کچھ لوگ اس واقعہ کو دوسرے بزرگوں سے بھی منسوب کرتے ہیں) بہر حال راجہ آپؓ سے پہلے سے ہی متاثر تھا لہذا جب آپ معجزات کی نوابت کا دورا فرماتے ہوئے کھانچ میں رونق افروز ہوئے تو راجہ جسونت سنگھ نے اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کیا قطب المدارؒ نے اسلامی نام جعفر رکھا جعفر خاں نے شاہی فرمان جاری کر کے بے شمار مساجد تعمیر کرائیں راجہ کے ساتھ بے شمار افراد اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت قطب المدارؒ نے جب پسماندہ طبقے کو گلے لگایا جنکا پیشہ جگہ جگہ کرتب دکھانا جنگلی جانوروں کے ساتھ کھیل تماشے کرنا وغیرہ تو سب اپنے کو مداری کہنے لگے اور بعض آپؒ کے

خلفاء سے متاثر ہوکر اپنے کو قلندر کہنے لگے۔ پہلی مرتبہ لوگ اپنے کو لفظ مداری اور قلندر سے جوڑنے لگے (آگے چل کر اک قوم بن گئی) سرکار مدارؒ نے یہاں سے عرب کا سفر اختیار کیا۔

میں ہڈیوں پر گوشت پہناتا ہوں

بعد تمام عرصہ دراز آپؒ کے دل میں حرمین شریفین کی زیارت کا شوق موجزن ہوا آپؒ عرب کیلئے روانہ ہوئے جب آپؒ سورت سے بیت اللہ شریف لے جارہے تھے کہ صحرائے عرب میں انسانی کھوپڑی پیر سے ٹکرائی آپؒ نے کھوپڑی سے دریافت کیا، من انت یا جمجمہ اے کھوپڑی کون ہے تو؟ قافلہ ٹھہر گیا لوگ حیرت زدہ تھے کہ کھوپڑی سے آواز آئی۔ میری جانب سے جو خبر ہے آپ اس پر تحقیق وتصدیق فرمائیں کہ میں فلاں بن فلاں کی مزدوری کر کے واپس آرہا تھا کہ ڈاکوؤں نے مجھے قتل کر دیا میرے چھوٹے چھوٹے بچے اور ماں بوڑھی ہے۔ عرصہ ۱۲ برس سے اس صحرا میں لوگوں کی جوتیوں کی ٹھوکریں کھا رہا ہوں آج آپکی ٹھوکر نے مجھے قوت گویائی عطا فرمادی امید ہے کہ زندگی کی بھیک بھی مل جائیگی۔ ابن احمد قانی کہتے ہیں، کہ آپکی مناجات پر سر دھڑ سے جڑ گیا اور وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ قطب المدارؒ نے ارشاد فرمایا، ۹ برس تک آپ اپنے اہل وعیال کے ساتھ نیک عمل کرتے ہوئے زندہ رہیں۔ آپؒ کی زبان مبارک پر چند ساعت کے بعد یہ الفاظ تھے۔ انا کسوۃ العظام لحما (میں ہڈیوں پر گوشت چڑھاتا ہوں) یہ خبر شہروں اور دیہاتوں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

مکہ معظمہ میں حاضری

حضرت مدار العالمینؒ سیر فرماتے ہوئے مکہ معظمہ پہونچے حج کے فرائض انجام دینے کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہوئے بعد عرصہ طویل بہ اجازت رحمۃ اللعالمین ﷺ نجف اشرف کی جانب کوچ فرمایا۔ کاظمین پہونچ کر آپؒ نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ حضرت امام محمد تقیؑ اور حضرت امام حسن عسکریؑ وغیرہم کے مزارات کی زیارت سے فیضیاب ہوئے جنت

وہاں قیام رہا حضرت علیؓ کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے آپؒ کی زبان مبارک پر اکثر
اس طرح کے الفاظ سنے گئے۔

سر قرآن است ابروئے علیؓ ✱ مصحف باشد مرا روئے علی
گر بجست بگذرم راضی نیم ✱ جنت باشد مرا کوئے علی

اپنے مرشد حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی عرف طیفور شامیؒ کے مزار شریف پر ایک عرصہ تک معتکف رہے شغل حیات ابدی اور شغل سلطان الاذکار میں محو رہے اور بہت ساری عمارتیں بھی تعمیر کرائیں

وطن عزیز کی زیارت اور عید کا ماحول

حضرت قطب المدارؒ نجف اشرف سے اپنے وطن عزیز شہر حلب میں داخل ہوتے آپؒ نے اپنے کنبے کے لوگوں سے ملنے کی تمنا ظاہر کی۔ معلوم ہوا کہ آپؒ کے بھائی محمود الدینؒ کے بچوں سے آپؒ کی ملاقات ہو سکتی ہے۔ جب آپؒ گھر پہونچے تو مفارقت کا غم دور ہوا بے قراریاں مٹ گئیں اور عید کا جیسا جشن منایا گیا۔ چند روز قیام کے بعد آپؒ ترکی کی جانب عازم سفر ہوئے۔

حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدارؒ ترکی تشریف لے گئے جب آپؒ کا قیام استنبول میں ہوا تو ایک یہودی آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؒ کا وعظ سنا بڑی ستائش کی پھر آپؒ کے قریب جا کر کہا "میں یہودی ہوں اور بنی اسرائیل کے تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتا ہوں اور آپ بھی انکی تصدیق اپنی کتاب قرآن سے کرتے ہیں مگر میں یہ دیکھتا ہوں کہ جب حضرت داؤدؑ زبور کی تلاوت فرماتے تھے تو ہوا رک جاتی دریا کی روانی ٹھہر جاتی تھی پرندے محو ہو جاتے کیا قرآن پڑھنے سے بھی کبھی ایسا ہوا؟ آپکے نبی نے بھی قرآن پڑھا مگر ایسا سننے میں بھی نہیں آیا۔ حضرت قطب المدارؒ اک جمع غفیر کے ساتھ اسکو ایک سوکھے درخت کے پاس لے گئے اور سورہ اخلاص کی تلاوت فرمائی اس درخت نے بھی سورہ اخلاص دوہرائی یہودی نے آپؒ کے چہرے کی طرف دیکھا آپؒ نے نقاب ہٹا دیا وہ چہرے کی تجلی کی تاب نہ لا سکا اور بے ہوش ہو گیا اور جب ہوش میں لایا گیا تو وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہوا اٹھا آپؒ نے انکا نام عبداللہ عطاء الحق رکھا یہ شیخ عطاء اور تقی الدین

کے لقب سے مشہور ہوئے ایک عرصہ خدمت اقدس میں رہے خلافت پائی (۷ ارجمادی الاولیٰ ۴۵۵ھ میں وفات پائی) انکے بھی دو مشہور خلیفہ ہوئے شیخ عبدالباری اور شیخ معین الحق مداری انکی قطب المدار سے کی میں ہی تھے کہ "جامعہ نظامیہ" میں آپکو دعا کیلئے بلایا گیا۔ حضرت شیخ نظام الدین حسن استاذ جامعہ نظامیہ فرماتے ہیں کہ "شیخ معمر حضرت بدیع الدین مدار کو دعا کیلئے بلایا گیا آپؒ نے جمیع طلباء اور اساتذہ کیلئے دعا فرمائی فحول علماء کرام و مشائخ عظام موجود تھے علامہ ابن جوزیؒ وغیرہ نے مثالی پذیرائی فرمائی۔" آپؒ پھر یہاں سے بغرض تبلیغ دین بغداد کے اطراف میں تشریف لے گئے (قبالۃ النظامیہ صفحہ ۴۵)

کاظمین اور بغداد کا سفر

حضرت بدیع الدین شاہ احمد زندان صوفؒ معہ اپنے مریدین و معتقدین کے کاظمین شریف پہونچے بزرگوں کی زیارت کرتے ہوئے بغداد کے لئے روانہ ہوگئے۔ جہاں آپکی آمد کی خبر سنکر لوگ جوق در جوق جمع ہوئے بکثرت خلقت آپؒ کی دعاؤں کی برکت اور روحانی تصرفات سے مستفیض ہوئی۔ صاحب کاشف اسرار لکھتے ہیں کہ اس مرتبہ جب آپؒ کاظمین اور بغداد شریف نکلے تو آپکی زبان مبارک پہ یہ کلمات سنے گئے مثلاً انا قلب اللہ (میں اللہ کا قلب ہوں) انا حجۃ اللہ (میں اللہ کی دلیل ہوں) انا امین اللہ (میں اللہ کا امین ہوں) انا سمیع العلیم (میں سننے والا جاننے والا ہوں) انا آیت الجبار (میں خدا کی نشانی ہوں) وغیرھم

کربلا شریف نجف اشرف اور اسرائیل کا مقدس سفر

ہوش کھو بیٹھے:۔ حضرت بدیع الدین احمد عبداللہ زندان صوفؒ بغداد سے روانہ ہوکر کربلائے معلیٰ تشریف لے گئے۔ شہدائے کربلا کے مزارات پر نگاہ پڑتے ہی آپؒ بے قرار ہوگئے اور ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی آنسوؤں سے آپؒ کی ریش مبارک تر ہوگئی۔

حضرت فدائے رسولؐ اپنی غیر مطبوع کتاب میں درسِ انسانیت کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں پر آپؒ کو "شمس الافلاک" کا خطاب عطا فرمایا گیا۔ آپؒ کہا اٹھے

"انا شمس الافلاک" (میں آسمانوں میں سورج ہوں)

اور اسی مقدس سفر میں آپؒ نے اک نظم کہی جسکو ہدیہ قارئیں کر رہا ہوں بعض تصنیف نگاروں نے اس نظم کو ہندوستان کے آخری سفر میں تحریر کیا ہے راقم الحروف اس نظم کا منظوم اردو ترجمہ بھی پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے

عنقائے وقت خویشم و ہر سو نمی پرم — قاف قناعت است مقر مقررم
ہر سو برائے جیفہ دنیا نمی دوم — عقبےٰ نمی فروشم دنیا نمی خرم
شکر خدا کہ نیست چو ارباب حرص و آز — گاہے ہوائے بادہ و گہہ فکر شاعرم
منت خدائے را کہ بہ پیچ دانہ طمع — بر بام ہیچکس نہ نشستہ کبوترم
قرب دو قرن شد کہ دریں عالم ہنوز — حاجت بکس نبردہ ام و ہم نمی برم
نابود بود ہر دو جہاں پیش من یکے است — از بس کہ لا ابالی و رند و قلندرم
گر بگذرد بخاطر من آنکہ دیگرے — روزی رساں بغیر خدا ہست کافرم
خلق از وفور نعمت دنیا خوش اند و من — روزے کہ کمتر است ازاں روز خوشترم
تحصیل جاہل است دویدن بہر طرف — در جستجوئے روزی و رزق مقررم
زال جہاں بفرض اگر حور عین شود — ہرگز بسوئے بے مہر بنگرم
بر کندہ باد دیدہ بر گشتہ باد روے — گر چشم پر گہر بود روے پرزرم
بہر قبول بندگی ہیچو خود کسے — طوق بلا بگردن ایں چرخ چنبرم
مستغنیم ز کسوت بر حسب خسروی — تا کہنہ دلق فقر و فنا ہست دربرم
از مفرش حریر چہ حاصل کہ بعد مرگ — تابوت لوح و خشت مزار است افسرم

باشد کلاه فقر به از تاج خسروی
گنج قناعت است چو سد سکندری

ذات جلال چیست در آئینه سپهر
طاؤس اوج قدسم ور من مسکرم

مرغ جهان مگر من شاه باز عشق
کم باشد التفات بصید و محقرم

هر سو هزار فوج دعا میکنم زوال
سلطان ملک فقرم فقر است لشکرم

نبود مرا بامال جهان هیچ نسبتے
ایشان ز جنس دیگر و من نوع دیگرم

من عیسی زمانم وایں خلق مرده دل
هستند زنده از نفس روح پرورم

معجز بود کلام بلاغت نظام من
نسبت بشاعران جهان من پیمبرم

چو شاعران دهر تهی کیسه نیستم
در نظم و نثر معنی گوهر توانگرم

در جستجوئے گوهر تحقیق چو صدف
هر گهه که در محیط فنا غوطه میخورم

زیں شد سفینه بحر فنا دار در جهاں
دل مخزن خزاین معنی است دربرم

جانم فدائے بهجت قدس است او من ز حرص
در شهر بند عرصهٔ گیتی محقرم

خواهم بسوئے مقصد اصلی پرم ولے
آلوده آں گل است که در خاکدان برم

در کعبتین چرخ چو نقش مراد نیست
ماندم دریں بساط گرفتار و ششدرم

گر کلبه ام تهی ست ز اسباب دنیوی
باشد متابعت به امور مغیرم

من چیر و محمدؐ و آل محمدؐ ام
باشد به فقر و فاقه چو ایشان مفاخرم

بعد از نبی امام بحق غیر بو ترابؓ
گر بگذرد بخاطر من خاک بر سرم

پاک است اعتقاد به شاه نجف مرا
یعنی لسان در نجف پاک گوهرم

تا من حدیث لحمک لحمی شنیده ام
از جان محب احمد و مولائے حیدرم

ملعون بود مخالف سلطان اولیاء
گر فی المثل پدر بود و یا برادرم

گشتم نہاں مہر علی در ضمیر دل | دارم امید ہم کہ ازیں کشت برخورم
روز جزا کہ خلق ہمہ العطش زنند | دارم امید لطف ز ساقی کوثرم
از ہیچ بار روز جزا نیست باورے | باشد علیؑ و آل نبیؐ یار و یاورم
مدح امیر نحل بود در مذاق جاں | خوشتر ہزار مرتبہ از شہد و شکرم
گر من محب حیدر خیبر کشا نیم | کمتر ہزار بار غلامان قنبرم
اوراق کائنات چو اوراق آسماں | مملوست از مناقب شبیر و شبرم
در پیروی ہادی دیں شاہ عابدیں | در ملت محمد و در دین جعفرم
ہادی خلق موسیٰ کاظم کہ از کرم | باشد بسوئے روضۂ فردوس رہبرم
شاہ رضا کہ قبلۂ ارباب حاجت است | باشد طواف در گہہ او حج اکبرم
غیر از تقی مداں وبغیر از نقی مخواں | مانع ز کفر و حامی شرع مطہرم
ہستم بجاں زحل غلامان عسکری | منت خدائے را کہ ازاں خیل عسکرم
خواہم ظہور مہدی آخر زماں ولے | زاں بیشتر کہ رخت بتا زیں جہاں برم

یارب بود بہ حشر بدیعؔ باں گروہ
تا شور و شر بسر نہ رود روز محشرم

منظوم اردو ترجمہ اقتدا حسین جعفری عامر مکن پوری

میں اپنے وقت کا عنقا ہوں کوہ قاف مہجور ہے | ہے نادر مرد یہ رب نے یہ اسکا خاص مظہر ہے
نہ بیچی آخرت اپنی نہ دنیا ہی خریدی ہے | جو عقبیٰ بیچ کر دنیا خریدے سب سے کمتر ہے
خدا کا شکر میری شاعرانہ فکر اے لوگو! | حسد سے بغض و کینہ حرص دنیا سے جو طاہر ہے
سنو میں وہ کبوتر ہوں جو دانے کیلئے یارو | نہ اترا غیر کی چھت پر یہ خدداری کا جوہر ہے

زمانے وو گذارے دارفانی میں مگر اب تک
کبھی دست طلب پھیلا نہ خم میرا ہوا سر ہے

مئے حب محمد جس نے پی اس رند کے آگے
دو عالم کا نہ ہونا اور ہونا سب برابر ہے

خدا ہی رازق مطلق ہے سب کا پالنے والا
اگر اسکے سوا سوچے تو دین حق سے باہر ہے

زمانہ نعمت دنیا پہ کتنا خوش نظر آیا
یہ میری صمدیت میرے نئے عقبیٰ کا گوہر ہے

وہ جاہل ہے جو دنیا کیلئے در در بھٹکتا ہے
وہ طالب ہے جو عقبیٰ کے مقدر کا سکندر ہے

یہ دنیا میری نظروں میں جو نورعین بن جائے
نہ ڈالوں گا نظر یہ جذبہ میرے دل کے اندر ہے

مری آنکھیں نہ موتی ہوں نہ سونے سا ہو یہ چہرہ
خطا گر دین احمد کیلئے مجھ سے جواہر ہے

ہے گدڑی جب تک فقر و فنا کی جسم پر میرے
قبول بندگی طوق بلا مانند عنبر ہے

یہ سنگ خشت سر کا تاج ہیں بس میری تربت کے
ہے بعد از موت بے تکیہ لگا جو زیر بستر ہے

خزانہ صبر و الفت کا قناعت کا سکندر ہوں
کہ تاج بادشاہت سے مری ٹوپی ہی بہتر ہے

میں اس جائے مقدس کا طیور آسمانی ہوں
جہاں کے آئینہ میں نہ حقیقت ماہ و اختر ہے

بھلا میں شاہ باز عشق اس پہ کیا توجہ دوں
کہ ہے ناچیز دنیا اور مثل مرغ احقر ہے

دعاؤں کی روانہ کر رہا ہوں فوج ہر جانب
ہمارے پاس فقر سلطنت کا خوب لشکر ہے

ہماری جنس ہی ملتی نہیں ان دنیا والوں سے
تعلق ہی نہیں دنیا سے کوئی بس یہ بہتر ہے

میں نسل فاطمی اولاد زین العابدین یارو
مری ملت محمد مصطفیٰ ہے دین جعفر ہے

جو لیکر روضۂ فردوس مجھکو جائیگا اس دن
امام خلق ہے وہ موسیٰ کاظم میرا رہبر ہے

رضا ہے نام جنکا وہ علی حاجت روا ایسے
طواف ان کے مکاں کا زائروں میں حج اکبر ہے

تقی کے اور نقی کے ماسوا تم نام مت لیجو
ہے ان کی ذات شریعت کی معاون کانپے کافر ہے

غلامان امام عسکری میں میں بھی شامل ہوں
یہ بندہ بھی ہے عسکر جانئے جوان کا لشکر ہے

گذر جب دارفانی سے ہوئے عقبیٰ مرا ہووے
تو مہدی آخری آئیں دعا یہ میرے لب پہ ہے

زمین و آسماں جن کی ستائش ہر گھڑی کرتے
وہ ہیں شبیر و شبر جنکا چرچا آج گھر گھر ہے

میں اپنے وقت کا عیسیٰ ہوں مردہ دل یہ دنیا ہے
یہ زندہ اس لئے ہے دم جو میری روح پرور ہے

کہ یہ اعجاز ہے میری فصاحت اور بلاغت کا
امام وقت ہے یہ ذات شعرا کی پیمبر ہے

کبھی وقعت نہیں رکھتا میں مثل شاعر ظاہر
مرا ہر لفظ یارو قلزم وحدت کا گوہر ہے

جو کی تحقیق گوہر اور گریباں جھانک کر دیکھا
ہمارے شوق نے سمجھا دیا وہ شافع محشر ہے

میں جب بحر فنا فی اللہ میں غوطہ لگاتا ہوں
ہر اک راز حقیقت منکشف ہو جاتا مجھ پر ہے

ہوا غرق آب جب میری خطاؤں کا سفینہ ہے
سمٹ کر آگیا پہلو میں جو ایماں کا جوہر ہے

پھنسا ہے دل مرا گرداب دنیا کے شکنجے میں
مگر یہ پاک طینت روح دو عالم کی یاور ہے

میں اپنی اصل کی جانب سدا پرواز کرتا ہوں
مگر آلودگیئے جسم روڑھا بنتی اکثر ہے

سنو یہ گردش چرخ کہن سے میں پریشاں ہوں
وگرنہ حاصل مقصد کو میری ایک ٹھوکر ہے

میں کرتا ہوں سدا جہد مسلسل دین و دنیا میں
مگر خالی ابھی اسباب دنیٰ سے یہ دفتر ہے

میں پیروکار ہوں آل محمد اور محمد کا
قناعت فقر و فاقہ پر ضمیر اپنا مفخر ہے

نبی کے بعد علی کو ہی امام حق سمجھتا ہوں
مری نظروں میں اکبھی کی نہیں اب انکے ہمسر ہے

عقیدہ پاک رکھتا ہوں شہنشاہ نجف پر میں
وہ کل امت کا مولا ہے زمانہ اس پہ ششدر ہے

علی و مصطفیٰ اک جسم و جاں ہیں جلتیں لوگو
میں محبوب محمد ہوں مرا محبوب حیدر ہے

اگر بغض و حسد ہو مرے مولی سے تو لعنت ہے
برادر بھی مرا گر ہو تو وہ دشمن سے بڑھ کر ہے

علی کے عشق کا بیج ہم نے بو دیا دل میں
فصل یہ کاٹنے کا آخری دن روز محشر ہے

جزا کے روز جب سب العطش چلا رہے ہونگے
نبی پاک سے مجھ کو امید آب کوثر ہے

مدد کے واسطے کوئی بھی نکلے گا نہ محشر میں
بجز آل نبی ذات علی کے کون یاور ہے

جو دروازہ ہیں شہر علم کا انھیں نے بخشا ہے
مجھے مفتاح علم باطنی ہے اور ظاہر ہے

امیر المومنین کی جب بھی میں تعریف کرتا ہوں
تو ایسی تقویت پاتا ہوں جو ہر شئے سے بہتر ہے

سنو جو فاتح خیبر ہے میں اس کا ہوں شیدائی
غلام قنبری بھی میرے حق میں سب سے بہتر ہے

بدیع کو بھی گروہ صادقین میں اپنے شامل کر
کہ بخشش کا یہی سامان عامر کو میسر ہے

حضرت علیؑ کے مزار پر: کربلا شریف میں قیام کے بعد معہ اپنے رفقاء سفر کے نجف اشرف تشریف لے گئے۔ امام الاولیاء حضرت علیؑ کی مزار مقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ یہاں آپؒ کی زبان مبارک پر اکثر یہ کلمات صادر آئے۔ مثلاً انا مفتاح العلوم (میں تمام علوم کی کنجی ہوں) انا مفتاح الغوامض (میں اسرار کا جاننے والا ہوں) اور کبھی فرماتے انا اعلم بتاویل الفرقان و الکتب المنقولۃ من جمیع العلوم (میں قرآن اور منقولی کتب کی تاویل کا مجمد علم رکھتا ہوں) چند ایام کے بعد قطب المدارؒ اپنے ساتھیوں کو نجف اشرف میں معتکف چھوڑ کر اسرائیل کی جانب نکل گئے۔

آسمان سے کھانا ظاہر ہوا: حضرت مدار العالمین شاہ احمد زندان صوفؒ کا قیام اسرائیل کے گھنے جنگل میں ہوا ایک دن آپؒ ایک سبز درخت کے نیچے زرنگار تخت پر جلوہ افروز تھے قریب ہی پانی کا چشمہ بہہ رہا تھا اس وقت آپؒ بالکل تنہا تھے کہ محمد بن علیؑ اور ابو بکر وارقؒ آپہونچے۔ آپؒ نے انکو قریب بلا کر حال دریافت کیا۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ہر طرف سے لوگوں کا آنا شروع ہو گیا تقریباً ۴۰۔۵۰ افراد جمع ہو گئے حضرت قطب المدارؒ نے محمد بن علی کے کہنے پر آسمان کی جانب اشارہ کیا آسمان سے کھانے کی نعمتیں ظاہر ہوئیں

جسکو تمام حاضرین نے سیر ہو کر کھایا۔ محمد بن علی نے ایک سوال کیا جسکا آپ ؓ نے فصیح جواب دیا جسکو حاضرین محفل سمجھنے سے قاصر تھے لیکن ابوبکر وارق نے پوچھا جنگل میں تنہائی کا کیا معاملہ ہے؟ آپ ؓ نے فرمایا "عطی الرسولؐ ہے میں تمام تر مخلوق کی فائدہ رسائی کیلئے بھیجا گیا ہوں پھر فرمایا" انا الذی اعلم علم البھایم و منطق الطیر (میں جانوروں اور پرندوں کی بولیاں جانتا ہوں) کچھ دیر کے بعد سب رخصت ہو گئے۔

ولی اللہ کی ہڈی:۔ ورود اصفہان۔ ان ایام میں اصفہان قحط سے گھرا ہوا تھا۔ یہاں کے مسلمانوں نے سارے جتن کئے مگر بارش کے آثار تک نظر نہ آئے۔ یہ بات جب عیسائی راہب کو معلوم ہوئی تو اسنے اعلان کیا "یہ کام اسلام کے پیروں کا نہیں انکی دعاؤں میں اب اثر باقی نہیں رہا۔ یہ کہکر وہ راہب میدان میں آیا ہاتھ بلند کئے کہ بارش شروع ہو گئی۔ پھر کیا تھا مسلمانوں کے عقیدے لرز گئے ایمان ڈگمگانے لگا بارش تو دور ایمان کا سنبھلنا مشکل ہو گیا۔ یہ چرچہ چل ہی رہا تھا کہ حضرت زندہ شاہ مدار جلوہ افروز ہوئے۔ تمام قصہ سننے کے بعد آپ ؓ نے فرمایا: راہب کو پھر میدان میں بلایئے مسئلہ حل ہو جائیگا۔

دوسرے دن راہب نے آکر دعا کیلئے ہاتھ بلند کئے ابر گھر کر آنے لگا۔ آپ ؓ نے ایک شخص سے کہا کہ راہب کے ہاتھ میں دبی ہوئی شئے کو چھین لے آئے جیسے ہی وہ شئے چھینی ابر واپس جانے لگا اور راہب بھی فرار ہو گیا۔ زندہ شاہ مدار ؓ نے لوگوں کو وہ شئے دکھاتے ہوئے کہا یہ کسی ولی اللہ کی پس خوردہ ہڈی ہے جب جب یہ ہڈی زیر آسمان آئیگی ابر رحمت گھر آئیگا۔ پھر آپ ؓ نے دعا کیلئے ہاتھ بلند کئے اسقدر بارش ہوئی کہ شکایت نہ رہی۔ اس اثنا میں آپ ؓ کی زبان مبارک پر اس طرح کے الفاظ سنے گئے: انا الذی اعلم عدد النمل و مقدار الجبال و وزنھا و عدد الامطار (میں چیونٹیوں کی اور پہاڑوں کی مقدار اور انکا وزن اور بارش کے قطروں کی تعداد جانتا ہوں)

ہندوستان کا تیسرا سفر (شاد کو مین ۸۲۲ھ)

کچھ عرصہ کے بعد حضرت قطب المدارؒ عازم ہندوستان ہوئے اس سفر کو اہل طبقات نے ہندوستان میں داخلہ کی اس تاریخ کو "شاد کو مین ۸۲۲ھ" سے خطاب فرمایا ہے مختلف مقامات پر تبلیغ فرماتے ہوئے آپؒ بنگال کی جانب نکل گئے۔

بھونکنے والا کتا بنا دیتے:۔ بنگال میں باڑہ کے قریب آپؒ کا قیام ہوا یہاں کے رہنے والے جادوگر انسان کو بھونکنے والا کتا اور اندھا بنا دیتے تھے۔ جانی محمد ابن احمد قانی الکواکب الدراریہ میں لکھتے ہیں کہ آپؒ نے کلمۂ اسلام کی دعوت دی ان لوگوں نے آپؒ پر سحر کرنا اور اسلام کا مذاق اڑانا شروع کیا آپؒ اور آپکے ساتھیوں پر اسکا کوئی اثر نہ ہوا جب وہ لوگ اپنے کرتبوں اور شعبدوں سے مایوس ہو گئے تو معافی کے خواستگار ہوئے اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہاں آپؒ کی زبان مبارک پر اس طرح کے الفاظ سنے گئے مثلاً انا الذی ینظر اعمال العباد ولا یغیب عنی شئی فی الارض (میں وہ ہوں جو بندوں کے اعمال دیکھتا ہے اور مجھ سے زمین کی کوئی چیز مخفی نہیں ہے) یہاں سے آپؒ رشد و ہدایت فرماتے ہوئے آج کے مرشد آباد پہونچے۔

بکری بنا دیا:۔ ایک خادم کو قریب کے گاؤں میں بھیجا۔ وہ ایک ایسی جگہ تلاش کرے جہاں ایک فراخ عبادت خانہ بنایا جائے۔ وہ خادم وہاں پہونچا تو وہاں کے جادوگروں نے اسے بکری بنا دیا۔ جب آپؒ کو انکے حال کی خبر ہوئی تو آپؒ خود وہاں تشریف لے گئے۔ یہ لوگ کہیں سے دو باندیاں ادھار لائے تھے آپؒ کی نظر پڑتے ہی انکے اجسام بدل گئے۔ اپنی باندیوں کے اجسام بدلے دیکھ کر آپؒ کے حضور حاضر ہو کر اپنی خطاؤں کی معافی چاہی اور اسلام میں داخل کیا

ہمیشہ کیلئے چھٹکارہ: حضرت زندہ شاہ مدارؒ نے رحیم پور کا سفر کیا یہاں عفریت اور شیاطین آباد تھے۔ کچھ علم تسخیر کے ماہر تھے۔ جنہوں نے مذاق اڑایا اور سحر کیا بعد میں توبہ کی اور اسلام کی نعمات سے مالا مال ہوئے اور عرض کیا "ہمکو ابلیس، مردود، کفرہ، طاغیت اور قداحتی کے ضرر سے بچالیجئے۔ آپؒ نے دعا فرمائی جس سے انکو ہمیشہ کیلئے چھٹکارہ مل گیا۔

رادھن سکھ:۔ بنگال، چٹاگانگ، برما، ہاینان، تائیوان، چمپا، کمبوڈیا، چین، جاپان، روس منگولیا اور پھر روس، چین، تبت، نیپال آسام، برما، بنگال ہوتے ہوئے بدیع الدین مدار بہار پہونچے اثنائے راہ میں ایک بچہ رادھن سانپ کے ڈسنے سے مرگیا تھا جسکی ماں بین کر رہی تھی آپؒ نے بچہ کو سامنے رکھوایا اور رادھن زندہ ہوگیا اور مثال قائم ہوگئی "رادھن سکھ" آپؒ نے سہسرام میں ایک مدت تک قیام فرمایا اور رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ اکثر آپؒ کی زبان مبارک پر اس طرح کے الفاظ سنے گئے انا المتکلم علیٰ لسانا الصبی (میں بچپن زبان پر کلام کرنے والا ہوں) اور کبھی فرماتے انا المتکلم علیٰ لسان عیسیٰ فی المہد (میں گہوارے میں زبان عیسیٰ پر متکلم ہوں) اور کبھی فرماتے انا صادق الوعد (میں بقائے عہد کا مشتاق ہوں)

آپؒ بہار کے ہی ایک خطہ میں تبلیغ فرما رہے تھے کہ ایک جوڑا الغیاث یا ولی اللہ کہتا ہوا حاضر ہوا اور عرض کیا میرا ایک ہی بیٹا تھا وہ مرگیا قطب المدارؒ نے لڑکے کی نعش کے قریب جاکر اشارے سے اٹھنے کو کہا وہ جوان کلمہ پڑھتے ہوئے اٹھا اور عرض کیا یا سیدی دنیا کی زندگی میں کچھ بھلائی نہیں آپؒ نے فرمایا عیش دنیا نیکی اور پرہیزگاری کے ساتھ بہتر ہے اس موت سے جو بلا عمل ہو آخر تجھے لوٹنا ہے اپنے پروردگار کی طرف۔

خاندان والوں سے ملاقات:۔ ٹرادھور، کوچین، وغیرہ میں ایک مدت تک تبلیغ و اشاعت فرماتے ہوئے اور ہندوستان کے بیشمار شہروں کا دورہ فرماتے ہوئے بدیع الدین مدارؒ

عرب روانہ ہو گئے۔ حج کے فرائض سے فارغ ہو کر اپنے وطن حلب تشریف لے گئے والدین کے مزارات کی زیارت کی پھر اپنے حقیقی بھائی حضرت مطلوب الدین عرف محمودؒ کے پسرزادے حضرت ابو سعیدؒ سے انکے آخری ایام میں ملاقات کی گلے سے لگایا اور سیدنا ابو سعیدؒ کے پرپوتے محمد اسمٰعیلؒ کو گود میں لیکر دعائیں دیں۔ قطب المدارؒ یہاں سے کربلا اور نجف میں ہوتے ہوئے بغداد میں جلوہ افروز ہوئے۔

بی بی نصیبہ ہمشیرہ غوث پاک کا اولاد کیلئے دعا کی درخواست

حضرت بی بی نصیبہ ہمشیرہ محبوب سبحانی غوث صمدانی عبدالقادر جیلانی بنت حضرت ابو صالحؒ زوجہ سید محمودؒ اولاد سے محروم تھیں صاحب مرۃ الانساب لکھتے ہیں کہ سید بدیع الدین شاہ احمد زندان صوف جب اس مرتبہ بغداد پہونچے تو بی بی نصیبہ نے آپؒ سے اولاد کیلئے دعا کی درخواست کی آپؒ نے دعا فرمائی اور دو فرزند ہونے کی خوشخبری دی اور فرمایا پہلا بیٹا میرا ہوگا نصیبہ نے اقرار کیا۔

خراسان میں تبلیغ کے دوران افغانستان کے سرحدی علاقہ میں جب آپؒ داخل ہوئے تو آپؒ کا قافلہ چند افراد پر مشتمل تھا پہاڑیوں کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا کچھ دور چلے ہوں گے کہ عجیب قسم کی آوازیں پہاڑی کے دامن سے سنائی دیں اور کچھ لوگوں کو دیکھا کہ شور مچاتے ہوئے آپؒ کی طرف آرہے ہیں جو اپنے ہاتھوں میں پتھر اور تلواریں لئے ہوئے ہیں قریب آتے ہی ان لوگوں نے آپؒ کے قافلہ پر پتھر پھینکنا شروع کر دیئے آپؒ کے مصاحبین گھبرائے اور آپؒ کو احاطے میں لے لیا آپؒ نے اپنے ایک ساتھی کو حکم دیا کہ وہ اپنا عصا اس رخ کو ہلائے جدھر سے پتھر آرہے ہیں عصاہ ہوا میں لہراتا تھا کہ پتھر واپس جا کر انھیں کو لگنے لگے جو پھینک رہے تھے یہ دیکھ کر وہ بھاگے اور اپنے سردار کو بلا لائے۔ سردار گھوڑے پر سوار بڑے کروفر کے ساتھ آیا اور آپؒ سے کچھ دوری پر ٹھہر گیا پھر گھوڑے سے اترا اور دوڑ کر آپؒ کے قدموں پر سر رکھ کر معافی کا خواستگار ہوا سبھی لوگ اس منظر کو دیکھ کر حیران تھے کہ حضرت قطب المدارؒ نے اسے اٹھا کر حال دریافت کیا سردار نے بتایا کہ میں

بہت بڑا جادوگر ہوں اور دور سے ہی لوگوں کے حالات جان لیتا ہوں میں نے آپؒ جیسے لباس والے جانے کتنے دیکھے اور انھیں اونا مگر سراپا نور نہیں دیکھا آپنے یہ کمال کہاں سے حاصل کیا؟ آپؒ نے فرمایا یہ ایمان کی روشنی ہے۔ بولا مجھے کیسے حاصل ہوگی اور یہ بھی بتائیں کہ پھینکے گئے پتھر کا کام چوٹ پہونچانا ہے واپس گئے پتھر ہمارے ساتھیوں کو لگے تو مگر چوٹ نہیں لگی ایسا کیا ہے؟ آپؒ نے بتایا کہ میں رحمت للعالمین ﷺ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں کسی کو تکلیف پہونچانا میرا کام نہیں ہے پھر آپؒ نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ پورا گروہ ایک ساتھ اسلام میں داخل ہو گیا۔ آپؒ نے ان سب کے الگ الگ اسلامی نام رکھے اور سردار کا نام عبداللطیف رکھا جو بعد میں عبادت وریاضت کی بنا پر شیخ زاہد کے نام سے مشہور ہوئے۔ ایک عرصہ تک ساتھ رہے آپؒ نے خلافت واجازت سلسلہ سے نواز کر نجف اشرف بھیج دیا نجف اشرف میں آپکی مزار مرجع خلائق ہے۔

قطب المدارؒ نے بغداد سے قادسیہ ایران کا سفر کیا کابل وغیرہ کا دورہ فرماتے ہوئے درہ خیبر سے ہندوستان تشریف لائے۔ اہل تصوف کہتے ہیں کہ اس سفر میں آپؒ کی زبان مبارک پر اکثر وبیشتر اس طرح کے الفاظ پائے گئے مثلاً انا شاھد العھد (میں زمانے کا مشاہدہ کرتا ہوں) انا موائق المیثاق (میں عالم میثاق جاننے والا ہوں) انا ترجمان وحی اللہ (میں وحی الٰہی کا نمائندہ ہوں) انا ممدوح بروح القدس (میں روح القدس کا ممدوح ہوں)

غوث پاک کی دو بہنیں تھیں ایک کا نام بی بی نصیبہ اور دوسری کا نام زینب تھا (الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم، تذکرۃ العارفین فی احوال سید الکاملین عبدالقادر جیلانی، ثمرات القدس وغیرہ)

کنویں سے پانی ابل پڑا:۔ قطب المدارؒ نے افغانستان کے شہر کابل میں قیام فرمایا ایک مرید پانی مہیا کرنے کیلئے کنویں پر گیا اس سے کسی بات پر اختلاف ہو گیا اور لوگوں نے اسے پانی نہیں بھرنے دیا۔ یہ بات مدار العالمینؒ کو معلوم ہوئی آپؒ نے کہا کنویں سے کہدے کہ نبیرۂ ساقئ کوثرؒ نے پانی طلب کیا ہے۔ یہ کہنا تھا کہ پانی ابل پڑا اور بہنے لگا یہ دیکھ کر لوگ معافی

کے خواستگار ہوئے معاف کرتے ہی پانی ابلنا بند ہو گیا آپؒ نے یہاں ایک مسجد اور ایک کنواں تعمیر کرایا کتب مداریہ کی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپؒ کے حجرہ شریف سے آواز بلند ہوئی جسکے الفاظ یہ ہوتے۔ انا الذی اعطی اللہ بنعمۃ نہر کوثر و عطائی نہر الحیاۃ (میں وہ ہوں جسکو اللہ نے اپنے فضل سے نہر کوثر عطا کی اور مجھکو نہر حیات دی) انا الذی ابری الاکمہ والابرص و علم فی الظما (میں وہ ہوں جو پیدائشی اندھوں اور برص کو شفا دیتا ہے)

یہاں پر یہ بتادینا بھی مناسب ہوگا کہ بعض صوفیائے کرام نے بھی ایسے الفاظ فرماتے ہیں کہ انکے سمجھنے سے عقل قاصر ہے مثلاً سلطان طریقت بایزید بسطامی قدس سرہ السامی کیفیت وجد میں فرماتے ہیں سبحانی ما اعظم شانی حضرت منصور حلاجؒ نے حالت شوق میں فرمایا انا الحق حضرت شیخ شبلی فرماتے ہیں الصوفی لا مذہب غوث صمدانی عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا انا اللہ مقصد یہ کہ طالب جب دریائے وحدت میں فنا ہو جاتا ہے تو اسکی ہستی حقیقت کے عرفان کی تیراک ہو جاتی ہے اور اس پر اسرار الٰہیہ منکشف ہو جاتے ہیں اس حال میں وہ جو کچھ کہتا ہے وہ اسکی زبان نہیں ہوتی۔

ہندوستان کا چوتھا سفر (آمد ابرار ۲۳۹ھ)

شاہ والا، فقیر کا پیڑ، منگو پیر:۔ حضرت قطب المدارؒ ۲۵۰ھ کے قریب ہندوستان میں تشریف لائے اہل طبقات نے اس سفر کو (آمد ابرار ۲۳۹ھ) سے تعبیر کیا ہے۔ آپؒ لاہور میں رونق افروز ہوئے بہت سے لوگ حلقہ بگوش ہوئے یہاں سے آپؒ نے ساہی وال کیلئے کوچ فرمایا جس مقام پر آپؒ نے قیام فرمایا اس جگہ کا نام شاہ والا پڑا جو کثرت استعمال سے ساہی وال رہ گیا۔ جس جگہ پر آپؒ نے قیام فرمایا اس وقت چک نمبر ۹۰ دربار شاہ مدار کے نام سے مرجع خاص و عام ہے۔ بہاول پور کے قریب قطب المدارؒ نے قیام فرمایا کچھ دن قیام کے بعد آپؒ (موجودہ) حیدرآباد تشریف لائے اور جس جگہ قیام فرمایا وہ آج فقیر کا پیڑ

کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے بعد آپؓ کراچی میں جلوہ افروز ہوئے۔ آج وہ مقام جہاں آپؓ نے قیام فرمایا تھا سلسلہ مداریہ کے عظیم بزرگ حضرت شیخ ابوالحسنات ولی زندانی شاہ ملنگ عرف منگو پیر کے نام سے مشہور ہے۔ اس جگہ دو چشمہ گرم اور ٹھنڈے پانی کے آپؓ کی کرامت سے جاری ہوئے۔

ساتواں بادشاہ:۔ آپؓ شرف نگر پہونچے کچھ روز قیام کے بعد دہلی کے راستہ بغیر دہلی میں قیام کیئے بھرت پور کیلئے روانہ ہوئے اس وقت ہندوستان پر غزنوی بادشاہت کا ساتواں بادشاہ سلطان ابراہیم حکمراں تھا۔ ۴۵۰ سے ۴۹۰

بالا پیر:۔ حضرت بدیع الدین احمدؓ رشد و ہدایت فرماتے ہوئے ڈیگ بھرت پور میں رونق افروز ہوئے۔ جہاں قیام فرمایا وہاں سے آج بھی چھڑیوں کا میلہ اٹھتا ہے۔ یہاں سے آپؓ گوالیار تشریف لے گئے۔ جس جگہ آپؓ نے قیام کیا اسے مدار کا چلہ کہتے ہیں۔ اس جگہ سے کوئی ۲۰ فرلانگ پر مدار ٹیکری ہے یہ بلند پہاڑ جس پر آپؓ نے قیام فرمایا تھا راستہ تنگ ہے اور راہ میں ایک مندر ہے پہاڑ پر تین چار حجرے تعمیر ہیں اور ایک حوض ہے جو پتھر کاٹ کر بنایا گیا ہے۔ اس مقام کو بالا پیر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہاں سے آپؓ جھانسی تشریف لے گئے جہاں پر قیام فرمایا وہاں پر مدار گیٹ تعمیر ہے۔

مدارس بنام مدراس:۔ جھانسی، للت پور، مودہ، جبلپور ہوتے ہوئے ہوشنگ آباد پہونچے آملہ اور چھندارہ میں آپؓ نے جم کر رشد و ہدایت کی مدار کا چھندارہ کی بنا پر یہ مقام چھندارہ ہو گیا۔ حیدرآباد (اے پی) میں جس جگہ معتکف ہوئے وہ درگاہ مدار شاہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں سے آپؓ ہدایت فرماتے ہوئے آپ چینی میں جلوہ افروز ہوئے آپؓ کے ساتھی کثرت سے اس جگہ بس گئے اور یہ بستی مدارس ہو گئی جو انگریزی دور حکومت میں مدراس ہو گئی۔ تمام

مدت کے بعد آپ پانڈی چری تشریف لے گئے اور مخلوق کی ہدایت کیلئے ایک عرصہ تک کوشاں رہے۔ پھر آپ لنکا چلے گئے۔

بڑی زیارت گاہ:۔ آپ نے جافنا، ٹرنکوملی، انورودھ پورہ، اور کولمبو میں قیام فرمایا۔ آج بھی آپ کی چلہ گاہیں مرجع خاص وعام ہیں چلہ مدار شاہ کولمبو میں ایک بڑی زیارت گاہ ہے آپ یہاں سے تبلیغ واشاعت فرماتے ہوئے لال ساگر کے راستے سے جدہ پہونچے یہاں آپکا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔

حج وزیارت حرمین زیارت حرمین شریفین کے لطف وقدر کو اہل باطن ہی جانتے ہیں جو افتاں وخیزاں انوار وتجلیات کو لیتے دوڑے چلے جاتے ہیں۔ حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدارؒ کا صرف ہندوستان سے یہ پانچواں حج تھا حج زیارت حرمین سے فارغ ہوکر آپ نجف اشرف ہوتے ہوئے ایک بار پھر بغداد میں رونق افروز ہوئے۔

ایسے زندہ ہوئے جان من جنتی:۔ حضرت شاہ بدیع الدین احمد قطب المدارؒ کی دعا کی برکت سے بی بی نصیبہ ہمشیرہ غوث پاکؓ کے دو فرزند ہوئے۔ سید محمد (۵۲۹ھ) سید احمد (۵۳۱ھ) جب آپؒ بغداد تشریف لائے تو آپؒ نے بی بی نصیبہ کو کیا گیا وعدہ یاد دلایا۔ لکھتے ہیں کہ ممتا نے اجازت نہ دی اور انھوں نے بہانہ کرتے ہوئے کہا کہ آپکا فرزند تو کوٹھے پر سے گر کر انتقال کر گیا۔ جب گھر پہونچیں تو واقعی سید محمد کوٹھے سے گر کر جاں بحق ہوگئے تھے بی بی نصیبہ انکی نعش اٹھائے آپؒ کے حضور آئیں اور اپنی غلطی پر نادم ہوئیں۔ آپؒ نے سید محمد کی نعش کو سامنے رکھا اور کہا "اٹھو جان من!" آپؒ کے فرمان مبارک میں بعونہ تعالیٰ وہ اعجاز تھا کہ سید محمد کی نعش میں روح دوڑ گئی اور وہ کلمہ پڑھتے ہوئے اٹھ بیٹھے سرکارؒ نے شفقت ومحبت سے فرمایا: جان من جنتی است! اور جمال الدین کا خطاب عنایت فرمایا۔ (مرۃ الانساب وغیرہ)

غوث الاعظمؓ کی کیفیت جلالی کو جمال میں بدلنا:۔ صاحب ثمرات القدس

فرماتے ہیں کہ یہی وقت تھا کہ غوث الثقلین ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ حضرت مدار العالمین سید بدیع الدین احمد قطب المدارؒ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے اس وقت عبدالقادر جیلانیؒ پر جلال جبروت ربانی کا ظہور تھا مخزن اسرار بدیع الدین مدارؒ نے انکی اس کیفیت جلالی کو کمال رحمت سے جمال میں بدل دیا۔ حضرت قطب المدارؒ جمال الدین جانمن جنتی سید محمد اور سید احمد بادیپا کو ہمراہ لیکر استنبول کی جانب نکل گئے۔ استنبول کیلئے یہ آپکا دوسرا سفر تھا آپؒ نے شیخ عطاؒ کی قائم کردہ خانقاہ میں قیام کیا۔

گھمنڈ چور چور ہو گیا:۔ حضرت زندہ شاہ مدارؒ خراسان تشریف لیگئے۔ یہاں حضرت جمال الدین جانمن جنتی کی ملاقات نصیر الدین شاہ سے ہوئی جو اس وقت مرتبہ قطب پر فائض تھے جانمن جنتی نے انھیں قطب المدارؒ کی تشریف آوری کی خبر دی انھوں نے گھمنڈ کیا یہ بات آپ کو ناگوار معلوم ہوئی آپکی شکایت پر حضرت قطب المدارؒ نے نصیرؔ کو قطبیت سے معزول کر دیا اور معافی مانگنے پر معاف ہی نہیں کر دیا بلکہ بیعت وخلافت دیکر تمام نعمت سے سرفراز فرمایا۔ خراسان سے چلکر آپؒ اصفہان میں قیام پذیر ہوئے۔ یہاں مکرم کی غازی نے خوشخبری دی کہ آپؒ کی دعا کی برکت سے خدا تعالیٰ نے مجھے ایک فرزند عنایت فرمایا ہے جو اس وقت عالم شباب پہ ہے آپؒ نے کہا کہاں ہے میرا بیٹا؟ حضرت اسلم غازی حاضر خدمت ہوئے سرکارؒ نے شفقت فرمائی اور بیعت وخلافت سے نوازا۔

قہقہہ مار کر ہنسنے کا عبرتناک واقعہ:۔ اصفہان اور دیگر مقامات کو رونق بخشتے ہوئے آپؒ کرمان میں رونق افروز ہوئے۔ آپؒ یہاں مخلوق کی ہدایت میں مصروف تھے کہ حضرت معین الدین چشتی بھی کرمان پہونچے ملاقات کی اور عرض کیا مجھے کچھ نصیحت کیجئے سرکار مدارؒ نے انکو دنیا میں قہقہہ مار کر ہنسنے کا عبرتناک واقعہ سنایا اور فرمایا دنیا ہنسنے کی جگہ نہیں ہے

اور ہندوستانی ماحول سے روشناس کراتے ہوئے فرمایا اے معین الدین ہندوستانیوں کا ماحول گذشتہ عربیوں سے کم نہیں ہے لہذا بڑی ضرورت ہے کہ انسے نرمی سے بات کی جائے اگر ایسا کیا تو بہت جلد کامیاب ہوجائیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

طن طن مدار:۔ ایک ہجوم کے ساتھ آپؒ دمشق پہونچے دمشق سے ترکی اور پھر کالا سا گر کا سفر طے کرتے ہوئے قسطنطنیہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ جس جگہ پر آپؒ نے قیام فرمایا اسے آج بھی طن طن مدار کہتے ہیں یہاں سے بخارسٹ، رومانیا ہوتے ہوئے پیرس کی جانب نکل گئے۔ یہاں قیام کے دوران آپؒ نے عرفان کی دولت خوب لٹائی اور اسپین کا رخ کیا اسپین میں اس وقت موحدین خاندان کی حکومت تھی آپؒ کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا گیا پھر آپؒ اٹلی، روم، مورکو، لیبیا ہوتے ہوئے قاہرہ میں رونق پذیر ہوئے۔

یتیموں کا مال:۔ قاہرہ میں حکیم احمد مصری جو اپنے وقت کے اول درجہ کے طبیب تھے ایک دن ایک شاگرد نے انسے دریافت کیا کیا ہوا کا مزاج اس وقت اعتدال پر ہے؟ انھوں نے کہا ہاں تھوڑی ہی دیر میں سمیت کا اثر ہوجائیگا۔ کچھ ہی وقت گذرا تھا کہ ایسی خطرناک ہوا چلی کہ تمام شہر میں وبا پھیل گئی۔ حکیم صاحب نے ہر چند علاج وتدابیر کی مگر وبا کو نہ روک پائے۔ جب سرکار مدارؒ کا قیام ہوا تو حکیم صاحب ملنے کے لئے آئے۔ سرکار مدارؒ نے فرمایا حکیم صاحب آپ عذاب الٰہی کو دور نہیں کرسکتے۔ جب تک اہل شہر یتیموں کا مال واپس کرکے توبہ نہیں کرلیتے عذاب دور نہ ہوگا۔ الغرض اہل شہر نے ایسا ہی کیا اور نجات پائی حکیم صاحب اور انکے چاہنے والوں نے شرف بیعت حاصل کیا (حکیم جی کا مزار طوس میں ہے) آپؒ یہاں سے سوڈان تشریف لیگئے یہاں آپؒ کو ۴۰۰ مقامات پر بیک وقت تبلیغ کرتے ہوئے دیکھا گیا۔ سوڈان سے ایتھوپیا پہونچکر ہمراہیوں کو ہندوستان کیلئے روانہ کیا اور آپؒ مالدیپ کیلئے روانہ ہوگئے۔ اس مقدس

سفر میں آپؒ کی زبان مبارک پر اس طرح کے الفاظ بھی سنے گئے جو سلسلہ مداریہ کی مقدس کتب میں مرقوم ہیں۔ مثلاً انا حقیقۃ و حقیقۃ الاسرار منی (میں ایک حقیقت ہوں اور تمام حقیقتوں کے بھید مجھ سے ہیں) انا الذی زور السموت و الارضین ابسع فی طرفۃ العین (میں ایک جنبش نگاہ میں تمام زمینوں اور تمام آسمانوں کو دیکھتا ہوں۔)

ہندوستان کا پانچواں سفر

<u>سمندری عجائبات</u>:۔ مال دیپ میں آپؒ نے صرف ۳۰ روز قیام کیا۔ اور یہاں سے حضرت قطب المدارؒ ہندوستان کیلئے عازم سفر ہوئے۔ یہاں آپؒ نے شیخ ابوتراب کو بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ سمندری عجائبات وغرائبات کا معائنہ مشاہدہ اور تحقیق فرماتے ہوئے کوکن (بمبئی) میں جلوہ افروز ہوئے۔ یہاں کے لوگ جادو اور ٹونوں کے قائل تھے یہاں آپؒ سے بہت سی کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔ ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ ایک نعش کا سمندر میں سالم تیرتے ہوئے آنے کا چرچا آپؒ نے سنا آپ نعش کے قریب گئے اور چھولیا نعش سے آواز آئی "اے ابن علی آپ نے چھوکر مجھے صاحب کرامت کردیا۔" لوگوں نے یہ سنا تو حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور ساتھ ہولیے۔ کہتے ہیں کہ آپ نعش سے مخاطب ہوئے اور کہا "اے حاجی تو نے سچ کہا۔ یہاں سے آپ سورت تشریف لے گئے (ممبئی میں ۶ رمقامات پر آپؒ کے چلے ہیں) سورت میں آپؒ کا یہ دوسرا سفر تھا آپؒ نے تقریباً پچپن ۵۵ رمقامات پر قدم رنجہ فرمایا۔ (۳۰ رمقامات پر آپ کی چلہ گاہیں بطور نشانی آج بھی موجود ہیں)

وہ علم جو کبھی سنا نہ ہو:۔ حضرت شیخ الیاس گجراتی کی ملاقات ایک مرتبہ حضرتؒ سے ہوئی تو آپؒ نے کہا جو علم آپ نے حضرت موسیٰ کو سکھایا تھا مجھے بھی سکھا دیجیے۔ انھوں نے پہلے علم

ظاہری سیکھنے کا مشورہ دیا اور کہا عنقریب قطب المدار گجرات آئیں گے انکی طرف رجوع کرنا انشاءاللہ وہ علم حاصل ہوگا جو کبھی ستانہ ہو۔ جیسے ہی آپؓ گجرات پہونچے حضرت الیاسؒ بھی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک دن سرکار مدار العالمین نے ارشاد فرمایا "یہ دنیا گذشتنی وگذاشتنی ہے" حضرت الیاسؒ نے کہا بھلا میں فقیر نہیں ہو سکتا اور منا ترک کر دیا کچھ ہی دن گذرے تھے کہ برص ہو گیا فوراً خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی۔ حضرت قطب المدارؒ نے لعاب دہن پانی میں ڈال کر غسل کرا دیا۔ صحت یاب ہو گئے اور عشق الٰہی میں سرشار رہنے لگے اور تمام عمر قطب المدارؒ کی خدمت میں گذاری (مزار مکنپور شریف میں ہے)

طواف مدار العالمینؒ:۔ شیخ محمد لاہوری بغرض حج روانہ ہوئے گجرات میں قیام فرمایا سرکار مدارؒ اس وقت سورت میں تشریف فرما تھے شیخ صاحب بھی سرکار مدارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اتفاقاً چہرۂ انور سے نقاب ہٹ گیا حاضرین محفل اور شیخ صاحب بیہوش ہو گئے۔ شیخ صاحب تو بس یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مرید ہوئے اور خلافت سے سرفراز ہوئے حج کا تمام مال واسباب غربا و مساکین میں تقسیم کر دیا اور شب و روز خدمت بالا میں کمر بستہ رہنے لگے۔ مگر حج نہ کرنے کا ملال ہر وقت رہتا سرکار قطب المدارؒ پر جب یہ ظاہر ہوا تو آپؓ نے فرمایا "میرا طواف کرو حج ہو جائیگا۔ شیخ کا حکم پاتے ہی شیخ محمد لاہوری نے طواف شروع کر دیا۔ دیکھتے ہیں کہ وہ کعبۃ اللہ میں موجود ہیں انکے علاوہ بھی بہت سی مخلوق حج ادا کر رہی ہے۔ حج پورا ہوا تو اپنے کو قطب المدارؒ کے پاس پایا۔ شیخ صاحب کا دل مطمئن نہیں ہوا۔ تو قطب المدارؒ نے انکے چہرے پر اپنا دست مبارک مس فرما دیا دیکھا کہ وہ حجاز میں ہیں معاً ہی قطب المدارؒ کی آواز سنائی دی کہ ابھی حج میں ۵ ماہ باقی ہیں حج سے فارغ ہوئے تو دیکھا کی سرکارؒ کی خدمت میں ہیں (مزار بدایوں میں ہے) آپؓ سورت سے کھمبات کی جانب تشریف

لے جارہے تھے کہ راہ میں ایک نابینا سوال کرتا ہوا ملا آپ کو اسکی حالت پر ترس آیا آپؓ نے وضو کیا اور وضو کا پانی آنکھوں پر ملوا دیا لایرد القضاء الا الدعا کا اظہار ہو گیا صاحب منتخب العجائب رقم طراز ہیں کہ راہ میں آپکی زبان مبارک پر یہ الفاظ سنے گئے۔ مثلاً انا الذی اقسمہ السموات بنور ربی وقدرتہ (میں وہ ہوں جو اپنے رب کے نور اور اسکی قدرت سے آسمانوں کی تقسیم کرتا ہے) انا الذی قسمہ الجنّۃ والنار (میں وہ ہوں جسنے جنت اور دوزخ کی تقسیم کی) آپ کھمبات میں اس مقام پر تشریف لیگئے جہاں عالم مثال میں حضورﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا تھا۔ یہاں سرکار مدارؓ پر عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی کبھی آپؓ کہتے انا محمدن المصطفےٰ (میں محمد مصطفیٰ ہوں) کبھی فرماتے انا علی مرتضیٰ (میں علی مرتضیٰ ہوں) کبھی انا یوسف الصدیق (میں سچا یوسف ہوں) کبھی انا نوح الاول (میں پہلا نوح ہوں) کبھی انا معصوم من عند اللہ (میں منجانب اللہ معصوم ہوں) کبھی انا حبیب اللہ (میں اللہ کا حبیب ہوں) کبھی کہتے انا اول آدم (میں پہلا آدم ہوں) کبھی ارشاد ہوتا انا نور الغائب (میں ایک پوشیدہ نور ہوں) یہاں سے آپ عروج ہوتے ہوئے اجمیر میں داخل ہوئے۔ (حضرت جانمن جنتی کو آپؓ نے پہلے ہی اجمیر بھیج دیا تھا)

خواجہ معین الدین چشتی پھر بارگاہ مدار میں: شہنشاہ اولیا کبار حضرت بدیع الدین احمد شاہ زندہ ایک مرتبہ پھر وارد اجمیر ہوئے یہ شہر پرتھوی راج کی راجدھانی تھی اس کو تھوڑا بھی کہتے تھے۔ اجمیر پہونچ کر آپ کوکلہ پہاڑی پر جلوہ افروز ہوئے حضرت جمال الدین جانمن جنتی یہاں شغل حیات ابدی میں مشغول تھے آپؓ کی آمد کی خبر سنکر خوشی سے جھوم اٹھے اور شغل وحال کرنے لگے کثرت سے لوگ جمع ہونے لگے۔ اسکا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ حضرت جمال الدین جانمن جنتی عرف جمن جتی سے ایک عجیب وغریب کرامت سرزد ہو چکی تھی وہ یہ کہ کوکلہ پہاڑی

کے نیچے میدان میں ایک مندر تھا ایک ہندو جوڑا اپنی آٹھ سال کی بچی کے ساتھ اس میں پوجا کرنے آتا تھا ایک دن بنیا گھر سے باہر گیا لڑکی نے ماں سے مندر جانے کی ضد کی ماں نے بچی کو تھالی سجا کر دیدی بچی نے حسب معمول بت کے سامنے مٹھائی رکھی اور کھانے کیلئے منت کرنے لگی جب بت نے نہیں کھایا تو رونے لگی آپؒ کا ادھر سے گذر ہوا بچی کو روتا دیکھ کر آپ نے کہا کھاتا کیوں نہیں یہ کہنا تھا کہ بت نے سارا کھانا کھا لیا۔ ایک دن جب ماں باپ کے ساتھ بچی مندر آئی تو اسنے پھر بت سے منت کی جب نہیں کھایا تو بچی نے کہا بلاؤں انھیں بابا کو؟ کہنا تھا کہ بت نے کھانا شروع کر دیا۔ یہ بات ہوا کی طرح اس علاقہ میں پھیل گئی۔

آپؒ کی تشریف آوری کے کچھ ہی عرصہ کے بعد حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی سنجریؒ پنجاب اور دہلی وغیرہ کا دورا کرتے ہوئے شہنشاہ اولیاء کبار حضرت بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدارؒ کی آمد کی خبر پاکر مخصوص حضرات کو ساتھ لیکر اجمیر کی جانب روانہ ہوئے اور پہاڑ کے نیچے سب حضرات کو ٹھہرا کر تنہا پہاڑ پر تشریف لے گئے اور تین شبانہ روز کے بعد اپنے مدارج کو مندرج مداریت فرما کر نیچے اترے اور اناساگر کی جانب نکل گئے۔

ادھر حضرت زندہ شاہ مدارؒ بھی مالوہ چلے گئے۔ مالوہ (اجین، رتلام وغیرہ) پنچ محل (گودھرا وغیرہ) کھیڑا (سابرمتی، ورتم وغیرہ) سریندر نگر راجکوٹ (ویرپور وغیرہ) جوناگڈھ (شاہ پور، پوربندر وغیرہ) میں تبلیغ اسلام فرماتے ہوئے حج کیلئے عازم سفر ہوئے۔

آگ سے کپڑے صاف کرنا:۔ پوربندر سے فارس کی کھاڑی ہوتے ہوئے نیمروز میں جلوہ افروز ہوئے۔ حضرت لطف اللہؒ کو حضور ﷺ نے عالم رویا میں حکم فرمایا کہ قطب المدار کی خدمت میں جا کر سعادت دارین حاصل کرو۔ اسی وقت سے آپ قطب المدار کی تلاش میں نکل پڑے اور ایک تاجر کے ساتھ نیمروز پہونچ کر سرکار مدارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک دن مدار پاک کی نگاہ کرم اٹھ گئی اور انکو مالا مال کر گئی آپ سرکار مدارؒ کے ساتھ نجف

اشرف تشریف لیگئے۔ یہاں انکا یہ حال تھا نہ کھاتے نہ پیتے کپڑے میلے ہونے پر آگ میں ڈال کر صاف کر لیتے۔ زندہ شاہ مدارؒ انکو لطف مدار کے نام سے پکارتے تھے۔

ایک دلچسپ تقریر:۔ حضرت قاضی مسعودؒ دریا کے کنارے کھڑے تھے کہ پیر پھسل گیا وہ دریا میں جا گرے اور ڈوبنے لگے۔ مولانا تجی جو حضرت زندہ شاہ مدارؒ کے مشہور خلیفہ ہیں وہاں حاضر ہوئے اور قاضی صاحب کو باہر نکالتے ہوئے فرمایا "علم کی تحصیل کرو! انشاءاللہ پھر ملاقات ہوگی۔ ۱۳ برس بعد مولانا تجی نے قاضی مسعود کی دستار بندی کے موقع پر پہونچ کر خود دستار باندھی اور ساتھ لیکر تحف اشرف پہونچکر حضرت قطب المدارؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ سرکار مدارؒ کے دست مبارک میں سیب تھا جو آپؒ نے قاضی مسعودؒ کو دیتے ہوئے فرمایا" اے عزیز انسان کے وجود میں بھی خوشبو ہے اگر وہ ظاہر نہ ہو تو کچھ بھی نہیں حسین صورت اور عبا قبا سے کچھ فائدہ نہیں۔ قاضی صاحب نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا" معرفت خداوندی کس طرح حاصل ہوتی ہے؟ سرکارؒ نے فرمایا (ترجمہ) اے مسعود پہلے اپنے آپ کو پہچانو تو خدا کو پہچان لو گے آپکو یہ خیال کرنا چاہئے کہ آپ کون ہیں یہاں کس لئے آئے ہیں اور آپکو کہاں جانا ہے، نیک بختی اور بدبختی کیا ہے؟ آپکی بعض صفات حیوانی ہیں بعض شیطانی بعض ملکی آپکو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کی اصلی صفت کون سی ہے؟ یاد رکھئے کھانا پینا سونا فربہ ہونا غصہ کرنا وغیرہ حیوانی صفات ہیں مکروفریب کرنا فتنہ برپا کرنا وغیرہ یہ شیطانی صفات ہیں اگر ان صفات کے تابع ہو تو اللہ تعالیٰ کی معرفت کبھی حاصل نہیں ہو سکتی ہاں اگر صفات ملکوتی حاصل کرلوگے تو کیا عجب ہے کہ معرفت خداوندی سے قلب روشن ہو جائے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے آپکو دو چیزوں سے بنایا ہے ایک بدن دوسری روح روح کی دو قسمیں ہیں حیوانی اور انسانی روح حیوانی تمام جانوروں کو عنایت کی اور روح انسانی انسان کیلئے مخصوص ہے جب تک روح انسانی سے کام نہ لیا معرفت خداوندی حاصل نہیں ہو سکتی۔

(بیالیس برس تک قاضی مسعودؒ خدمت میں رہے اور خلافت سے نوازے گئے)

بیقراری:۔ نجف اشرف سے سرکار مدار کربلا شریف اور دمشق میں قیام پزیر ہے صاحب منتخب العجائب فرماتے ہیں کہ دمشق میں آپؓ سے بہت سی کرامات ظہور پزیر ہوئیں اور اکثر آپؓ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ پائے گئے انا خلیل جبرئیل (میں جبرئیل کا رفیق خاص ہوں) انا علم صامت ومحمد علم ناطق (میں خاموش علم ہوں اور محمدؐ بولنے والے علم تھے) انا ذوالقرنین فی ھذہ الامۃ (میں اس امت کا ذوالقرنین ہوں) اور کبھی فرماتے انا الذی عندہ علم الکتاب ماکان وما یکون (میں وہ ہوں جسکے پاس کن فکاں کا علم ہے) پھر آپؓ شام روانہ ہو گئے۔

بشارت:۔ اس مرتبہ جب آپؓ اپنے وطن پہونچے تو آپکی ملاقات حضرت داؤدؒ سے ہوئی جو ۸۰ ہزار بیگھہ زمین کے مالک تھے خاندان کے دوسرے افراد جو باہر تھے وہ بھی جمع ہو گئے سبھی نے بیعت کا شرف حاصل کیا حضرت محمد داؤدؒ کے پرپوتے حضرت عبداللہ کو آپؓ نے گود میں لیکر خوب پیار کیا اور فرمایا "اس بچے کو ایک عظیم قربانی پیش آئیگی جس طرح میرے والد محترم کو پیش آئی تھی"۔ شیخ محمد فرید جیسے با کمال بزرگ بھی اس موقع پر بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔

خرقہ محبت:۔ اسی سفر میں مخدوم پاک میر اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھویؒ بھی شریک سفر رہے۔ جزائر فلسطین، قسطنطنیہ اور روم کا سفر بھی طے فرمایا ۱۲ برس تک خدمت مدار میں رہے حضرت بدیع الدین مدار العالمینؓ نے خرقہ محبت عطا فرمایا۔ خلافت سے نوازنے کے بعد بدیع الدین مدارؓ کا قافلہ روم سے یورپ کی جانب کوچ کر گیا اور مخدوم پاکؒ روم سے عرب بغداد، کاشان ہوتے ہوئے سمنان پہونچے۔ (لطائف اشرفی)

نہ فراموش کردہ نشانی:۔ یورپ کے شہر وارسا، مسکو، اور لنگراؤ میں آپؓ نے قیام فرمایا۔ قدیم کتب مداریہ کے اعتبار سے لوگ آپؓ سے بیحد متاثر ہوئے۔ اور کثیر تعداد میں مشرف باسلام ہوئے۔ فن لینڈ کے لوگوں کی زبان سے آپؓ کے ساتھی پریشان ہوتے تھے اور آپؓ

جب انھیں کی زبان میں گفتگو کرتے تو وہ اپنا رہبر مان کر اسلام میں داخل ہو جاتے۔ سویڈن میں کچھ دن قیام فرمانے کے بعد آپؒ نے آئس لینڈ کیلئے بحری سفر اختیار کیا۔ یہاں ہوا نے چہرے پر پڑے نقاب الٹ دیئے لوگ تاب نہ لا سکے اور بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو کہتے ہیں کہ بے شک آپؒ اللہ کی نہ فراموش کردہ نشانی ہیں یہاں سے آپؒ ڈن مارک تشریف لے گئے ورکوڈنھاب میں قیام فرمایا یہاں عیسائیت چھائی ہوئی تھی لوگ خاموشی سے اسلام میں داخل ہوتے اور چلے جاتے آپؒ نے جب دین کی تبلیغ کو عام کیا تو لوگوں نے مباحثہ کرنا شروع کیا اور نادم ہوئے۔ کہتے ہیں کہ دعائے بشخ کے ورد سے تخت پر سوار ہو کر آپؒ نے چاند کا بھی سفر یہیں سے کیا (ربیلی، تاریخ بدیع) ۴۰ روز کے بعد جب آپؒ واپس آئے تو یہ مقام اوماس تھا جہاں آپؒ نے کافی وقت گذارا۔ کیپٹن بال کہتا ہے کہ یہاں مدار گیٹ ہے جس میں روئی کی مانند ایک گھنٹہ لٹک رہا ہے گیٹ کے سامنے ہر جمعرات کو عدالت لگتی ہے اور قیدی کو اسکے نیچے سے گذارا جاتا ہے اگر گھنٹہ بج گیا تو سزا اور نہ بجا تو باعزت بری۔ (کیپٹن بال بریلی کی ربر فیکٹری میں بحیثیت چیف انجینیر سن 1927 میں تشریف لائے تھے) جارج، شکاگو، واشنگٹن اور نیو یارک، کیوبا اور حبش کے جنگلوں میں آپؒ کے چلے بطور نشانی آج بھی موجود ہیں

آدم کا پل:۔ نامیبیا، موزمبیق، مارشس ٹھہرتے ہوئے ہندوستان کیلئے روانہ ہوئے۔ اس مرتبہ سمندری سفر میں کچھ اور لطف بڑھ گیا آپؒ لنکا پہونچے اور تامراپارڑی میں قیام فرمایا۔ پھر آدم کا پل ہوتے ہوئے ہندوستان میں داخل ہوئے۔ اس وقت ہندوستان میں محمد تغلق کی دورِ حکومت کا آغاز تھا۔ اس سفر میں متعدد مقامات پر آپؒ کی زبان مبارک سے اس طرح کے جملے صادر ہوئے مثلاً انا شائق الوعد (میں اپنے عہد کا مشتاق ہوں) انا قطب الکیحور (میں ہر چیز کا محور ہوں) انا اکرامہ (میں اسکی نگاہ میں مکرمہ ہوں) انا نیون المکان (میں ہر مکان کی بنیاد ہوں) انا ارض الارضین (میں زمینوں کی زمین ہوں) وغیرہم۔

ہندوستان کا چھٹا سفر

اس مرتبہ حضرت سید بدیع الدین احمد شاہ زندان صوفؒ نے جب ہندوستان کی دھرتی پر قدم رکھا تو محمد تغلق کی دور حکومت کا آغاز تھا۔ کاویری ندی کے کنارے آپ کا کارواں فروکش ہوا

حل المشکلات:۔ آپؒ کی آمد کی خبر ہر طرف پھیل گئی ہر وقت آپؒ کے ہمراہ ایک ہجوم رہتا آپؒ یہاں سے حل المشکلات فرماتے ہوئے بنگلور کیلئے روانہ ہو گئے اور کولار میں خیمہ زن ہوئے۔ یہاں سے فیضان کی بارش فرماتے ہوئے حیدر آباد، گول کنڈہ، وجئے باڑہ عالم پور، ورنگل اور گلبرگہ میں عرفان کی دولت خوب لٹائی۔ بیشمار مخلوق سلسلہ ارادت میں داخل ہوئی۔ گلبرگہ اس وقت بہمنی سلطنت کا پائے تخت تھا اور علاء الدین بہمن شاہ حسن نیا نیا بادشاہ بنا تھا اسے آپؒ کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کیا اور فیض حاصل کیا۔ آپؒ نے یہاں سے رائے پور بھلائی کا سفر طے کیا اور اپنے خلفاء و مریدین کو چہار جانب گھوم گھوم کر تبلیغ کرنے کا حکم دیا یہ لوگ چاروطرف پھیل گئے اور اسلام کی اشاعت میں چار چاند لگ گئے۔ یہ کارواں کھل پور پہونچا آپؒ چند باشعور حضرات کو منتخب کر کے ساتھ لیتے اور بقیہ کو پورے علاقے میں پھیل جانے کا حکم دیکر ایک جگہ سے دوسری جگہ جلوہ افروز ہوتے۔ اسلام نہایت سرعت کے ساتھ پھیلنے لگا۔ اسلام کی لاثانی تعلیمات دوسروں تک پہونچاتے ہوئے زندہ شاہ مدارؒ نے رانچی کی طرف کوچ کیا۔

ایسے قبول کیا بدری ناتھ نے اسلام:۔ حضرت زندہ شاہ مدار اکثر بستیوں کے باہر قیام فرماتے آپؒ کے خلفاء و مریدین پتھروں اور ڈھیلوں کو چن کر حجرہ اور مسجد تعمیر کر دیا کرتے اور جہاں زیادہ عرصہ قیام ہوتا وہاں باقاعدہ تعمیر کا کام ہوتا جس میں بادشاہ، راجہ، نوابین وغیرہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ جب کوئی خطبہ ارشاد فرماتے تو لاکھوں کی تعداد کے مجمع میں سب کو یکساں

ستتا اور آپ اکثر بیک جملہ بیک اشارہ مخاطب ہو کر خطاب ارشاد فرماتے اور سالک خواہ کسی منزل پر ہو منزل کمال پر پہونچا دیتے تھے۔ پاٹلی پتر (پٹنہ) میں آپ اس مقام پر ٹھہرے جس جگہ جتی نگر بسا ہوا ہے۔ بدری ناتھ جو استدراج کا مالک تھا اپنے چیلوں کو لیکر زندہ شاہ مدارؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا "بابا میں کچھ کمال دکھانا چاہتا ہوں اور آپکا بھی کمال دیکھنے کی خواہش ہے سرکارؒ نے تسلیم فرمایا۔ بدری ناتھ نے دو طشت طلب کیئے اور انھیں پانی سے لبریز کروادیا۔ پھر ایک چیلے کو طشت میں کھڑا کر کے کچھ پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کر دیا جیسے جیسے وہ پھونکتا چیلا پانی میں گھلتا جاتا یہاں تک کہ حل ہو گیا۔ بدری ناتھ نے فخر سے کہا کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں؟ یہ سنتے ہی جان من جنتی آگے بڑھے شیر کے بچے کو گود سے اتارا اور طشت میں جا کر کھڑے ہو گئے اور اپنے شیخ کے اشارے کا انتظار کرنے لگے آپؒ کے اشارہ کرتے ہی جانمن پانی میں حل ہو گئے۔
سرکار مدارؒ نے روئی طلب فرما کر بدری ناتھ کو دیتے ہوئے کہا اسکے دو حصہ کر لیجئے اور طشتوں میں ڈال دیجئے اسکے بعد سونگھیے۔ بدری ناتھ نے اپنے چیلے کی روئی سونگھی تو اسکا دماغ پراگندہ ہو گیا اور وہ اوبنے لگا۔ پھر جانمن کی روئی کو سونگھا تو اسکا دماغ معطر ہو گیا وہ حیرت میں پڑ گیا اور اسکے بابت دریافت کرنے لگا۔ سرکار مدارؒ نے فرمایا" آپنے اپنے کمال کو کمال پر تو ضرور پہونچا دیا مگر نجاست اس میں باقی ہے اور میرے جمال الدین میں اسلام کی خوشبو ہے یہ سنتے ہی بدری ناتھ نے اسلام قبول کر لیا۔ آپؒ نے انکا نام بدرالدینؒ رکھا پھر یہ بڑے صاحب کمال بزرگ ہوئے اور انکے سلسلہ کے مسلمان جوگی آج بھی موجود ہیں۔ (حضرت جمال الدین جانمن جنتی کے نام پر پٹنہ کے اس مقام کا نام جتی نگر پڑا مزار بھی یہیں ہے) تاریخ مدار کی کتب قدیم میں لکھا ہے کہ حضرت قطب المدارؒ اسلام کی قندیلیں روشن کرتے ہوئے چھپرا دیوریا، گورکھپور، بستی اور فیض آباد میں قدم رنجہ فرمایا محمد صابر ملطانی وغیرہ کو خلافت دیکر گورکھپور اور حضرت امیر کبیر کو گونڈہ جینے حکم فرمایا۔

مجاہد اعظم کا خطاب:۔ حضرت سیدنا اسلم غازیؒ محمد بن حنفیہ ابن حضرت علی کرم اللہ وجہ کی نسل پاک سے ہیں۔ حضرت سید سالار مسعود غازیؒ کے حقیقی بھانجے اور حضرت سید سکندر دیوانؒ کی پانچویں پشت میں ہیں آپؒ حضرت شہاب الدین غوری کی معیت میں جنرل کمانڈر کی حیثیت سے کثیر تعداد میں فوج لیکر جہاد کیلئے ہندوستان تشریف لائے تھے اور آپکا قافلہ کفر و ظلمت کو مٹاتا ہوا اجمیر میں داخل ہوا تھا اور لاکھوں افراد کو مشرف باسلام کیا اسکے بعد آپ حضرت معین الدین چشتیؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور انسے دریافت کیا کہ "میرے جد امجد حضرت سید سکندر دیوانہ اصفہانیؒ حضرت سید سالار مسعود غازیؒ کے ہمراہ ہندوستان میں جہاد کیلئے آئے تھے اور یہیں پر شہید ہوئے ہیں انکی مزار پاک پر میں حاضری دینا چاہتا ہوں میری رہنمائی فرمائیں"۔ تواریخ محمودی اور کرامات مسعودیہ میں تحریر ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتیؒ نے ایک ہفتہ مہمان رکھنے کے بعد حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کی رہنمائی میں بہرائچ کیلئے روانہ کیا۔ چند روز قیام کے بعد آپؒ نے اپنے وطن واپسی کا ارادہ کیا ہی تھا کہ سید سالار مسعود غازیؒ کی مزار مقدس سے آواز آوی "سرور پور محالی کے قریب نہوی علی پور میں تمہارے پیرو مرشد حضرت قطب المدارؒ تمہارے منتظر ہیں"۔ پھر کیا تھا آپؒ فوراً علاقہ اودھ کے نہوی علی پور جواب جادل پور کے نام سے مشہور ہے وہاں گئے پیرو مرشد سے ملاقات کے بعد تبلیغ اسلام کیلئے طالب دعا ہوئے۔ سرکار زندہ شاہ مدارؒ نے دعا فرمائی مجاہد اعظم کا خطاب عنایت فرمایا اور اپنے چلہ پر معتکف فرما کر آپؒ فیض آباد ہوتے ہوئے لکھنؤ کی جانب نکل گئے۔ (اسلم غازیؒ نے اس چلہ گاہ میں ایرانی طرز پر پھولوں کا باغیچہ تیار کیا اور اسے گلزار کا خطاب دیا اسی جگہ آپکا مدفن شریف ہے)

چاند کی شہادت:۔ آپؒ لکھنؤ میں بستی کے باہر قیام فرمایا رمضان کا چاند ابر کی وجہ سے نظر نہیں آیا لوگوں کے پوچھنے پر آپؒ نے فرمایا: "معلوم کیجئے شیخ قطب الدینؒ کے بچے نے اگر ماں کا دودھ نہیں پیا ہے تو چاند ہونے میں کوئی شبہ نہیں معلوم ہوا کہ بچے نے دودھ نہیں پیا۔ رمضان

کے آخری مہینے میں مولانا شہاب الدین پرکالۂ آتش اور انکی ہمشیرہ بی بی فیض قدوائی بڑے گاؤں لکھنؤ سے پیدل سفر کر کے سرکار مدارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے گفتگو میں حصہ لیا۔ قطب المدارؒ کا ہر جملہ حرف آخر کا حکم رکھتا تھا۔ لہذا بیعت ہوئے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حلقۂ غلامی میں داخل ہوگئے۔ بی بی فیض بھی بیعت سے سرفراز ہوئیں اور برگزیدہ ہستیوں میں شمار کی جانے لگیں۔ (بی بی فیض کا مزار مسولی رفیع نگر میں ہے)

قیام الدین ایک بزرگ لکھنؤ میں قیام فرماتھے ازراہ حسد یا بہ الفاظ دیگر آپؒ پر تنقیداً آپؒ کی زیارت کو آئے تو حضرت شہاب الدین پرکالۂ آتش حضرت مدار پاکؒ پر مورچھل جھل رہے تھے۔ شیخ قیام الدین نے کہا یہ بچہ بھی شائد تصوف کی تعلیم لینے آیا ہے؟ سرکارؒ نے فرمایا یہاں جو جس نیت سے آتا ہے اسکو ویسا ہی پھل ملتا ہے۔ یہ سنتے ہی شیخ کی حالت دگرگوں ہوگئی اور گھر پہونچتے ہی انتقال ہوگیا لکھنؤ سے چل کر سندیلا، ہردوئی اور فرخ آباد میں جس جگہ آج مدار باڑی قیام فرمایا یہاں سے شمس آباد اور قائم گنج کو رونق بخشی یہاں مہدیوں کے میلے ہوتے ہیں۔ یہاں چلے تھے جو انقلاب زمانہ کی نذر ہوگئے۔ یہاں سے شاہ آباد جو آپؒ کے قدموں کی برکت سے آباد ہوا اور پھر ہوتے ہوئے بریلی تشریف لے گئے۔ یہاں سات مقامات پر آپؒ کی مجالس منعقد ہوئیں قلعہ، بانس منڈی شہامت گنج، نریاول، فریدپور اور پیر بہوڑہ رکن تالاب و مدار کی گیٹ ہیں آج بھی ان مقامات پر مدار کے میلے بڑی دھوم سے منائے جاتے ہیں۔ یہاں سے آپؒ کاٹھ گودام نینی تال، رام نگر میں جگہ جسے آج پیرو مدارا کہتے ہیں قیام فرمایا اور اپنے خلیفہ حضرت ولی شاہ عرف تھپلی کو یہاں مقرر فرمایا۔ پھر مخصوص حضرات کو ساتھ لیکر کیلاس پربت پر جلوہ افروز ہوئے۔ پھر آپؒ نے یہاں سے شملہ، منالی جموں میں قیام فرمایا شاہ ولایت کو خلافت دیکر ایک چنار کے باغ اور ایک مسجد کی بنیاد رکھنے کے بعد اری کشمیر میں قیام کو حکم دیا اور آپؒ سری نگر، راول پنڈی اور پشاور کو رونق بخشتے ہوئے درۂ خیبر کی جانب نکل گئے چند حضرات کو ساتھ لیا اور بقیہ کو ہندوستان

کے چپے چپے میں اسلام کی اشاعت کا حکم فرما کر عرب کیلئے رخصت ہوئے۔

آخری سفر حج :۔ دوران سفر افغانستان شیخ فرید الدین شاہ اور فرید الدین صوفی کو خلافت دیکر قیام کا حکم دیا اور آپؒ بڑا میدان ایران میں قیام پذیر ہوئے۔ یہاں شیخ عبدالقادر ایرانی اور شیخ ابو نصر مکی کو خلافت سلسلہ دیکر قیام کا حکم دیا۔ سیستان میں آپ کا قیام ہوا اس وقت مخدوم جہانیاں جہاں گشت، سید جلال الدین بخاری سیستان کے مضافات میں تبلیغ فرما رہے تھے اور شیخ الاسلام کے منصب پر فائض تھے سرکار مدار کی آمدن کر آئے اور نعمت سلسلہ سے مالا مال ہوئے تاریخی اعتبار سے یوں تو سرکار سیدنا مدار العالمینؒ نے پوری دنیا کے سفر کے دوران ایک سو بہتر ظاہری حج فرمائے لیکن ہندوستان سے وقتاً فوقتاً سات مرتبہ حج کا فریضہ انجام دیا۔ ہند میں آپؒ مختلف راستوں سے تشریف لائے کبھی کراچی خلیج کھمبات کبھی بھروچ کبھی سورت کبھی مالابار کبھی کولمبو کبھی مدراس کبھی الغرض ہندوستان سے یہ آپ کا ساتواں اور آخری حج تھا۔ آپؒ نے خلوص دل سے حج کا فریضہ انجام دیا اور مدینۃ الرسول ﷺ میں حاضر ہوئے اور اتنا روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔

آخری آرامگاہ کی نشاندہی :۔ عالم بے خودی میں بیٹھے تھے کہ حضوری کی دولت نصیب ہوئی سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہندوستان میں آپکو مستقل قیام کرنا ہے مرزمین ہند میں قنوج کے جنوب میں ایک جنگل ہے جس میں تالاب ہے تالاب سے یا عزیز کی آواز آتی ہے وہی آپکی آخری آرامگاہ ہے آپکے پہونچنے پر یہ آواز بند ہو جائیگی۔

حلب کی آخری زیارت اور ایک عظیم قربانی :۔ ہندوستان میں مستقل قیام کا حکم پاتے ہی قطب المدارؒ اپنے وطن عزیز حلب کی آخری زیارت کیلئے تشریف لے گئے۔ یہ وہ ایام تھے کہ جنکے لئے آپؒ نے عبداللہؒ کے متعلق پیشن گوئی فرمائی تھی کہ "عبداللہ کو قربانی پیش آئیگی جس طرح

میرے والد کو پیش آئی تھی"۔ اس وقت خواجہ محمد ارغون جو اس وقت چودہ برس کے تھے بیروت کے مدرسہ ابراہیمیہ خانقاہ بدیعیہ مداریہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ خبر ملتے ہی گھر تشریف لے آئے حضرت سید عبداللہ نے اپنے تینوں فرزند محمد ارغون، ابوالحسن طیفور اور ابوتراب فنصور کو سرکار مدار کے حضور پیش کیا سرکار نے انھیں اپنی معنوی فرزندگی میں قبول کیا شرف بیعت سے سرفراز فرمایا بڑی نوازشیں فرمائیں اور تقرب خاص عطا فرما کر ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنا پسند فرمایا

مکۂ معظمہ اور مدینہ منورہ میں حاضری: حضرت مدار العالمین ایک عظیم لشکر کے ساتھ مکہ معظمہ حاضر ہوئے آپ کا قیام عبادت و ریاضت اور مراقبہ پر محیط تھا آپ نے یہاں محمد باسط پارسا اور محمد شاہ ظفر کو خلافت دیکر مکہ میں ہی قیام کا حکم دیا۔ اور حضرت عبداللہ کو بے بہا نعمت سے نواز کر شیخ محمد فرید کے ساتھ شام کیلئے روانہ کیا اور خود عبدالعزیز مکی کو ہمراہ لیکر مدینہ طیبہ کیلئے روانہ ہوئے۔ حاضری کا شرف حاصل کیا اور حکم پاتے ہی عازم سفر ہوئے حضرت عبدالعزیز کہتے ہیں کہ ہندوستان کے اس سفر میں قطب المدار کی زبان پر یہ الفاظ سے گئے مثلاً انا اعلم تغیر الزمان وحدثانہ (میں زمانے کے تبدیل اور حادث ہونے کا علم رکھتا ہوں) انا الذی حامل العرش مع الابرار (میں نیکوں کے ساتھ عرش کو اٹھانے والا ہوں)

قطبیت سے معذوری: حضرت طاہر جو ہر وقت آپ کے ہمراہ رہتے تھے بخارہ میں قیام کے دوران آپ نے فرمایا کہ یہاں کے قطب کا زمانہ وصال قریب ہے اگر آپ کہیں تو انکی جگہ پر آپکو مقرر کر دیا جائے۔ سید طاہر نے عرض کیا حضور اگر اس غلام کو تمام عالم کی قطبیت ملے اور حضور سے مفارقت ہو تو میں ایسی قطبیت سے معذوری چاہتا ہوں۔ ایک دن آپ نے سید طاہر سے کہا کہ آپ سے بوئے طعام کب تک گوارہ کریں حضرت طاہر کی خوراک ایک ترنج کی تھی انھوں نے وہ بھی ترک کر دی۔ بخارہ کے مشہور بزرگوں میں سید عبداللہ بخاری کا بھی نام آتا ہے آپ مدینہ منورہ سے ہجرت کر کے بخارہ میں آباد ہو گئے تھے ۵۹۹ھ میں خداوند قدوس

نے آپکو ایک فرزند سعید عطا فرمایا آپ نے نام داؤد رکھا داؤد کی ظاہری تعلیم شیخ محمد ابراہیم کی نگرانی میں ہوئی۔ بیس برس کی عمر میں پیر سید داؤد بڑے جلیل القدر عالموں میں شمار کیے جانے لگے۔ ایک دن انھوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک محفل بڑی آراستہ وپیراستہ ہے جس میں ایک نورانی بزرگ تخت پر جلوہ افروز ہیں جنکے ضیاء بار چہرے سے محفل جگمگا رہی ہے انھوں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ کیا میں انسے مل سکتا ہوں بزرگ نے کہا ہاں لیکن ابھی نہیں پھر انکی آنکھ کھل گئی۔ انھوں نے جب قطب المدارؒ کا قافلہ دیکھا تو انکی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔ سرکار مدارؒ نے انسے فرمایا کہ داؤد کیا آپکو اپنے خواب کی تعبیر مل گئی ہے جو اتنے مسرور نظر آرہے ہیں۔ پھر سر پر دست اقدس رکھکر فرمایا داؤد میں نے تمھیں قبول کیا۔ پھر کیا تھا وطن کو خیر باد کہا اور اپنے کو قطب المدارؒ کیلئے وقف کردیا۔ یہیں پیر سید محمد حنیفؒ اور جلال الدین داناؒ (شاہ دانا) کو بیعت وخلافت سے نوازا اور ساتھ لیکر ہندوستان کیلئے عازم سفر ہوئے۔

خیبر میں قیام:۔ عراق، ایران، سمرقند، تاشقند، پیکانور، کاشغر، بغداد، بکام، طبرستان، خرقان، جرجان، آب سکون، استرآباد، تازجدان، برطانیہ، اصفہان، فارس، ہمدان، برج و کرج، خرباد قان، میان جی سلطانیہ زنجان، سہرورد، طبریز، بدخشان، ہرات، فراہ، قندھار غزنی وغیرہ میں عرفان کی دولت لٹاتے ہوئے قطب المدارؒ خیبر میں قیام پذیر ہوئے۔ چند حضرات کو ہمراہ لیا اور باقی حضرات کو واپس جانے کا مشورہ دیا لیکن لوگوں نے ضد کی اور ہمراہ ہولئے۔ آپؒ نے خواجہ سید حسینؒ، شیخ ابوداؤد صدیقی اور شیخ عبد الوحید کو بلخ، حضرت خواجہ معروف اور اسمٰعیل شامی بن سید داؤد کو سیستان، حضرت عبد اللطیف اور عبد اللہ واحد کو نجف اشرف، حضرت شیخ صاحب اور شاہ نجم الدینؒ کو تاشقند حضرت کمال الدین کو بغداد، شیخ نور الدین شاہ کو سنجر، شیخ محمد کو کوہستان، حضرت شیخ محمد زندانؒ، قاضی عنایت الدینؒ اور شیخ زاہد بن خالد کو شیراز، شیخ سلیمان یمنی کو بغرجان اور یوسف اور داؤد کو بخارا کیلئے خلافت سلسلہ سے سرفراز فرما کر روانہ کیا۔ اس مرتبہ جب آپؒ بغداد

سے گذر رہے تھے تو آپؒ نے حضرت میر شمس الدین حسن عرب اور میر رکن الدین حسن عرب کو جو عبدالقادر جیلانیؒ کے حقیقی بھائی حضرت عبدالحیؒ کے صاحبزادوں کو اپنے ساتھ لے لیا۔ اور ایک ہجوم کے ساتھ شاہ زندان سمرقند میں ۵۸۹ھ میں پہونچے تعمیرات کا کام کئی سال تک جاری رہا مگر آپؒ افغانستان کیلئے روانہ ہوگئے۔

ہندوستان کا ساتواں سفر

اس مرتبہ جب شاہ زندان بدیع الدین مدارؒ نے بحکم حضور ﷺ ہندوستان کی دھرتی پر قدم رنجہ فرمایا تو ایک تعداد کے مطابق آپ کے ہمراہ تقریباً ایک لاکھ کا ہجوم تھا جیسا کہ کاشف اسرار حق میں تحریر ہے۔ آپؒ کابل میں رکتے ہوئے لاہور میں جلوہ افروز ہوئے۔ جہاں آپؒ نے ایک عظیم الشان طویل خطبہ دیا جسکے کچھ حصہ کا ترجمہ یہاں پیش کیا جارہا ہے۔

خطبہ

....

ایھا الناس لا احتیاج احد کم فعلموا عظمۃ۔ مقاصد ھم۔ الذی السفر فلزم ان الجھد المستقلۃ التامۃ والسعیۃ الکاملۃ۔ لحصولہ۔ کذالک۔ علوا وقارا فانتظر۔ الزمان فرجاءی لنجھ کم۔ فتحمل جھد کم لا امتیاز فقط۔ فھذا تقدم لفوز کم۔ علی التحمل۔ بکم و التوسل الی اللھم تقبل رجاءنا۔ آمین! ....

۔۔۔ آپ حضرات کو میری نصیحت کی ضرورت باقی نہیں ہے آپ اپنے مقصد کی بلندی اور اپنے مشن کی عظمت سے بخوبی واقف ہیں جسکے لئے آپنے رخت سفر باندھا اور مسافرت کی زندگی اختیار کی اس اعتبار سے یہ لازم ہوجاتا ہے کہ آپ اپنی تمام تر کوششیں اس مقصد کے حصول کیلئے وقف کردیں اور ہر اس راہ کی دشواری کو انگیز کریں اس طرح آپکا وقار بہت بلند ہوگا بتا دینا کہ مستقبل آپکے دروازے پر دستک دے رہا ہے اور آپکو شایان شان مقام حاصل ہونے والا ہے اور مجھے یہ امید ہے کہ یہ کامیابی آپکے پیہم عمل اور مسلسل جدوجہد کی راہ میں کوئی

رکاوٹ نہ بنے گی یہ کامیابی عبرت اور عظمت کی اس منزل کا ایک قدم ہے جسکے لئے آپ مصروف عمل ہیں، خوشحالی اور خوش بختی کا وہ دروازہ ہے جس پر آپ دستک دے رہے ہیں اور مقصد تک پہونچنے کا اک وسیلہ ہے جسکے لئے آپ کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان نیک امیدوں کی تکمیل فرمائے جو ہم نے آپ کی ذات سے وابستہ کی ہیں۔ آمین!

اس لاثانی خطبہ کے بعد آپؓ نے اپنے خلفاء و مریدین میں سے بیشتر کو دور دراز ممالک میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے حکم فرمایا۔ جس میں حضرت شیخ شہاب الدینؒ کو چین، شیخ شمس الدینؒ کو اندلس، شیخ ابوالحسن تمیمیؒ کو سنگ دیپ، قاضی فخر الدینؒ علی کو لال دیت، شیخ تخی اور عبدالفضل بخاریؒ کو روس، شیخ جابر ترکیؒ کو انڈونیشیا، شاہ غلام حقیؒ کو سمرقند، ایشیا مہابلیؒ کو کمبوڈیا، شیخ گرو گوتمؒ علی کو جاپان، شیخ درباری شاہؒ کو منگول، شیخ کبیر الدین عربیؒ کو ترکی روس، شیخ محمد علی دربندؒ کو روم، شاہ ولی اللہ کو جزائر توق، شیخ خاکسار خاکیؒ کو نیپال، شاہ عبدالکریمؒ کو جنوبی افریقہ کیلئے روانہ کیا کچھ کو ہندوستان میں پھیل جانے کا حکم دیا اور کچھ کو وطن واپس لوٹنے کا مشورہ اور چند مخصوص حضرات کو ساتھ لیکر شرف نگر اور بھنڈوہ میں ٹھہرتے ہوئے پانی پت میں رونق افروز ہوئے۔

<u>مسئلہ حل ہو گیا:</u>۔ حیات پانی پتی اور انکے برادر عم محمد اصغر میں باہم مباحثہ ہوا شاہ حیات کہتے کہ حیات عبدی ہے اور اصغر کہتے کہ یہ نفوس چند روز مستعاری ہیں غرض دونوں قطب المدارؒ کی خدمت میں حاضر ہو کیا آپؓ انسے بے حجاب ہے ان پر خودی کی شان ظاہر ہوئے سرکار مدارؒ نے کہا مسئلہ حل ہو گیا۔ جب تک ہم اپنے آپ میں ہیں خودی میں مبتلا ہیں اور جب اپنے آپ میں نہ رہیں گے بے خودی ظاہر ہو گی بلکہ وہ ذات ہی باقی رہ جاتی جو حق ہے اور روح کو بھی حیات ابدی حاصل ہے۔ یہاں سے سرکار مدار پاکؒ مظفر نگر اور میرٹھ میں قیام فرماتے ہوئے دہلی میں رونق افروز ہوئے اور عرفان کی دولت خوب لٹائی۔ اسوقت فیروز تغلق ہندوستان پر حکمراں تھا جسنے آپکا زبردست خیر مقدم کیا اور معتقد ہوا اور بیعت سے سرفراز ہوا۔ پھر کیا

تھا ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپؒ سے منسلک بہ سلسلہ ہوئے۔ ان میں الہ داد خاں تو ایسا شیفتہ و فریفتہ ہوا کہ اس نے منصب وزارت سے دست برداری حاصل کی اور آپؒ کی غلامی میں رہنا پسند کیا۔ جب آپؒ دہلی سے روانہ ہوئے تو فیروز تغلق نے تحائف نذر کئے۔

ایک عظیم لشکر: حضرت زندہ شاہ مدارؒ دہلی سے روانہ ہوئے تو آپؒ کے ہمراہ ہزاروں افراد کا ایک عظیم لشکر تھا۔ ہاتھی تھے جن پر ماہی مراتب (وہ اعزازی نشان جو مثل سیارات بادشاہوں کی سواری کے آگے ہاتھیوں پر چلتے تھے) ڈنکا (نقارہ، ایک شخص ہاتھی پر بڑا سا نقارہ لئے آپؒ کی سواری کے گذرنے کا اعلان کرتا) نشان (جھنڈہ، علم، ہاتھیوں پر ہی مخصوص علم یا جھنڈے لئے لوگ چلتے) موجود تھے۔ گھوڑے تھے، پیدل تھے جدھر نکل جاتے یا جہاں ٹھہر جاتے ایک شہر آباد ہو جاتا۔ شکار پور میں دو راتیں گذاریں اور چندوسی ایک ہفتہ ٹھہرنے کے بعد آپؒ نے کئی وفد قریبی گاؤں اور قصبات کیلئے روانہ کئے اور خود بسولی ہوتے ہوئے بدایوں کے قریب ایک گاؤں میں اور پھر شاہ جہاں پور ایک ماہ چار روز قیام کے بعد بلگرام اور اسکے بعد سنڈیلا میں قیام کرتے ہوئے لکھنؤ میں رونق افروز ہوئے۔ راہ میں اہل طبقات کے مطابق یہ الفاظ آپؒ کی زبان پر سنے گئے۔ انا موسی مونس المومنین (میں ایمان والوں کا مونس موسیٰ ہوں)

جائے نماز کی برکت: قطب المدارؒ لکھنؤ تشریف لے گئے اور دریائے گومتی کے کنارے ایک بلند اور وسیع ٹیلے پر جسے شاہ محمد پیر کا ٹیلہ اور ٹیلے والی مسجد کہتے ہیں پر قیام کیا۔

یہ زمانہ شیخ شاہ مینا کی جوانی کا تھا جو تولد ہوتے ہی آپکے منظور نظر تھے اور منزل سلوک میں گامزن تھے۔ جب قطب المدارؒ کو ان کے حال کا انکشاف ہوا تو آپؒ نے مولانا شہاب الدین پرکالہ آتش کے معرفت اپنی جائے نماز بھیجی جسکو سر پر رکھ کر شاہ میناؒ نے حاضرین کیلئے دعا فرمائی۔ تاریخی اعتبار سے جیسے ہی آپؒ نے سر پر جائے نماز رکھی درجہ قطب پر فائز ہو گئے۔

بحث ومباحثہ:۔ لکھنؤ میں مختصر قیام کے بعد آپؒ نے کالپی کے لئے ارادہ کیا دوران سفر اناؤ کے مضافات میں قیام کیا آج اس جگہ پر مدارپور گاؤں آباد ہے۔یہاں سے آپؒ ماور میں قیام پزیر ہوئے۔حضرت قاضی مطہرؒ آپؒ کے عجیب حال سن کر مباحثہ کیلئے اپنے سوشاگردوں کے ساتھ خدمت مدار میں حاضر ہوئے۔سرکارؒ نے چہرے سے نقاب اٹھاوے قاضی صاحب معہ شاگردوں کے بیہوش ہو گئے۔ہوش میں آئے تو اپنے گھمنڈ پر نادم ہوئے اور بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے اور وہ مرتبہ حاصل ہوا جو کم لوگوں کو نصیب ہوا۔(گروہ آشقان آپ سے ہی جاری ہوا)

تماشائیوں کا ہجوم:۔ قطب المدارؒ کالپی میں جلوہ افروز ہوئے اور جمنا کے کنارے قیام فرمایا۔ قاضی سید صدرالدین محمدؒ جونپوری نے خواب دیکھا کہ ایک نورانی بزرگ تشریف لائے اور تمام کتب کو درہم برہم کردیا اور لب سے لب ملا کر تمام جسم میں آگ لگادی۔شیخ کبیرؒ سے خواب کی تعبیر معلوم کی تو انھوں نے کہا قطب المدارؒ کالپی میں تمہارے منتظر ہیں اور یہ سب انھیں کا تصرف ہے۔قاضی صاحب قطب المدارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیحد متاثر ہوئے آپؒ نے کلمہ طیبہ کے ذکر کی ہدایت کی اور ایک دن قطب المدارؒ نے حجرے میں بلا کر متاع علم باطنی سے مالا مال کر دیا اور عشق الٰہی کی آگ تمام بدن میں روشن کر دی پھر کیا تھا آپ کوچوں اور بازاروں میں دیوانہ وار پھرنے لگے۔تماشائیوں کا ہجوم آپؒ کے پیچھے پیچھے رہتا۔(مزار مکنپور شریف میں ہے)

محبت کا اثر:۔ مولانا شیخ فولادؒ کالپویؒ سرکار مدار پاکؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے بیعت سے سرفراز ہوئے یہ بہت بڑے عالم تھے کیفیت جذب میں قدم شریعت سے باہر ہونے لگتا ایک روز عرض کیا کہ باطن میں تو محبت نے پورا اثر کرلیا مگر ظاہر میں سستی آگئی۔سرکارؒ نے فرمایا۔آپ اپنے حال میں رہئے۔(مزار مکنپور میں ہے) مولوی شیخ محمد اور حضرت شیخ الیاس گجراتی ہروقت عشق الٰہی میں محو رہتے تھے آپؒ نے خلافت دیکر مضافات میں بھیج دیا

گلاب کے پھول کے مانند:۔ شیخ سراج الدینؒ اپنے بیشتر مریدین کے ہمراہ زندہ شاہ مدارؒ کی ملاقات کو آئے اور پیالہ شربت کا سرکار کی خدمت میں پیش کیا۔ انکا مطلب تھا کہ یہ دنیا اولیاء اللہ سے لبریز ہے جنکے گفتار و کردار نے اس دنیا کو شیریں بنا دیا ہے۔ مدار پاکؒ نے اس شربت کے پیالہ میں گلاب کا پھول ڈال دیا مطلب یہ تھا کہ میں ان میں ایسا ہوں جیسے یہ پھول تیرتا ہے اور میں اس گلاب کی مانند ہوں جس میں خوشبو بھی ہے اور مٹھاس بھی جس سے شہد جیسی نعمت حاصل ہوتی ہے۔" جب شیخ سراج الدینؒ واپس ہوئے تو تنہا تھے انکے مریدین تو سرکار مدارؒ کے ہو کر رہ گئے۔

بے ادبی کا نتیجہ:۔ قادر شاہ بن محمود شاہ فرد اولاد فیروز شاہ بادشاہ دہلی میں سے تھا اور کالپی میں بطور گورنر کے مقیم تھا اور حضرت سراج الدینؒ کا مرید تھا جب حضرت زندہ شاہ مدارؒ کے خوارق و عادات اور کشف و کرامات کا شہرہ اور روحانی عظمت کے چرچے ہوئے تو قادر شاہ کو بھی ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا اور اسکا اظہار اپنے مرشد سے کیا چونکہ وہ اسے بھی کھونا نہیں چاہتے تھے اس لئے اجازت نہیں دی۔ کچھ دن تو اسنے ضبط کیا مگر جب نہ رہا گیا تو ایک دن بلا اجازت مدار پاکؒ کی قیام گاہ پر پہونچا ساتھ میں کچھ سوار بھی تھے زوال کا وقت ہونے کی وجہ سے اندر جانے کی اجازت نہ ملی قادر شاہ نے اپنی توہین محسوس کی اور زبردستی گھوڑے کو حجرہ کی چہار دیواری تک پہونچا دیا۔ دیوار بلند ہو گئی قادر شاہ ناکامی کے بعد خدام سے کہکر چلا گیا کہ اپنے شیخ مخدوم سے کہدینا کہ وہ فوراً یہاں سے چلا جائے اور میری سلطنت کے حدود میں نظر نہیں آئے۔ (جس مقام پر آپؒ نے قیام فرمایا تھا یہ جگہ مدار پورہ کے نام سے موسوم ہے جمنا کے کنارے بہت بڑا خوبصورت چلہ موجود ہے) سرکار زندہ شاہ مدارؒ دوسرے دن بعد نماز فجر کوچ فرما کر جمنا کے دوسرے کنارے پر قیام پذیر ہوئے۔ جیوں ہی آپؒ نے دریا عبور فرمایا قادر شاہ کے جسم پر آبلے

پڑ گئے۔ اطبا علاج میں ناکام رہے تو قادرشاہ نے اپنے مرشد کو تمام حالات سے آگاہ کیا (جس مقام پر آپؒ نے قیام کیا اسکے پاس اوبئے پور گاؤں بسا ہوا ہے)

قہر الٰہی کا مقابلہ:۔ قادرشاہ نے اگرچہ یہ کام مرشد کی مرضی کے خلاف کیا تھا مگر مرشد کو رحم آگیا اور انھوں نے اپنا پیراہن پہنا دیا جسکی برکت سے قادرشاہ کے جسم کی سوزش تو کم ہوگئی مگر جب قطب المدارؒ کو معلوم ہوا کہ سراج الدین قہر الٰہی کا مقابلہ کر رہے ہیں تو آپؒ کی زبان سے نکلا "سراج الدین لم لم یحرق (سراج الدین کیوں نہیں جلا) یہ فقرہ آپؒ کی زبان مبارک سے نکلتے ہی سراج الدین کا ظاہر و باطن جل کر خاک ہوگیا۔ جیسا کہ سبع طرائق، سبع سنابل، آئینہ کالپی وغیرہ میں تحریر ہے۔

انگلی بہہ گئی:۔ سراج الدین جب اپنی زندگی سے مایوس ہوگئے تو انھوں نے اپنے مریدین اور معتقدین اور عیادت کو آئے لوگوں کے سامنے کہا میرے مرنے کے بعد مجھے غسل مت دینا بعض لوگوں نے اس وصیت کو خلاف شرع مانتے ہوئے انگلی پر پانی ڈال کر دیکھنے کا مشورہ دیا پانی پڑتے ہی انگلی بہہ گئی اور یوں ہی دفن ہوئے۔ اس واقعہ کے بعد آپ سراج الدین سوختہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

حکومت میں فتور:۔ قادرشاہ بھی اچھا نہ ہوسکا اسکی حکومت میں بھی فتور اور تزلزل عظیم پڑ گیا سلطان ابراہیم شرقی نے جونپور سے چلکر کالپی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور دوسری طرف سے شاہ ہوشنگ نے مالوہ سے بغرض تسخیر کالپی فوج کشی کی قادرشاہ مقابلہ نہ کرسکا اور بھاگ گیا۔ کالپی پر شاہ ہوشنگ کا قبضہ ہوگیا۔ ابراہیم شرقی راستے سے ہی واپس ہوگیا۔ اسکے بعد حضرت زندہ شاہ مدارؒ کو باصرار تمام کالپی میں بلا لیا گیا۔ ابھی آپؒ کالپی میں ہی مقیم تھے کہ دور دراز علاقوں سے آپؒ کے پاس خطوط آنے لگے۔

ایک خط اور اسکا جواب :۔ یہ خط میر سیّد صدر جہاںؔ کا اس وقت آیا جب آپؒ کالپی میں رونق افروز تھے۔ دراصل میر سیّد صدر جہاں کے دادا چنگیز خانی میں ترمذ کے باشندے تھے اور وہلی آ گئے تھے پھر جونپور چلے آئے ابراہیمؔ شرقی کی تعلیم انھیں کے متعلق ہوئی۔ جب ابراہیم شرقیؔ برسر حکومت ہوئے تو میر صاحب کو علم منصب وزارت پر سرفراز فرمایا۔ اس سے پہلے جب میر صدر جہاںؔ کو علم باطن کے حصول کا شوق دامنگیر ہوا تو یہ میر اشرف جہانگیرؔ سمنانی کچھوچھویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی حضرت میر اشرف جہانگیرؔ سمنانیؒ نے فرمایا آپکا حصہ ہمارے یہاں نہیں ہے عنقریب حضرت زندہ شاہ مدارؒ ہند میں تشریف لائیں گے ان سے بیعت ہو جانا۔ الغرض جب سرکار مدارؒ کالپیؔ میں رونق افروز ہوئے اور آپؒ کی شہرت پھیلی تو میر سیّد صدر جہاںؔ نے ایک عریضہ آپؒ کی خدمت میں بہ تمنائے حصول قدم بوسی ارسال فرمایا۔ انکے اس خط کا کچھ حصہ ۔۔۔

منت سپاہی کے جذبات اور عقیدت واحترام کے ساتھ شرف قدم بوسی

میں اپنے جذبات واحساسات کی نہ صحیح ترجمانی کر سکتا ہوں اور نہ ہی انکی کیفیت کا واقعی اظہار آپ کیلئے میرے دل میں عقیدت واحترام اور محبت کے جو جذبات پوشیدہ ہیں ان کے اظہار کیلئے میرے پاس مناسب الفاظ نہیں ہیں اور نہ ہی میرے پاس وہ پیرایہ بیان ہے جس کے ذریعہ میں اپنی ملاقات کی تفصیل لکھ سکوں جب میرے محترم المقام عالی جناب میر اشرف جہانگیر سمنانی دام برکاتہم سے آپکی تشریف آوری اور آپ سے فیضیاب ہونا معلوم ہوا تو آپکی آمد کا بیقراری سے منتظر تھا میری خواہش یہی تھی کہ آپکے رخ زیبا کی زیارت سب سے پہلے خاکسار کو نصیب ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خیر اندیش
میر صدر جہاں

(ماخوذ اسرار حق کراچی)

جواب :۔ قطب المدارؒ کے جواب کی چند سطور

عزیزم دلی دعائیں

خدا کا فضل و کرم شامل حال رہا اور میں نے اس ملک کی سرزمین پر پھر قدم رکھا جسکی بار بار مجھکو ہدایت کی گئی اس مرتبہ اس خوبصورت سفر کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ہمارے نانا ﷺ کا حکم ہوا ہے کہ مجھے ہندوستان میں مستقل قیام کرنا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آپ یہ خبر سن کر بیحد خوش ہونگے کہ مجھ سے فیضیاب ہونے والوں کی فہرست میں آپکا بھی نام ہے۔

بدیع الدین احمد

(ماخوذ اسرار حق کراچی)

جب یہ مژدہ میر صدر جہاں کو پہونچا تو اسقدر خوش ہوئے کہ اسی وقت ایک لاکھ کا سرمایہ خیرات کر دیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد سرکارؒ جونپور کیلئے روانہ ہوئے اور ٹھہرایاں ٹھہرتے ہوئے باراہیں قیام پذیر ہوئے۔ راہ میں اکثر آپکی زبان مبارک پر یہ الفاظ صادر آتے۔

۔ کہتے ہیں کہ قدم رسول ﷺ بھی آپؒ نے یہاں نصب فرمایا۔ باراسے موسیٰ نگر پھر گھاٹم پور میں آپؒ نے قیام کیا۔ یہاں کا راجہ لا ولد تھا آپؒ کی دعا سے اولاد والا ہو گیا اور اہل و عیال کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ ایک سال آٹھ ماہ کے بعد آپؒ نے جونپور کا سفر شروع کیا اور فتح پور میں اس جگہ قیام فرمایا جہاں پر آج مکنپور گاؤں آباد ہے (یہ گاؤں آپؒ کے وصال کے بعد آباد ہوا ہوگا آپؒ نے جس ٹیلے پر قیام فرمایا تھا اس پر بسنے والوں نے مکنپور شریف کی مناسبت سے مکنپور ہی پسند کیا اسکے علاوہ بھی ہندوستان میں بہت سے مقامات مکنپور شریف کی مناسبت سے منسوب کہلاتے ہیں) فتح پور سے آپؒ الہ آباد تشریف لے گئے۔ پریاگ میں جس مقام پر آپؒ نے قیام فرمایا۔ اس مقام پر بھی مکنپور گاؤں بسا ہوا ہے۔ آپؒ یہاں سے وارانسی میں بغیر قیام کیئے ہوئے جونپور کیلئے روانہ ہو گئے۔

استغاثۂ قتل:۔ زندہ شاہ مدارؒ جونپور پہونچے تو شہر سے باہر قیام فرمایا۔ آپؒ کے نوآموز مریدین میں سے ایک دوکان سے اپنی مطلوبہ شئے خریدنے کیلئے گئے اتنے میں وزیر سلطنت کا ملازم بھی آن پہونچا اور دوکاندار پر ظالمانہ جبر کرنے لگا انکو دوکاندار کی بے بسی پر ترس اور اسکے ظالمانہ انداز پر جلال آگیا۔ جلال آنا تھا کہ اسپر قہر خداوندی کا نزول شروع ہوگیا اور اسکے جسم میں آگ سی لگ گئی جسکی شدت سے وہ ہلاک ہوگیا۔ اسکی خبر وزیر سلطنت کو پہونچی تو اس نے دوکاندار اور ان بزرگ کو گرفتار کر معہ اس نعش کے ابراہیم شرقی کے دربار میں پیش کیا اور استغاثۂ قتل دائر کردیا۔ سلطان نے ان بزرگ سے دریافت کیا کہ آپ نے اس ملازم کو کیوں قتل کیا؟ ان بزرگ نے فرمایا" جو مرتا ہے اپنی موت مرتا ہے میں نے کس کتے کو مارا جب نعش پر سے کپڑا ہٹایا گیا تو واقعی اس میں کتے کی نعش پائی گئی۔ ان بزرگ سے معافی مانگتے ہوئے انکا حال سلطان نے دریافت کیا۔ ان بزرگ نے جب حضرت زندہ شاہ مدارؒ سے وابستگی اور انکے جونپور میں ہی قیام کا ذکر کیا تو میر سید صدر جہاںؒ، اشرف خاںؒ برادر ابراہیم شرقی، سلطان ابراہیم شرقیؒ اور دیگر عمائدین نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ سرکار مدارؒ کو شہر میں بلا لائے اور ابراہیم شرقی کے خاص باغ میں مہمان کیا

ایک لاکھ کا مجمع:۔ ایک دن مدار العالمینؒ نے میر سید صدر جہاںؒ کو حجرہ میں طلب فرمایا اور چہرے سے نقاب ہٹادیے۔ صدر جہاں غلبہ محبت میں سرشار ہوکر بے خود ہوگئے پیروں پر سر رکھ دیا سرکارؒ نے پیشانی کو بوسہ دیکر فرمایا" حضرت موسیٰؑ کا پرتو اس وقت آپ کے چہرے سے ظاہر ہورہا ہے۔ آپ میں انوار خداوندی کے حاصل ہونے کی قوت پیدا ہوگئی ہے اب آپ باہر جاکر نشست درست کردیجئے۔ صدر جہاں فرحت و شاداں باہر تشریف لائے کسی سے گفتگو نہ کی اور نشست درست کرنے میں مصروف ہوگئے۔ تقریباً ایک لاکھ کا مجمع اکٹھا ہوگیا تھا حضرت قطب المدارؒ مشاغل سے فارغ ہونے کے بعد باہر تشریف لائے اور کرسی پر بیٹھتے ہی نقاب

چہرے سے ہٹادیئے مخلوق بیتاب ہوکر سجدے میں جا پڑی۔ آپؒ نے ایک حکایت بیان فرمائی جس سے ہر شخص نے اپنے مطلب کا جواب پالیا۔ سب کے سب معتقد اور فریفتہ ہو گئے اور دریائے کرامت سے فیضیاب ہوئے انہیں میر صدر جہاںؔ نے سب سے پہلے بیعت کی اور گھر پہونچکر جو کچھ انکے پاس تھا سب خیرات کر دیا۔ اور چاہا کہ ملازمت چھوڑ کر ہر وقت خدمت میں رہیں اور ترک وتجرید کی زندگی گذاریں سرکار مدارؒ نے منع فرماتے ہوئے کہا،

درکار بندہ ہائے خدا باش ★ تا خدا تعالیٰ درکار تو باشد

توحید کا سمندر:۔ جونپورؔ میں زندہ شاہ مدارؒ کی جائے قیام مرجع خاص وعام ہوگئی ہر وقت ایک میلا سا لگا رہتا۔ انہیں ایام میں میر حسینؔ معز بلخی صوبہ بہار سے حاضر خدمت ہوئے جب یہ آئے تو حجرہ بند تھا۔ چند ساعت کے بعد حجرے سے آواز آئی حسینؔ اندر آیئے۔ حاجتمندوں میں اس نام کے جو اور لوگ تھے وہ سب حجرے کی طرف دوڑے۔ پھر آواز آئی حسین معز آویں۔ حسین معز اندر داخل ہوئے۔ ارشاد ہوا قریب آیئے۔ میر حسین نے کہا قربت کی مجھ میں قوت برداشت نہیں۔ ارشاد ہوا آپ تو توحید کے سمندر ہیں اور قریب آیئے میر صاحب قریب ہوتے ہی بے ہوش ہوگئے اور علم باطن سے مالا مال ہوگئے۔ اور جو لوگ آپ کے پکارنے پر دوڑے تھے انکی بھی مرادیں برآئیں۔

مخالفت پھر بیعت:۔ ملک العلماء قاضی شہاب الدینؔ دولت آبادی فضلائے جونپور میں شمار کیے جاتے تھے انکا اصلی وطن غزنی تھا۔ مگر ملک دکن کے دولت آباد میں پرورش پائی سلطان ابراہیم شرقی نے جونپور بلالیا۔ سلطان انکی بہت ہی تعظیم کرتا تھا اور انکے لیے چاندی کی جڑاؤ کرسی آراستہ کرتا جس پر بیٹھکر وہ وعظ کرتے ان سے سلطان کی محبت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ جب یہ بیمار ہوئے تو کٹورے میں پانی لیکر انکے اوپر سے اتار کر پی لیا۔ انھوں نے جب

قطب المدارؒ کی مقبولیت عامہ دیکھی تو رشک وحسد نے انکے دل پر اپنا اثر کرلیا۔ ویسے بھی غرور علم انکو دربار قطب المدارؒ میں شرف باریابی سے روک رہا تھا دوسرے یہ کہ خوارق وعادات کشف وکرامات کو محض ہوائی قرار دیتے تھے تیسرے یہ خوف کہ ابراہیم شرقی قطب المدارؒ کی عقیدت میں کہیں انکو بھول نہ جائے۔ ایک دن انھوں نے سلطان سے کہا کہ اپنے رتبہ کے خلاف نوادر اشخاص سے اتنا اظہار عقیدت فرمائیں گے تو اندیشہ ہے کہ سلطنت کے وقار کو نقصان پہونچ جائے۔ بادشاہ خاموش رہا۔ انھوں نے دوبارہ ایسا کہنے کی جسارت تو نہ کی لیکن مدارؒ پاک کا بالا بالا امتحان لینے پر تل گئے

شرعی اعتراض: ۔ اول قاضی شہاب الدینؒ نے چند افراد پر مشتمل ایک وفد سرکار مدارؒ کی خدمت میں چند سوالات سمجھا کر اس مقصد سے بھیجا کہ حضرت زندہ شاہ مدارؒ پر شرعی اعتراض کر کے حکومت کی نگاہ میں معتوب کردیا جائے۔ تاکہ یہ شہر کو چھوڑ دیں۔ یہ لوگ قطب المدارؒ سے ملنے کی جسارت تو نہ کر سکے مگر اپنے سوالات حضرت طاہر کو سنائے کہا کہ آپ نے نکاح نہیں کیا یہ تو ترک سنت ہے؟ کھانے پینے سے پرہیز کرتے ہیں یہ بھی ترک سنت ہے؟ لباس میلا نہیں ہوتا یہ بھی کسی جادو کے سبب ہوسکتا ہے جو حرام ہے؟ نقاب کسی مرد کو زیب نہیں دیتے؟ جنگلوں اور پہاڑوں پر ہی قیام کرنا رہبانیت معلوم ہوتا ہے؟

حضرت طاہر نے جواب دیتے ہوئے کہا معجزہ پر دعوہ کرنا کفر کو دعوت دینا ہے میرے عزیز یہ جو کچھ دیکھ رہے ہو یہ معجزہ رسولؐ ہے جو ظہور میں آرہا ہے حدیث شریف ہے کہ خیر الناس فی خیر الزمان خفیف الحاذ الذی لا اہل لہ ولا ولد لہ سیر واسبق لہ فردون (آخر زمانے میں وہ لوگ سب سے بہتر ہیں جو خفیف الحاذ ہیں بیوی ہیں نہ بچے اور یہ بیوی بچے والوں پر سبقت لے گئے) دوئم یہ کہ جس طرح اصحاب کہف کو اللہ تعالیٰ نے ۳۰۰ برس تک غار میں سلائے رکھا اور تمام خواہشات نفسانی سے بے بہرا رکھا اور تین سو برس کو ایک رات یا اسکا کچھ

صمد قرار دیا ٹھیک اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو تمام خواہشات نفسانی سے بے نیاز کر کے مقام صمدیت پر فائز فرمایا آپؒ کے نزدیک دنیا ایک دن ہے جس میں آپؒ روزہ دار ہیں اب کھانے اور شادی کا کیا معاملہ؟ روزہ نفس کو مغلوب کرتا ہے اور خواہشات کو نیست و نابود کر دیتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَرَّ بِجَمَاعَۃٍ مِّنَ الشُّبَّانِ وَهُمْ يَرْفَعُوْنَ الْحِجَارَةَ فَقَالَ يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَصُمْ فَاِنَّ الصَّوْمَ لَهٗ وِجَاءٌ رسول اللہ ﷺ نوجوانوں کی ایک جماعت کے پاس سے گذرے وہ لوگ پتھر اٹھا رہے تھے حضور ﷺ نے فرمایا نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کر سکتا ہے وہ نکاح کرے اور جو نکاح نہ کر سکے وہ روزہ رکھے کیوں کہ روزے شہوت کیلئے وجاء کا حکم رکھتے ہیں۔ پھر قرآن کریم کا حوالہ دیتے ہوئے ارشاد ہوا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ بیشک تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہاری دشمن ہے پس ان سے بچتے رہو۔ جاننا چاہئے کہ آپؒ انسانوں کے علاوہ دوسری مخلوق "جن" جنھیں پہاڑوں اور جنگلوں میں کھدیڑ دیا گیا تھا کیلئے بھی حکم رسول لائے ہیں پھر آپؒ نے فرمایا اَلْعِبَادَةُ فِي الْغَارِ وَالصَّحْرَآءِ وَفِي الْخَلْوَتِ وَعَلَى الْجِبَالِ هٰؤُلَاءِ كُلُّهُمْ مِنَ السُّنَنِ الْمَاثُوْرَةِ غار، جنگل، تنہائی اور پہاڑوں پر عبادت کرنا یہ سب کچھ سنن ماثورہ سے ہے۔ جہاں تک نقاب کا تعلق ہے تو یہ نسبت موسوی ہے جس طرح تجلی طور کے بعد موسیٰؑ نقاب ڈالے رہتے تھے ٹھیک اسی طرح عالم مثال میں حضورﷺ کے چہرے پر ہاتھ مس فرمانے کے بعد قطب المدارؒ کو نقاب عطاء کیے گئے۔ اسی تجلی کی بنا پر آدمؑ مسجود ملائک اور قطب المدارؒ مسجود خلائق ہیں۔

(حضرت عبد القادر جیلانی نے اپنے مکتوب "خطاب کبرۃ وحدۃ" اور حضرت معین الدین چشتی نے اپنے مکتوب "خطاب الحدیقۃ المعارف" میں لکھا ہے کہ باللہ قم باللہ ہم نے دیکھا کہ حضرت بدیع الدین کے نقاب اٹھا ایک یا دو اٹھ جاتے تو مخلوق خدا سجدے میں گرنے لگتی تھی کیونکہ جس طرح حضرت آدمؑ مسجود ملائک تھے اسی طرح حضرت بدیع الدین مسجود خلائق تھے اور یہ شرف انکو سید عالم ﷺ کے چہرے پہ دست اقدس مس فرمانے سے ہوا تھا۔ تاریخ آئینہ تصوف صفحہ ۱۵۴ مصنف)

جہاں تک لباس کے میلا ہونے کا سوال ہے اور جوان بنے رہنے کی بات ہے تو یہ بھی آدمؑ، یوسفؑ، اور خضرؑ وغیرہ کی نسبتیں عطاء ربی اور معجزہ رسول ﷺ ہے ویسے بھی پرندوں کے پر اگر سفید ہیں تو ان پر میل نہیں چڑھتا۔ پھر یہ لوگ زیارت کا شرف حاصل کرنے سرکارؒ کے پاس گئے مگر ایک شخص نے کہا کہ حضور رات ہونے کو آئی ہے اس میں تو روزہ حرام ہوتا ہے، سرکار مدارؒ نے اس شخص کا ہاتھ بغل گیر کیا ہی تھا کہ سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمکتا ہوا نظر آیا۔ آپؒ نے فرمایا ''انا الذی روز السماوات والارضین السبع فی طرفۃ العین (میں جنبش نگاہ میں ساتوں زمین اور ساتوں آسمانوں کو دیکھتا ہوں) پھر کسی نے پوچھا کہ العلم حجاب الاکبر سے کیا مراد ہے؟ سرکارؒ نے فرمایا تجلی علم کے ساتھ خاکساری اور عاجزی ہو تو اللہ تعالیٰ کے عرفان کا دروازہ کھل جاتا ہے اور وہی علم سے انسان متبع ہوتا ہے پھر پوچھا گیا علماء جو امراء اور بادشاہوں کی صحبت میں رہتے ہیں انکی حقیقت کیا ہے؟ آپؒ نے فرمایا اگر وہ جاہ و حشمت حاصل کرنے کیلئے رہتے ہیں تو انکی مثال ایسی ہے جیسے خنزیر کی ہڈی مجذوب کے ہاتھ میں۔ یہ بھی آپؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے مگر شمس العلماء امتحان میں لگے رہے (صاحب کاشف اسرار حق صفحہ ۴۸ پر تحریر فرماتے ہیں کہ خواجہ سید حفظ الرحمٰن زرا کے شاہ میاں جعفری گلستان سید الفقراء میں حضرت قطب عالم شاہ مدار کی کتاب درس انسانیت کے حوالے سے فرماتے ہیں'' کہ ہر نائب اپنے آقا کے قدم پر ہوتا ہے اسکی چھوڑی ہوئی راہوں پر گامزن ہوتا ہے اور اپنی عملی زندگی سے اپنے آقا کا کردار پیش کرتا ہے اور اگر وہ آقا کے قدم پر نہ ہو اور آقا کی چھوڑی ہوئی راہوں پر گامزن نہ ہو اور آقا کا کردار پیش کرنے سے قاصر رہے تو وہ آقا کا نائب کہلانے کا مستحق نہیں۔ حکیم سید یاد علی یاد بریلوی شیخ الاسلام خواجہ ظہیر الدین گجراتی کے رسالہ الیاس جلد دوم صفحہ ۲۵ سے حضرت قطب عالم شاہ مدار کی کتب سے ماخوذ نقل کرتے ہیں کہ حضرت شاہ مدار فرماتے ہیں کہ آنے والی نسلیں نائبین کے کردار سے آقا کے کردار کا اندازہ لگاتی ہیں۔)

مصنوعی جنازہ:۔ نوبت بانجار سید قاضی صاحب نے ایک مصنوعی جنازہ آپؒ کی خدمت میں بھیجا مطلب یہ تھا کہ اگر آپؒ روشن ضمیر ہیں تو زندہ شخص کی نماز نہیں پڑھائیں گے ورنہ آپؒ کی مصنوعی بزرگی کا پول کھل جائے گا۔ جنازہ آپؒ کی قیامگاہ پر لا کر لوگوں نے نماز پڑھانے کا اصرار کیا آپؒ نے نماز جنازہ پڑھادی۔ مسخروں نے جب کفن ہٹایا تو دیکھا وہ شخص مر چکا تھا۔ قاضی صاحب کو پھر بھی ہوش نہیں آیا اور دو سوال لکھ کر بھیج دیے۔ اول یہ کہ حضرت طاہر کو ہی آپکے دربار میں ہر وقت باریابی کیوں رہتی ہے؟ دوم یہ کہ العلماء ورثتہ الانبیاء سے مراد کیا وہ علم ہے جو ہم لوگوں نے حاصل کیا ہے؟ کتب قدیم میں مرقوم ہے کہ قطب المدارؒ نے مختصر لیکن جامع جواب تحریر فرمایا جسکا یہاں پر خلاصہ پیش کیا جارہا ہے

قطب المدارؒ کے مکتوب کا خلاصہ۔۔۔! حدیث قدسی ہے "اولیاء تحت قبائ لا یعرفهم غیری" (اولیاء میرے دامن کے نیچے ہیں انھیں میرے سوا کوئی نہیں جانتا) جن لوگوں کے قلب تجلیات الٰہی وانوار قدرت کے متحمل ہوتے ہیں انکی طرف اولیاء اللہ اور بزرگان دین کی توجہ خاص ہوتی ہے۔ ہر شخص کو اسرار الٰہی کا جاننا مشکل ہے مردان خدا گوشہ نشین خانقاہ دم کے ہوا کرتے ہیں انکا ہر ارادہ اللہ کے ارادے سے مغلوب ہوتا ہے۔ انکا ہر امر مامور من اللہ ہوتا ہے سید طاہر کے ساتھ جو خصوصیت ہے وہ امر ربی ہے۔ یاد رکھئے وراثت حاصل نہیں کی جاتی بلکہ از خود مورث کی جانب سے متوارث کی جاتی ہے جو علم کسی ذریعہ کسب کیا جاتا ہے وراثت نہیں ہوتا علم ورثتہ الانبیاء قال النبیﷺ انا مدینۃ العلم وعلیٌ بابہا کے تحت عنایت ہوتا ہے دوم یہ کہ علم سے مراد علم معرفت ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام جس طرح اسرار لامتناہی سے واقف ہوتے ہیں انکے وارث وجانشین پر انکا پرتو ہونا لازم ہے ورنہ جانشینی ہرگز صادق نہیں آسکتی جو لوگ عارف باللہ ہوتے ہیں ان پر اسرار خداوندی کا ظہور یا انکشاف ہو جاتا ہے اور یہی انبیاء علیہم السلام کے جائز وارث ہونگے۔ وکل میسر لما خلق لہ ہر شخص جس کام کیلئے پیدا

کیا گیا ہے وہ اسکے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ علم باطن میں بحث کا میدان وسیع ہوتا ہے العلم حجاب الاکبر کے یہی معنی ہیں۔ جو علم بحث ومباحثہ سے حاصل ہوتا ہے وہ خدا اور بندے کے درمیان حجاب ہو جاتا ہے۔ علم ظاہری اور حجاب الاکبر قرب خداوندی کا مانع ہے، علم باطن پر تمام عالم کے اسرار کھل جاتے ہیں قلب میں یقین کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے تمام امر نواحی کی حقیقت کھل جاتی ہے اس علم والوں کے سامنے سے تمام حجابات اٹھ جاتے ہیں اور علمت علم الا ولین والآخرین کے پرتو سے یہ حضرات منور ہو جاتے ہیں۔ اور میں وارث رسول ہوں جب مذکورہ صحیفہ گرامی قاضی شہاب الدین دولت آبادی کو پہونچا پڑھ کر حیران تو ہوئے مگر غرور سرکاری یکبارگی اپنے ذہن سے دور نہ کر سکے اور گھر پر شرف زیارت کی خواہش ظاہر کرنے کیلئے یہ شعر لکھ کر بھیجا۔ اے نظرت آفتاب بیچ زماں وارت

کیں در و دیوار ما از تو منور شود

مگر آپ پر قاضی صاحب کی نیت کا انکشاف ہو گیا اور یہ شعر جواباً تحریر فرمایا۔

پرتو خورشید عشق بر ہمہ تابد ولیک

سنگ بیک نوع نیست تا ہمہ گوہر شود

قاضی صاحب گھبرا گئے اور اسی اضطراب میں حضرت میر اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات سے مطلع کیا حضرت میر اشرف جہانگیرؒ نے بدیع الدین قطب المدارؒ کے کمالات صوری و معنوی جلالت وقدرت عوئے مرتبے قاضی شہاب الدین کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا "تمہارے واسطے اس میں فلاح ہے کہ بلا توقف بصد ہزار عقیدت و نیاز مندی اور اخلاص کے ساتھ حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر تقصیرات کی معافی کے خواستگار ہو۔ انھیں معلوم ہے کہ تم میرے پاس آئے ہو اب وہ کمال مہربانی فرمائیں گے قاضی صاحب نے ایسا ہی کیا اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہو کر خلافت سے سرفراز ہوئے۔

ایک دریا ہے ناپید کنار:- حضرت شاہ فضل اللہ بدخشانی ؒ خدا طلبی کا شوق لئے مخدوم پاک میر اشرف سمنانی ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے کہا شاہ صاحب آپکا حصہ میرے یہاں نہیں ہے۔ اور قطب المدارؒ کی طرف رجوع کیا۔ یہ جونپور پہونچے سرکار مدارؒ نے فرمایا" اے عزیز آپ نے اس کوچہ میں قدم رکھا ہے جو ایک دریا ہے ناپید کنار ہے جس میں بلا ہی بلا ہے۔ اس ارشاد کے بعد بیعت فرمایا پھر اس مرتبہ پر پہونچے کہ خلیفہ ہوئے۔ ایک مرتبہ قطب المدارؒ اعتکاف کی حالت میں با جماعت نماز پڑھا رہے تھے کہ مولانا حسین بے ہوش ہو گئے بعد از نماز آپ ؓ نے مولانا کو بیعت کیا اور خلافت عطا فرمائی۔

حضرت سید اجمل جونپوری نسبت باطنی سے ترک و تجرید کی مانند مستفید ہوئے علم انصاب میں آپکو کمال حاصل تھا مخدوم اشرف سمنانیؒ کو اس کے متعلق جب کوئی مسئلہ پیش آتا تو انھیں سے دریافت کیا کرتے تھے حضرت قطب المدارؒ کے خلفاء میں حضرت اجمل ہی تھے جو کتب تصوف کی کتاب پڑھا کرتے تھے اور وجد میں مار مار کر رویا کرتے تھے۔ آپ نے اسلام پھیلانے میں نمایاں حصہ لیا بکثرت مساجد تعمیر کرائیں بنارس کی جامع مسجد آپ کی ہی بنوائی ہوئی ہے سلسلہ اجملیان مداریہ آپ ہی سے جاری ہوا۔

میں خدا تک پہونچ گیا:- حضرت مولانا حسام الدین سلامتی جونپوری اصفہانی علماء متجہدے تھے آپ آفتاب مداریت کی کرنوں سے بہرا ور ہوئے شرف بیعت وخلافت حاصل کیا حضرت سید بدیع الدین قطب المدارؒ حجرہ میں تنہا ہوتے اور اپنے نقاب ہٹا دیتے کسی کو نقصان نہ پہونچے اس لئے حجرے میں کسی کو داخلی کی اجازت نہ ہوتی ایک مرتبہ شوق دیدار مدارؒ کا غلبہ ہوا اور بغیر اذن حجرہ مبارک میں داخل ہو گئے۔ جیسے ہی آپ حجرے میں داخل ہوئے اور آپ ؓ نے حضرت قطب المدار روئے جمال کو دیکھا پورے بدن میں سوزش کا غلبہ ہوا اور آپ تڑپنے لگے سرکارؒ نے فرمایا سلامتی سلامتی اور چہرے کو نقابوں سے ڈھک لیا ان کے

بدن میں آگ لگنا بند ہو گئی قطب المدارؒ نے کہا "ہیچ بے ادب بخداند رسید مولانا نے عرض کیا"
"من ادب کردے از جمال خدا محروم بود۔ اسی روز سے مولانا حسام الدینؒ سلامتی کے لقب
سے پکارے جانے لگے۔

بدیع الدین مدارؒ نے چار سال چھ ماہ ستر دن جونپور میں قیام کیا۔ یہاں آپؒ کا معمول تھا کہ
مخلوق کی فائدہ رسائی کیلئے جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے ہر قسم کی گفتگو میں
حصہ لیا کرتے تھے۔ چہرے سے نقاب ہٹا دیا کرتے تھے۔ تمام دنیا آپؒ کی معتقد تھی ہر وقت
آپؒ کی بارگاہ میں حاجتمندوں کا مجمع رہتا تھا جونپور میں یہ شہرت ہوگئی تھی کہ باقی کی زندگی آپؒ
جونپور میں ہی گذاریں گے۔ ایک روز آپؒ کو ہدایت غیبی ہوئی اور اس مقام کیلئے اشارہ کیا گیا
جسکی بشارت اور ہدایت رسول ﷺ نے فرمائی تھی۔ آپؒ نے اسی وقت جونپور سے روانگی کا
اعلان کر دیا۔ ہر چند ابراہیم شرقی، سید صدر جہاںؒ، قاضی شہاب الدینؒ دولت آبادی اور اکابرین
شہر نے بصد زاری التجا کی مگر آپؒ حکم رسول ﷺ سے مجبور تھے اور یہ مامور من اللہ تھے۔ الغرض
آپؒ نے دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے کوچ فرمایا اور سلطانپوری مختصر قیام کے بعد کنتور میں رونق
افروز ہوئے۔ یہاں مولانا قاضی محمود کا شغری مدرسہ میں دینیات کے معلم اور مسجد کے پیش امام
تھے آپؒ نماز قاضی صاحب کی قیادت میں ادا کر رہے تھے کہ پہلی رکعت کے بعد آپؒ جماعت سے
علیحدہ ہو گئے معترزین نے اس بابت دریافت کیا تو آپؒ نے فرمایا میری نماز اللہ کے سامنے
ہوتی ہے جب تک امام صاحب رجوع الی اللہ رہے میں انکی اقتدا میں تھا جب وہ گھوڑی بچھڑی
تلاش کرنے لگے میں نے اپنے کو علیحدہ کر لیا۔ قاضی صاحب یہ قلبی راز سن کر متاثر ہوئے۔
فقہ کے اعتبار سے پوچھنے پر آپؒ نے فرمایا "فقہی حیثیت سے دنیاوی خیال قلب میں آنے
کے باوجود نماز ہو جاتی ہے لیکن عارف حق کے دل میں دوران نماز تنکے کا بھی خیال آجائے تو
شرک کا اطلاق ہوتا ہے۔ قاضی صاحب نے قرآن سے تشفی چاہی اور جیوں ہی قرآن کھولا ورق

سب سفید نظر آئے۔ جلدی سے اسم گرامی دریافت کیا نام سنتے ہی معاً قاضی صاحب کو شیخ ابوالفتح شطاری کا قول یاد آیا کہ آپ بڑے نصیب والے ہیں آپکو حضرت بدیع الدین احمد قطب المدارؒ سے فیض حاصل ہوگا۔ پھر کیا تھا فوراً قدم بوس ہوئے بیعت وخلافت حاصل کی پھر شجرہ طلب کیا سرکارؒ نے فرمایا اکتب اسمک ثم اسمی ثم رسول اللہ ﷺ یہ نسبت اویسیہ کہلاتی ہے سلسلہ طالبان قاضی صاحب سے ہی جاری ہوا اسکے بعد قاضی صاحب نے اولاد کیلئے دعا کی درخواست کی سرکار مدارؒ نے اپنی پشت مبارک سے قاضی صاحب کی پشت سے مس فرماکر دعا کی اور اولاد کا نام بیٹے مدار رکھنے کا مشورہ دیا اور آپ لکھنؤ کیلئے روانہ ہوگئے۔

شاہ مینا کا اسرار اور وحشت ناک جنگل:۔ حضرت زندہ شاہ مدارؒ لشتور سے لکھنؤ تشریف لائے شاہ میناؒ اور انکے متعلقین نے قیام کیلئے بے حد اسرار کیا تمام رات لوگوں کا تانتا لگا رہا بعد نماز فجر آپؒ وہاں سے چنہر موہان میں جلوہ افروز ہوئے۔ جاکس سے موہان آکر لوگ داخل سلسلہ ہوئے اور جاکس چلنے کیلئے اسرار کیا ایسا لگتا تھا کہ آپؒ بہت جلدی میں ہیں با اسیون، صفی پور، بانگرمو (یہاں بطور نشانی آج بھی چلہ گاہیں موجود ہیں) ٹھہرتے ہوئے قنوج میں جلوہ گر ہوئے۔

کمال محبت اور گنگا سے ہاتھ نمودار ہوا:۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن بن سید اکمل مازندانی مکرم و حضرت مخدوم شیخ اخی جمشید قدوائی خلیفہ حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت سید جلال الدین بخاری کو جب اپنے دادا پیر کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو کمال محبت واخلاص خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔

قنوج میں وجینت ایسے تھے جو کہ معمول گنگا میں روزانہ اسنان کرتا تھا۔ ایک روز سرکار مدار پاکؒ نے انسے اور انکے چیلوں سے دریافت کیا کہ وہ اس طرف کہاں جاتے ہیں انھوں نے

بتایا کہ وہ گنگا میا کے درشن کو جاتے ہیں سرکارؒ نے انکو ایک انگوٹھی دیتے ہوئے کہا کہ یہ انگوٹھی گنگا کو دے دینا۔ جب یہ اشنان سے فارغ ہوئے تو ازراہ تمسخر گنگا کو انگوٹھی دکھاتے ہوئے کہا لو میا بابا نے یہ انگوٹھی بھیجی ہے۔ کہنا تھا کہ گنگا سے ایک خوبصورت ہاتھ نمودار ہوا۔ یہ لوگ اتنی قیمتی انگوٹھی گنوانا نہیں چاہتے تھے۔ مگر ایک شخص نے کہا جسکا کہنا گنگا میا اتنا مانتی ہے تو وہ کیا یہ نہیں جانتا کہ تم نے انگوٹھی کا کیا کیا؟ اس بات پر انھوں نے انگوٹھی ہاتھ میں پہنادی اور قطب المدارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہوا نے اچانک نقاب پلٹ دیئے حاضرین محفل تاب نہ لاسکے اور ہوش کھو بیٹھے ہوش میں آئے تو اسلام میں داخل ہوگئے۔ ایک دن اس ہاتھ کے بابت دریافت کیا تو سرکارؒ نے فرمایا کہ وہ ہاتھ حضرت خضرؑ کا تھا۔

<u>**تالاب کی لہروں سے آواز آئی:**</u>۔قنوج سے آپؒ جنوب کی طرف روانہ ہوئے۔ جسقدر بڑھتے جنگل اور گھنا ہوتا جاتا یہاں تک کہ آپؒ اس تالاب تک پہونچ گئے جسکی نشاندہی حضور ﷺ نے فرمائی تھی۔ جب آپؒ تالاب کے قریب ہوئے تالاب کی لہروں سے تین مرتبہ "یا عزیز" کی آواز آکر ختم ہوگئی۔ آپؒ نے حاضرین سے ارشاد فرمایا "یہ ہماری آخری آرام گاہ ہے اسی کی بابت ہمارے نانا ﷺ نے فرمایا تھا۔ رفتہ رفتہ تالاب خشک ہوگیا خشک ہوتے ہی پانی کی قلت بڑھ گئی لوگ پانی کی تلاش میں نکل پڑے تقریباً ایک ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر پلیا گاؤں تھا جہاں سے پانی لایا گیا لیکن کسقدر پانی لاتے الغرض سرکار زندہ شاہ مدارؒ نے اپنے خلیفہ حضرت یٰسینؒ کو اپنا عصا مبارک دیکر فرمایا مغرب سے مشرق کی جانب ایک لکیر کھینچ دیجئے حضرت محمد یٰسینؒ نے ایسا ہی کیا لکیر کھینچتے ہی پانی ابل پڑا اور چشمہ جاری ہوگیا۔ اس چشمہ کا نام یٰسین رکھا گیا مغلیہ دور حکومت میں اس کو مٹن پوری جھیل سے مغرب میں اور نانا مؤ گنگا میں مشرق کی جانب ملا دیا گیا۔ انگریزی دور حکومت میں اس چشمہ کو "یسن" کہا جانے لگا۔ یسین ان چار ندیوں میں چوتھی ہے جو جنت سے آئی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق جنت سے چار دریا نکلتے ہیں نیل (مصر)

فرات (عراق) جیحون (ترکستان) اور سیحون جو غالباً مکن پور شریف میں ہے جسکو یوں سمجھا جا سکتا ہے۔ قرآن کہتا ہے مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا جاتا ہے اسکی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت سی نہریں ایسے پانی کی ہیں جن میں ذرا تغیر نہ ہوگا اور بہت سی نہریں دودھ کی ہیں جس کا ذائقہ ذرا نہ بدلا ہوگا اور بہت سی نہریں شراب کی ہیں جو پینے والوں کیلئے بہت لذیذ ہونگی اور بہت سی نہریں شہد کی ہیں جو بالکل صاف ہونگی اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور انکے رب کی طرف سے بخشش ہوگی۔
اور ترمذی شریف میں ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ بلاشبہ جنت میں پانی کا دریا ہے شہد کا دریا ہے دودھ کا دریا ہے اور شراب کا دریا ہے پھر ان سے اور نہریں پھوٹی ہیں۔
جیسا کہ قرآن وحدیث سے معلوم ہوا کہ جنت میں دودھ کی نہریں ہیں اور مکن پور شریف میں بھی دریائے ایسن سے دودھ کی دھار کا نکلنا بہت مشہور ہے۔

اس جگہ کا تاریخی نام:۔ تالاب کے خشک ہوتے ہی زندہ شاہ مدارؒ کے حکم سے تالاب میں ہی ایک حجرہ تعمیر کر دیا گیا جس میں آپؒ آرام فرما ہوئے۔ آپؒ کے بعض ہمراہیوں نے بھی حجرے کے قریب میں ہی جھونپڑیاں ڈالنا شروع کر دیں حضرت قاضی صدرالدین جونپوریؒ نے اس مقام کا نام "خیر آباد" رکھا چونکہ قطب المدارؒ ۸۱۸ھ میں یہاں تشریف لائے تھے۔

پردہ مردوں سے ہوتا ہے:۔ بی بی بھورمجذوبہ اسی جنگل میں رہتی تھیں۔ لوگ انکے بے پردہ رہنے کا سبب پوچھتے تھے کہتیں کوئی مرد ہی نہیں نظر آتا جب بدیع الدین مدارؒ نے ہندوستان میں قدم مبارک رکھا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی مرد اس طرف آرہا ہے اور کپڑے پہن لئے جب سرکار تشریف لائے تو بیعت کا شرف حاصل کیا (آستانہ قطب المدار کے ایک گوشہ میں انکی چبوترہ ہے اور مزار شریف دیوا میں ہے)

جنات سخت پریشان ہوئے:۔ حضرت جمال الدین جانمن جنتی چند ہمراہیوں کے ساتھ ٹہلنے نکلے (ان مقامات کے نام آج دیوہا اور دیوکلی ہیں) آپ نے دیکھا کہ اس جنگل میں جنات کھانا بنا رہے ہیں جنات بولے ارے بھئی آپ لوگ بھی کھانا لے لیجئے جانمن نے اپنا کشکول انکی طرف بڑھا دیا تمام کھانا اس برتن میں ڈال دیا گیا مگر برتن خالی رہا یہ دیکھ کر جنات سخت پریشان ہوئے اور کہا کہ یہ تو زمانے بھر کے پیر معلوم ہوتے ہیں آپؓ نے انکو قطب المدار کے آنے کی خبر دی یہ سب آپ کے ساتھ آکر داخل سلسلہ ہوئے (آج بھی انکے کمالات خانقاہ مقدسہ پر آئے دن مشاہدے میں آتے رہتے ہیں)

مکھنا دیو:۔ ماکھن سنگھ اپنے گروہ کے ساتھ اس جنگل میں رہتا تھا ڈیل ڈول بڑا ہونے کی وجہ سے لوگ مکھنا دیو کہہ کر پکارتے تھے۔ لوٹ مار کرنا اس گروہ کا کام تھا دور دور تک لوگوں پر اسکا ڈر غالب تھا حضرت زندہ شاہ مدارؓ نے جب اس جنگل میں قدم رنجہ فرمایا تو آپؓ کے ہمراہ ایک تعداد کے مطابق ۵۰ ہزار سے زائد کا مجمع تھا یا اتنی بڑی تعداد اور آپؓ کے عجیب و غریب حالات دیکھ کر حیران ہوا اور اپنے گروہ کے ایک شخص کشن سنگھ عرف سنتو کو آپؓ کی ٹوہ لینے بھیجا سنتو کو اس وقت حیرانی ہوئی جب سرکارؓ نے اسکا نام لیکر قریب آنے کو کہا۔ جب یہ قریب ہوا تو سرکارؓ نے پوچھا کہ ماکھن سنگھ کیوں نہیں آیا یہ سنتے ہی سنتو بھاگا ہوا گیا اور ماکھن سنگھ سے کہا کہ بابا نے تمہیں بلایا ہے۔ ماکھن سنگھ معہ اپنے گروہ اور لوٹے ہوئے مال کے ساتھ آیا اور پیروں پر گرنے کے بعد عرض کیا" بابا اگر آپ اجازت دیں تو آپکی لٹیا کا کلس سونے کا بنوا دوں اور سونا قدموں میں ڈال دیا سرکارؓ نے اپنے خلیفہ چتن شاہ لکڑ پی کو اشارہ کیا انھوں نے اسکی آنکھیں بند کرکے کھول دیں اب وہ جدھر بھی دیکھتا اسے سونا نظر آتا۔ جب اصل حالت میں لوٹا تو سرکارؓ نے فرمایا ہم لوگ محض ذات واحد کے خواستگار ہیں یہاں سونے چاندی کی کیا ضرورت بہتر ہوگا کہ یہ مال انھیں لوگوں کو واپس کردو اور توبہ کرو اللہ معاف کرنے والا رحیم ہے۔ جب یہ واپس آئے تو آپؓ نے

انکو اور انکے ساتھیوں کو مشرف با سلام کیا اور انکا اسلامی نام خیر الدین رکھا اور مکّن سرباز کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اب انکا یہ حال تھا کہ گھاس چھیلنے اور پیٹ پالنے کا وتیرہ انہی اپنا پیشہ بنالیا۔ انکے ذمہ سرکاری خدمت یہ تھی کہ بعد فراغت ضروریات خانگی سرکار مدارؒ کے لنگر خانہ کیلئے لکڑیاں پھاڑتے اور غرباء و مساکین کو کھانا تقسیم کرنے میں خدام کا ہاتھ بٹاتے۔ سرکار مدارؒ کی توجہ خاص سے خیر الدین مکّن سرباز کو مرتبہ کمال حاصل ہوا۔ (اپنی حلال کمائی سے انھوں نے سونے کا کلس بنوایا تو کافی زمانہ گذر چکا تھا بد معاشوں نے انھیں کلس کے ساتھ گھیر لیا یہ چلو پہ شریف جہاں پر آج مدار مسافر خانہ ہے پر کھڑی امی میں سما گئے چوروں کے جانے کے بعد باہر آئے انکی چھٹی برسوں کھڑی رہتی انکا عرس پیت کی پہلی سوموار کو ہوتا ہے مزار مبارک مکنپور رسول آباد روڈ پر مرجع خاص و عام ہے اور چھتن شاہ لنگڑ پتی کا مزار شریف پدی مدنا پور رکھیڑی ہرپٹی دریائے کچھ و جنگل کے ہے)

ہندو جوگی کا قبول اسلام:۔ انھیں ایام میں ایک جوگی حضرت زندہ شاہ مدارؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ دوری پر بیٹھ کر کہا کہ بابا آپکے سینے پر ایک داغ ہے جو مجھے نظر آرہا ہے سرکارؒ نے فرمایا آپ ٹھیک کہتے ہیں میں آئینہ کی مانند ہوں یہ آپ ہی کے سینے کا داغ ہے جسے آپ دیکھ رہے ہیں۔ وہ شرمندہ تو ہوا مگر پھر کہا اگر آپ کہیں تو میں آپکے چبوترے کو سونے کا بنوا دوں؟ سرکارؒ نے جوگی سے آنکھیں بند کرنے کو کہا جیوں ہی جوگی نے آنکھیں بند کر کے کھولیں ہر چیز سونے کی نظر آئی۔ آپؒ نے فرمایا یہاں مٹی اور سونا برابر ہے جوگی ایمان لے آیا۔

موت انکی مٹھی میں:۔ اسی اثنا میں شہر قنوج میں ہیضہ شروع ہوا اور ایسا زور پکڑا کہ تمام علاقہ تباہ ہونے لگا ایک کو جلا کر لوٹتے تو دوسرا تیار رہا آخر خلق کا ایک جم غفیر ہندوؤں کے بڑے گرو بابا گوپال کے پاس پہونچا اور دعا کیلئے درخواست کی انھوں نے کہا یہ میرے بس کی بات نہیں آپ لوگ بابا مدار شاہ کے پاس جا کر اپنا دکھ ظاہر کریں کیونکہ اس وقت پوری دنیا میں انکی شہرت ہے اور کسی کی بھی فریاد رد نہیں ہوتی۔ پھر کیا تھا لوگ اپنی فریاد لیکر حضرت بدیع الدین مدارؒ

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؒ نے حضرت بھیکا اور حضرت شہاب الدین پر کالا آتش کو اکے ساتھ روانہ کیا اور بھیکا کو وہیں تمام عمر قیام کا حکم دیا۔ راستہ میں طلب نے انکا مذاق اڑایا حضرت شہاب الدینؒ نے کہا کہ اگر وبا دور ہو جائے تو آپ کیا کریں گے؟ طلبہ نے کہا کہ اگر چالیس دن تک کوئی نہیں مرتا تو ہم سب مسلمان ہو جائیں گے جیسے ہی حضرت بھیکا اور شہاب الدینؒ شہر میں داخل ہوئے وبا نے کنارہ کیا۔ جب اکتالیس دن ہو گئے اور کوئی موت واقع نہ ہوئی تو ان لوگوں نے وعدہ کے مطابق مسلمان ہونے کے خوف سے مشورہ کیا کہ کیوں نہ کسی بوڑھے کو مار کر اس مصیبت سے بچا جائے اور بابا گوپالؒ نے کہا ذرا سوچو میاں صاحب کا فرمانا ہوا اور کوئی جانور تک نہ مرا جیسے موت انکی مٹھی میں ہو تو کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ یہ خود مرا ہے یا تم اسکو مار لائے ہو۔ کل میں سب سے پہلے انکا دھرم قبول کرنے جاؤں گا۔ کافی تعداد میں لوگوں نے انکے ساتھ قطب المدارؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا بابا گوپالؒ بیعت و خلافت سے بھی نوازے گئے اور انکو بھیکا کے حوالے کیا گیا یہ دونوں بھیکا رینؒ کے لقب سے مشہور ہوئے (انکے مزارات زیر قند قنوج پر زیارت گاہ خلائق ہیں۔)

لوتھڑے میں ہاتھ پاؤں نکل آئے: ۔ قنوجؔ کے قریب گراموؔ میں پل رائے بھاٹ رہتا تھا۔ ایک دن اپنی بیوی کے کہنے پر سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اولاد کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپؒ کی دعا سے وہ اولاد والا تو ہو گیا مگر جو بچہ پیدا ہوا وہ مضغۂ گوشت بے دست و پا لوتھڑا تھا۔ پل رائے اسکو لیکر سرکارؒ کی خدمت میں حاضر ہوا سرکار نے اسکو سامنے رکھ کر آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی نگاہ اٹھتے ہی لوتھڑے میں ہاتھ پاؤں نکل آئے۔ پل رائے اپنے پورے خاندان کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ سرکار نے بچہ کا نام دین محمد رکھا یہ ال رائے کے لقب سے مشہور ہوا۔ بہت بڑا شاعر بھی ہوا بارہ پیڑھی تک ایک ایک ہی اولاد ہوتی رہی جب مداری رائے پیدا ہوا تو اسکے دو بیٹے ہوئے حشمت رائے اور نعمت رائے آج بھی انکا خاندان موجود ہے پل رائے کے ساتھ

رانی مائل بھی جو کہ عقیمہ تھی صاحب اولاد ہوئی۔ آج بھی یہ بیت مشہور ہے۔

پل دائے کو ندر لیو جھن مان لتھرا تھرا کر آپ دکھایو

بی بی بہو کو ڈھانک لیو اور رانی مائل کو پتر دیایو

اندھرن آنکھیں کوڑھن کایا زردھن سکھ سمپت دیو

کھمگار کے تابع ہوئے دو جگ ماشاہ مدار کہایو

اصل منزل:۔ اسی اثنا میں زندہ شاہ مدارؒ کی خدمت میں ایک وفد جونپور اور قنوج ہوتا ہوا آیا اور مکن پور تک لیجانے اصرار کیا۔ مدار پاکؒ چند مخصوص حضرات کو ساتھ لیکر بدھونا، کشی، کدر کوٹ وغیرہ میں ٹھہرتے ہوئے مکن پور میں رونق افروز ہوئے۔ اور لوگوں کو اللہ عزوجل کی جانب رجوع کیا اور حکم فرمایا "تنہائی اختیار کرنے کو جلوت سے عزم انفرادیت و خلوت میں اور جمع فرمادیئے لوازمات قیامت کیلئے اور دن میں روزہ رکھئے میدان شہوت میں ہمت کرتے رہیں۔ پھر جب مجاہدات سے غفلت رفع ہوئی تو ہر طرح کی شرارتوں سے محفوظ ہو گئے۔ اور پھر آپؒ کے روئے انور کی تابناکی دیکھ کر وجد میں آ گئے اور سجدے میں جا گرے اور اپنی اصل منزل پا گئے۔ مصطفیٰ آباد میں احمد اعراج گھوڑے سے گر گئے سرکار مدارؒ نے انار کے چھلکے جو وہیں پڑے ہوئے تھے انکے زخموں پر لگواتے ہوئے فرمایا تو کبر واں جھوٹی بے ہوشی ہے اللہ کو غرور پسند نہیں فوراً بیعت ہوئے اور فقر میں شریک ہوئے

عمر طبعی کیسے حاصل ہو؟:۔ لوگوں کے بیحد اسرار پر مدار پاکؒ مصطفےٰ آباد سے چند یوم ٹونڈلا میں ٹھہرتے ہوئے آگرہ میں قیام پذیر ہوئے یہاں ایک شخص نے آپؒ سے دریافت کیا حضور کیا میں بھی عمر طبعی حاصل کر سکتا ہوں؟ سرکارؒ نے فرمایا درازی حیات کا خاص ذریعہ تزکیہ نفس اور حبس دم ہے دوئم یہ کہ جو جاندار جسقدر جلدی جلدی سانس لیتا ہے اسکی عمر بھی جلد ختم ہو جاتی ہے اور جو جاندار جسقدر پورے اور گہرے روک کر سانس لیتا ہے اسکی عمر اسی قدر زیادہ طویل ہوتی ہے اگر انسان صحیح طور پر اپنی سانس کو قابو میں کر کے پورے اور گہرے

ناک کے راستے سے سانس نیا کرے تو وہ عمر طبعی حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکتا ہے تیسری بات یہ کہ میرے ساتھ یہ امر عطائے ربی ہے اور مجھے ہمیشگی کا مقام حاصل ہے۔ آگرہ سے مجھ تپور، باندی کوئی، جے پور، ٹونک، دیولی، بوندی اور کوٹا کا سفر کیا اور کیشو رایو پاٹن میں جلوہ افروز ہوئے۔ اس علاقہ میں یہ آپ کا دوسرا یا تیسرا دورہ تھا آپؒ نے یہاں قیام کے دوران حضرت پیر سید شاہ داؤد (وفات محرم الحرام ۸۸۳ھ) اور شیخ عبدالعزیز مکی سے ارشاد فرمایا یہ زمین آپ دونوں کیلئے وقف ہے ضروری ہدایت کرنے کے بعد آپؒ سوائی کرولی، شکوہ آباد، جسونت نگر اور مجھ تھنا ہوتے ہوئے کنچوتی کے قریب رونق افروز ہوئے آپؒ کے سفر کا رخ اچانک تبدیل ہوا تھا۔ یہاں آپؒ نے چالیس دن قیام کیا ایک دن ایک شخص نے ہڈی کے کچھ مصنوعی دانے پیش کیے سرکار مدارؒ نے کچھ لوگوں کو وہ دانے ترقی دل کیلئے دے دیئے اور ایک دانہ زمین میں دفن کردیا جو فوراً اُگ آیا آج بھی موجود ہے اور اس درخت کو کوئی پہچانتا نہیں اس لئے یہ نجار کے نام سے مشہور ہے یہاں سے آپؒ اپنے اصل مقام خیر آباد (مکنپور) واپس آ گئے۔

مکنپور نام ہونے کی وجہ اور جونپور کو روانگی: ۔ حضرت خیر الدین مکن سر بازاکثر سوچتے کہ کبھی یہ علاقہ میرا علاقہ کہلاتا تھا ایک دن سرکار مدارؒ نے انکی اس کیفیت سے انہیں آگاہ کرتے ہوئے اس بستی کا نام انکے نام مکن پور تجویز فرمایا اور انے دو ساتھیوں نورالدین پہاڑ خاں (اسلامی نام) کے نام سے پہاڑ پور اور شرف الدین الیاس خاں (اسلامی نام) کے نام سے الیاس پور رکھا۔ یہ آبادیاں آج بھی موجود ہیں۔ سلطان ابراہیم شرقی، میر صدر جہاں، قاضی شہاب الدین وغیرہ کی درخواستوں پر آپؒ اپنا وعدہ پورا کرنے کیلئے ایک بار پھر جونپور کیلئے روانہ ہوئے اور مکنپور شریف سے چل کر کھڑا کے قریب قیام فرمایا یہاں بعد میں مدار پور آباد ہوا یہاں سے ندیہا مقیم ہوئے یہاں مدار گمان آباد ہوا پھر اترکی پورہ کے درمیان قیام کیا یہاں مدار دارا گنج آباد ہوا یہاں سے مینتھا کے قریب قیام کیا یہاں مدار پور (غازی الدین) آباد ہوا آپؒ نے اتاؤہ میں جس جگہ

قیام کیا یہ جگہ مدار شیخ کے نام سے موسوم ہے آپؒ یہاں سے رائے بریلی ٹھہرتے ہوئے پرتاپ گڈھ میں جلوہ افروز ہوئے (دیکھنے کی بات یہ ہے کہ آپؒ نے جس جگہ بھی قیام فرمایا کسی نہ کسی دور میں آپؒ کے نام ولقب سے وہ جگہ ضرور آباد ہوئی) جس وقت آپؒ جونپور کے قریب پہونچے تو سلطان ابراہیم شرقی، میر صدر جہاں، شہاب الدین دولت آبادی و دیگر عمائدین و روسائے شہر کو استقبال کیلئے شہر کے باہر پایا اس موقع پر جو شادمانی جونپور کے لوگوں کو تھی بیان سے باہر ہے۔ یہاں آپؒ نے عرفان کی دولت خوب لٹائی آپ کا معمول تھا کہ جمعرات کے دن دربار عام میں ہر قسم کی گفتگو میں حصہ لیتے۔

آخری آرامگاہ کا اعلان:۔ حضرت زندہ شاہ مدارؒ کو جب یہ یقین ہو گیا کہ حضور ﷺ کا حکم پورا ہو گیا اور میرا کام ختم ہوا اور ضرورت باقی نہ رہی تو آپؒ نے اپنی آخری آرامگاہ کا اعلان فرمایا۔ یہ سنتے ہی لوگوں کا انبوہ شرف ہمرکابی کیلئے امنڈ پڑا آپؒ نے بلندی پر کھڑے ہو کر ایک خطبہ ارشاد فرمایا جسکا کچھ حصہ ہدیہ قارئین کر رہا ہوں۔

عظیم بے مثال خطبہ:۔ حضرت بدیع الدین احمدؒ نے فرمایا "اگر میں یہ کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ میں آج کے دن اپنے آپکو دنیا کی تمام مخلوق میں عظیم ترین سب سے زیادہ خوش نصیب محسوس کر رہا ہوں اور وہ مسرت مجھے ملی ہے جسکا ادراک ناممکن ہے۔

آپؒ نے حاضرین سے پوچھا "کیا میں نے آپ حضرات تک خدا اور اسکے رسول ﷺ کا پیغام پہونچا دیا ہے؟ پھر آپؒ نے خدا کو گواہ کیا اور کہا میرے بعد اللہ اور رسول ﷺ کے راستے پر گامزن رہنا اللہ پر توکل رکھنا کہ وہ مخلصین کا نگہبان ہے، یہ بات ذہن نشین رہے کہ نفس کو زیر کئے بغیر مشکلات پر غلبہ پانا دشوار ہے، تمناؤں کی تکمیل کا واحد ذریعہ انسان کی جدو جہد ہے جسکے بغیر کوئی مقصد حاصل نہیں ہوتا اور نہ کامیابی ملتی ہے۔ آپ دنیا میں رہنے اور یہاں کے مزے اڑانے کیلئے نہیں پیدا ہوئے، حق تعالیٰ کو یاد کرنے والی جس حالت میں آپ مبتلا

ہیں اسے بدل دیجئے، آپکی حالت پر افسوس ہے کہ آپکی زبان مسلمان ہے مگر دل نہیں آپکا قول مسلمان ہے پر فعل نہیں آپ تو اپنی جلوتوں میں ہیں مگر خلوتوں میں نہیں، آپکی زبانیں دعویٰ اتقاء کرتی ہیں مگر دل فسق و فجور میں مبتلا ہیں،

افسوس کہ آپکی زبانیں شکر کرتی ہیں اور آپکے دل شکوہ و اعتراض کرتے ہیں آپ اللہ کی بندگی اور اطاعت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اسکے ، سوا کی اطاعت کرتے ہیں، سچے مومن شیطان اور اپنے نفس کا خواہشات کی اطاعت نہیں کرتے وہ تو شیطان کو جانتے ہی نہیں، کیا آپکو معلوم نہیں کہ جب آپ نماز پڑھتے ہیں روزہ بھی رکھتے ہیں اور سارے نیک کام کرتے ہیں مگر ان سارے اعمال سے اللہ کی ذات مقصود نہیں سمجھتے ہیں تو آپ منافق ہیں اللہ تعالیٰ سے دور ہیں، توبہ کیجئے اور توبہ پر قائم رہئے عمل کیجئے اور اخلاص کے ساتھ کیونکہ اعمال کی بنیاد توحید اور اخلاص پر ہے، حق تعالیٰ کے معاملہ میں موافقت نہ کیجئے ٹوٹ جائے جسے ٹوٹنا ہو اور جڑ جائے جسے جڑنا ہو، علم عمل کرنے کیلئے بنایا گیا ہے نہ کہ حفظ کرنے اور مخلوق پر پیش کرنے کیلئے جب آپ عالم بن کر عامل بن جائیں گے تو آپ اگر خاموش بھی رہیں گے تو آپکا علم آپکے عمل کی زبان سے کلام کریگا، آپ لوگوں کو حکم دیتے ہیں پر اور خود نہیں کرتے، دیکھئے عمل بے بلا گفتگو کے اخلاص بے بغیر ریا کے توحید بے بلا شرک کے، گمنام ہو جائے بلا شہرت کے اور باطن بے بلا ظاہر کے، ہر وہ شخص جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی مطابقت نہ کرے ہلاک ہو جائے پھر ملول اور گمراہ ہو، قرآن و سنت اور آل اطہار ہی حق تعالیٰ کی طرف ہدایت کرنے والی ہے، آپ نماز میں کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے ہیں مگر آپ اپنے قول میں جھوٹے ہیں کیوں کہ آپ مخلوق کو اعلیٰ سمجھتے ہیں یہی نہیں آپ سیر ہو کر کھاتے ہیں اور آپکا پڑوسی بھوکا سوتا ہے اور پھر یہ دعویٰ کہ ہم مومن ہیں، جسکی ہر حقیقت کی شہادت شریعت نہ دے وہ زندقہ ہے۔ (یہ لا ثانی خطبہ آپؓ نے تقریبا پانچ لاکھ افراد کے درمیان دیا) پھر ملتان کیلئے روانہ ہوئے۔

نور کا مسکن:۔ حضرت بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدارؒ کا عظیم قافلہ جونپور سے روانہ ہونے ہی والا تھا کہ حضرت مولانا قاضی محمود کاشغری تیغ برہنہ رگ دانشمند ان دونوں سرکار کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنے صاحبزادے میٹھے مدار کو ساتھ لائے۔ سرکارؒ نے میٹھے مدارؒ کو گود میں بٹھا کر تمام نعمات سے مشرف فرمایا۔ (میٹھے مدار کی درگاہ کالپی میں ہے یہ مدار صاحب کی دعا سے پیدا ہوئے تھے)

یہاں سے آپ کا قافلہ وارانسی ٹھہرتے ہوئے وندھیا چل کے علاقہ میں فروکش ہوا ایک دن آپؒ دریا کے کنارے مناظر قدرت کا مشاہدہ کر رہے تھے کہ ایک شخص بھاگا ہوا آیا اور کہا آگے دریا میں ایک کشتی ڈوب گئی ہے۔ آپؒ نے ایک مٹھی خاک دیتے ہوئے فرمایا اسکو دریا میں ڈال دو۔ خاک ڈالتے ہی کشتی ابھر آئی یہ دیکھ کر لوگ کثرت سے یہاں بیعت ہوئے۔

سرکار زندہ شاہ مدارؒ مکنپور الہ آباد (پریاگ) فتح پور کے راستے سے تشریف لائے آپ کے قدموں کی برکت سے یہاں نور ہی نور پھیل گیا تقریباً دو لاکھ کا مجمع آپؒ کے ہمراہ تھا۔ اللہ کے دوستوں کی اس کثیر تعداد نے مکنپور کی اس دھرتی کو نور کا مسکن قرار دیا اور مکنپور شریف دارالنور ہو گیا۔

محمد ارغونؒ کا نکاح:۔ ایک دن آپؒ نے حاضرین سے ارشاد فرمایا "میں نے انکی شادی کا فیصلہ لیا ہے جس میں اللہ کی رضا مندی مضمر ہے۔ جانؒ نے عرض کیا "سید احمد جنتھراوی خاندان قطبی میں بہت ممتاز شخصیت کے مالک ہیں انکی صاحبزادی جنت بی بی نہایت خوبصورت و نیک سیرت ہیں۔ سرکارؒ نے فوراً پیغام پہونچانے کا حکم فرمایا۔ الغرض سید محمد ارغونؒ کا نکاح جنتھرا کے سادات گھرانے میں سیدہ جنت بی بی بنت سید احمد بن سید ولایت اللہ سبزواری جنتھراوی سے ۸۲۳ھ بروز جمعہ قرار پایا۔

ابوتراب فنصور کا نکاح:۔ آپ نے دو عقد فرمائے پہلا اپنے خاندان میں سکینہ بانو سے ۸۲۶ھ کو انسے کوئی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے دوسرا نکاح دلوہا سے

حضرت برہان کی صاحبزادی شکر مہر عرف شکر پارہ سے ۸۳۱ھ میں کیا۔

ابوالحسن طیفور کا نکاح:۔ آپ نے بھی دو نکاح کیئے پہلا اسلام نگر (بلہور) سے سیدہ بی بی اچھی سے ۸۲۸ھ میں اور دوسرا مہر النساء سہر آنچ سے ۸۴۲ھ میں کیا۔

قاضی لہری:۔ آپ دادا علی شیر کے لقب سے مشہور ہیں انگلیوں پر گنے جانے والے خلفہ میں آپکا شمار ہوتا ہے سرکار مدارؒ کے بیحد منظور نظر تھے چونکہ خانقاہ شریف کا بیشتر حصہ آپ نے خود تعمیر کیا اسلئے آپ معمار خانقاہ مدار کہلائے۔مزار مقدس محمد ارغونؒ کے مقبرہ کے متصل مرجع خلائق ہے اور آپکی نسل مکنپور شریف کے شریف ماحول میں رچی بسی ہے۔

دارالنور مکنپور شریف میں مستقل قیام:۔ حضرت مدار العالمینؒ مستقل طور پر مکنپور شریف میں قیام پزیر ہو گئے۔تو خلق خدا شرف زیارت اور اہل حاجت حصول مرادات کے واسطے ہر وقت جمع رہتے ہر وقت ایک میلا سا لگا رہتا۔بڑی بڑی مجالس منعقد ہوتیں۔جن میں آپؒ ہر طرح کی گفتگو میں حصہ لیتے۔

مجلس قطب المدارؒ کی ہلکی سی جھلک:۔ مجمع کثیر ہے کئی افراد صفیں درست کرنے میں مشغول ہیں درمیان میں ایک جڑاؤ کرسی رکھی ہوئی ہے۔ حضرت مدار العالمینؒ حجرہ مقدسہ سے باہر تشریف لائے اور نقاب روئے انور سے اٹھا دی مخلوق فوراً بے تاب اور بے اختیار سجدہ میں جا پڑی۔جب افاقہ ہوا تو کسی نے دریافت کیا "انسان بزرگ ہے یا کعبہ؟ آپؒ نے فرمایا "انسان پر ذات کا اور کعبہ پر صفات کا پرتو ہے۔کسی نے عشق کے بابت دریافت کیا سرکارؒ نے فرمایا "عشق ہی اصل ہے بندہ اور خدا کے درمیان۔مخدومی شیخ ابوالفتح

نے دریافت کیا" حضور اس دنیا کی حقیقت یہ معلوم ہوئی کہ عدم سے وجود میں آیا ہے اور عدم میں ہی چلا جائے گا اس سے کیا نتیجہ؟ سرکارؒ نے فرمایا" بنیاد کردہ کہنی خانما خراب۔ اے خانما خراب کہ بنیاد کردہ۔ شیخ محمد نے عرض کیا، حضور قلندر کسے کہتے ہیں؟ آپؒ نے ارشاد فرمایا: قلندر صفات الٰہی کے ساتھ متصف ہوتا ہے۔ شیخ شاہ بدھن نے عرض کیا" حضور موحد کسے کہتے ہیں؟ آپؒ نے ارشاد فرمایا" موحد و واحد یکے است۔ کسی نے پوچھا سالک کسے کہتے ہیں؟ آپؒ نے ارشاد فرمایا" سالک چاہتا ہے کہ آسمان پر چلا جائے وہ ہر وقت قرب خداوندی میں لگا رہتا ہے۔ پھر کسی نے دریافت کیا حضور منصور کس حال میں قتل ہوئے؟ آپؒ نے کہا، انکی یہ حالت تھی کہ محبوب کو اپنے لباس میں دیکھتے تھے اور اسکو حجاب سمجھتے تھے۔ پیر بھولا نے عرض کیا" میرا سینہ حضور کی نسبت سے روشن ہو رہا ہے علماء شریعت مجھ پر طعن کرتے ہیں؟ ارشاد ہوا" آپ اپنے کام میں رہیے۔ قاضی مطہر نے عرض کیا" حضور نماز شریعت اور نماز طریقت میں کیا فرق ہے؟ ارشاد ہوا" نماز شریعت کا ادا کرنے والے کے دل میں دنیا کے وسواس آئیں تو نماز بلا کراہیت ہو جاتی ہے لیکن نماز طریقت ادا کرنے والے کے دل میں اگر رائی کے دانے کے برابر خیال دنیا کا سترواں حصہ بھی ذہن میں آئے تو شرک ہو جاتا ہے۔ کہا نماز طریقت سکھا دیجئے۔ ارشاد ہوا" جب وقت نماز آئے تو ظاہر کا وضو پانی سے اور باطن کا توبہ سے مسجد پہونچ کر مسجد الحرام کا تصور کیجئے، مقام ابراہیم کو دونوں ابروؤں کے درمیان، بہشت کو دائیں اور دوزخ کو بائیں، (پل) صراط کو زیر قدم اور ملک الموت کو پشت پر سمجھئے، دل کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے لاموجود الا اللہ پر یقین کر کے تعظیم کے ساتھ تکبیر حرمت سے قیام، ہیبت سے قرأت تواضع سے رکوع، تضرع سے سجدہ حلم سے قعود اور شکر سے سلام کیجئے۔ پھر عرض کیا حضور کچھ نصیحت فرما دیجئے سرکارؒ نے فرمایا" اے عزیز یاد رکھئے جھوٹ کھلی بے ایمانی ہے، کسی پر بدگمانی نہ کیجئے، کسی میں لغزش دیکھئے تو برداشت کیجئے، دنیا کیلئے غصہ ہرگز نہ کیجئے، یاد رکھئے سعادت کی علامت یہ ہے

کر اطاعت کرے اور ڈرے کہ مردود نہ کیا جائے، بدبختی کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرے اور بخشش کی امید رکھے، صرف اللہ کو راضی کیجئے، عبادت اسلئے نہ کیجئے کہ لوگ عبادت گذار سمجھیں، عالموں کی محبت جاہلوں کی برداشت اور صوفیوں کی محبت رکھئے، باہر نکلئے تو ہر شخص کو اپنے سے بہتر سمجھئے، جب حق بات سنئے تو فوراً قبول کر لیجئے، مغرور سے اعتناء لازم ہے اپنی حالت جیسی بھی ہو شکر کیجئے، یہ دنیا شیطان کی دوکان ہے اس سے کچھ مت خریدیئے۔ پھر کسی نے دریافت کیا فقیر کسے کہتے ہیں آپؒ نے ارشاد فرمایا "فقر خدا تعالیٰ کا فقیر کے پاس ایک راز ہے اگر راز راز ہے تو امین ورنہ فقر ختم۔ کسی نے پوچھا کرم کیا ہے؟ آپؒ نے ارشاد فرمایا" دنیا اسکے آگے ڈال دیجئے جو اسکا طالب ہو۔ کسی نے دریافت کیا دوست کی کیا نشانی ہے؟ فرمایا" جب موت آئے تو راضی اور خوش ہو۔ کسی نے پوچھا خدا کی رضا کس طرح حاصل ہو؟ آپؒ نے فرمایا اس چیز کی دشمنی سے جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو۔

حکم:۔ وصال شریف سے قبل جمادی الاول کی چھ تاریخ کو حضرت سید بدیع الدین احمد مدار العالمینؒ نے اپنے جملہ خلفاء جو موجود تھے کو علیحدہ علیحدہ حجرے میں بلا کر فیضان خاص سے معمور فرمایا اور ہر ایک کی نسبت کو مستحکم فرما کر انوار و تجلیات سے مالا مال فرمایا پھر ایک جگہ جمع ہونے کا حکم فرمایا اسی روز آپؒ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا یہ مشہور و معروف خطبہ تاریخ اسلام میں "خطبہ حجۃ المدار" کے نام سے مشہور ہے اور اسی روز آپؒ نے اپنے خلفاء کو مختلف دیار و امصار میں بغرض استفادہ ہدایت خلق روانہ ہونے کا حکم دیا۔

خطبہ حجۃ المدارؒ:۔ وصال شریف سے دس دن قبل چھ جمادی الاول ۸۳۸ھ کو آپؒ نے آخری خطبہ عنایت فرمایا جو "حجۃ المدار" کے نام سے مشہور و معروف ہے جسکا ایک اقتباس ہم یہاں ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔

.... یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ہم پر خضرؑ کے بھی احسانات ہیں وہ میرے مقام صمدیت اور

فردانیت سے تو واسطہ تعلق رہے۔ جب سے مجھے مقام استمرار (ہمیشگی کا مقام) حاصل ہوا ہے اس پر معترض ہوئے ہیں انکا کہنا ہے کہ خلوت خاص میرا ہے۔ اسکو آپ عام نہ کریں اور میرے شریک نہ بنیں دوئم یہ کہ مجھے خود بھی اپنے معبود حقیقی سے جا ملنے کا اشتیاق ہے۔ اس لئے میں انکے اس مشورہ کو قبول کرتا ہوں پس میری عمر کا پیمانہ لبریز ہوا۔ آپؒ کا یہ فرمانا تھا کہ حاضرین دھاڑیں مار مار کر رونے لگے آپؒ نے سب کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا "آپ حضرات ہوش میں آئیں اور غور کریں کیا آپکو یہ پسند نہیں کہ میں اپنے خالق و مالک کا قول اختیار کروں آخر کار ایک روز تو اسکی طرف لوٹنا ہی ہے۔ جہاں تک میری جدائی کا تعلق ہے اسکے لیئے میں آپکو پھر یاد دلاتا ہوں کہ مجھے ہمیشگی کا مقام حاصل ہے میری روح آپکی خبر گیری کرتی رہے گی۔ پھر آپؒ نے خواجہ محمد ارغونؒ کو طلب فرمایا اور زور دیکر کہا" اپنے معاملات میں آپ میرے بعد ان سے رجوع کریں آپکی عقیدہ کشائی ہوتی رہے گی یہ میرے جانشین ہیں۔ اسکے بعد آپؒ نے حاضرین میں سے تقریباً ایک ہزار چار سو بیالیس مریدین کو خلافت سے سرفرازی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا" میرے خلفاء دنیا میں موجود ہیں جو انسے رجوع کریگا اسکی عقیدہ کشائی ہوگی۔ لیکن ایک دور ایسا بھی آئیگا جو میرے دوستوں کی سخت آزمائش کا دور ہوگا پس امتداد زمانہ سے جو بچیں گے وہی دینداری کی مثال ہونگے انکے ایمان و یقین مضبوط و مستحکم ہونگے میرے نانا ﷺ نے انکی شفاعت کا وعدہ کیا ہے اور انکے کردار و عمل کی مناسبت سے مقامات و درجات دیئے جائیں گے جیسا کہ میرے جد کریم نے ارشاد فرمایا عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال:

سمعت رسول اللہ ﷺ یقول قال اللہ عزوجل المتحابون فی جلالی لھم منابر من نور یغبطھم النبیون والشھداء "حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا" میرے لئے آپس میں محبت کرنے والوں کیلئے (روز قیامت) نور کے ممبر ہونگے جن پر انبیاء

اور شہداء بھی رشک کریں گے۔" جبکہ ان کے مخالف عمل پر اقرار و شفاعت سے محروم کیے جائیں گے لہذا میرے وابستگان کی کوٹھ عافیت میں آنے والا ہر فرد شادماں ہوگا۔ یاد رہے جو براہ راست میرے وابستہ ہیں میں نے انکو سات پشت تک قبول کیا روز قیامت انکی شفاعت میرے ذمہ ہوگی اس کے بعد آپؒ نے خواجہ محمد ارغونؒ، خواجہ ابوتراب فصوریؒ، اور خواجہ ابوالحسن طیفورؒ کو اپنے قریب کیا اور انکو نفس واحدہ کا خطاب عنایت فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک کے ساتھ تین گرہ انکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیکر دجیذین حدیث شریف کے اعتبار سے لگائیں اور کہا ان کو میرے بجائے سمجھنا حدیث شریف ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ وِلَایَۃِ اللّٰہِ ثَلَاثًا اِذَا رَاٰی حَقًّا مِنْ حُقُوْقِ اللّٰہِ لَمْ یُؤَخِّرْہُ اِلٰی اَیَّامٍ لَا یُدْرِکُھَا وَاِنْ یَّعْمَلَ الْعَمَلَ الصَّالِحَ فِی الْعَلَانِیَۃِ عَلٰی قِوَامٍ مِنْ عَمَلِہٖ فِی السَّرِیْرَۃِ وَھُوَ یَجْمَعُ مَا یَعْجَلُ صَلَاحَ مَا یَاْمُلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَھٰکَذَا وَلِیُّ اللّٰہِ وَعَقَدَ بِیَدِہٖ ثَلَاثًا" رواہ ابو نعیم والطبرانی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کے موجبات تین ہیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے کوئی حق دیکھے تو اسکو ان دنوں کیلئے موخر نہ کرے جنہیں وہ نہ پاسکے اور یہ کہ وہ خلوت میں اپنے عمل کی پختگی کے ساتھ اعلانیہ طور پر بھی نیک عمل بجالائے اور وہ جس میں جلدی کرتا ہے اس کو اس چیز کے ساتھ جمع کرے جسکی اصلاح کی وہ امید رکھتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ اس طرح اللہ تعالیٰ کا ولی ہوتا ہے اور آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس کے ساتھ تین گرہیں لگائیں۔

ابونعیم وطبرانی

وصال شریف ساکن بہشت ۸۳۸ھ: ۱۷ رجمادی المدار (جمادی الاول)

۸۳۸ھ بروز جمعہ ستائیس سال آٹھ ماہ چھ دن مکنپور شریف میں مستقل قیام کے بعد آپؒ نے فرمایا:
"گھڑے پانی کے حجرہ میں لا کر رکھ دیجئے آج وصال محبوب درپیش ہے" (یہ سنتے ہی ارغون،
طیفور اور قصور کا برا حال ہو گیا وہ اپنے ہوش کھو بیٹھے) لوگوں نے دریافت کیا حضور تجہیز و تکفین
کے بابت کیا حکم ہے؟ آپؒ نے ارشاد فرمایا "یہ کام حسام الدین سلامتی کے ہاتھوں انجام ہوگا"
لوگ حیران تھے کہ حسام الدینؒ اس وقت جونپور میں تھے اتنی جلدی جونپور سے آنا مشکل تھا۔
آپؒ حجرہ میں تشریف لے گئے اور دروازہ اندر سے بند کر لیا اور مشغول بحق ہو گئے۔ ادھر ایک
مولانا حسام الدین سلامتیؒ مکنپور شریف حاضر ہوئے جیسے ہی حجرہ کے قریب ہوئے دروازہ
خود بخود کھل گیا۔ دیکھا کہ حضرت بدیع الدین احمد قطب المدارؒ غسل اور کفن سے آراستہ ہیں
یہ کام مردان غیب نے انجام دے دیا ہے۔ تمام حضرات جنازہ کو باہر لائے حضرت حسام الدین
سلامتیؒ نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں ایک لاکھ سے زائد لوگوں نے شرکت کی۔ جب آپؒ
کے جسد مبارک کو قبر میں اتارا گیا تو آپؒ نے آنکھ کھول دی اور آواز آئی "النفس لا اضرب"
یہ سنتے ہی حسام الدین کہہ اٹھے "ھذا حیات الولی"۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

چار پیر سات گروہ چودہ خانوادے

چار پیر: ۔ حضرت مولا علی مشکل کشا نے ستر ۷۰ حضرات کو خرقہ خلافت عطا فرمایا ۔ ان حضرات میں چار ۴ پیر مقرر فرمائے ۔ اول سیدنا امام حسنؑ دوئم سیدنا امام حسینؑ سوئم خواجہ کمیل ابن زیادؒ اور چہارم پیر حضرت حسن بصریؒ ۔

سات گروہ: ۔ حضرت مولا علی شیر خدا سے سات گروہ جاری ہوئے ۔ ۱ گروہ کمیلیہ کمیل ابن زیادؒ سے ۲ گروہ بصریہ خواجہ حسن بصریؒ سے ۳ گروہ اویسیہ خواجہ اویس قرنیؒ سے ۴ گروہ قلندریہ خواجہ بدر الدین قلندرؒ سے ۵ سلیمانیہ سلمان فارسیؒ سے ۶ گروہ نقشبندیہ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؒ سے اور ۷ گروہ سریہ حضرت خواجہ سری سقطیؒ سے ۔

چودہ خانوادہ: ۔ حضرت حسن بصریؒ کے خلیفہ حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ ہیں جن سے دنیا میں نو ۹ خانوادے ہیں ۱ خانوادہ حبیبیہ خواجہ حبیب عجمیؒ سے (وفات ۲ ربیع الاول ۱۵۶ھ) ۲ خانوادہ طیفوریہ خواجہ بایزید بوستامی عرف طیفور شامیؒ سے (وفات شعبان ۲۶۱ھ) ۳ خانوادہ کرخیہ فردوسیؒ سے (وفات ۲ محرم ۲۰۰ھ) ۹ خانوادہ سہروردیہ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ سے (وفات ۶۳۲ھ) اور پانچ خانوادے عبد الواحد بن زیاد سے جاری ہوئے جو اس طرح ہیں ۱۰ خانوادہ زیدیہ خواجہ عبد الواحد بن زیدؒ سے (وفات ۲۷ صفر ۱۷۷ھ) ۱۱ خانوادہ عیاضیہ حضرت خواجہ فضل بن عیاضؒ سے (وفات ۱۸۰ھ) ۱۲ خانوادہ ادھمیہ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ سے (۲۶ جمادی الاول ۲۶۱ھ) ۱۳ خانوادہ ہبیریہ حضرت خواجہ ہبیرۃ البصریؒ سے (وفات ۷ شوال ۲۸۷ھ) ۱۴ خانوادہ چشتیہ حضرت ابو اسحاق چشتیؒ سے (وفات ۱۴ ربیع الثانی ۳۲۹ھ) گروہ طیفوریہ حضرت بولع الدین شاہ احمد زندان صوفؒ سے جاری ہوا ۔ آپؒ بایزید پاک بسطامی عرف طیفور شامیؒ کے مرید و خلیفہ ہیں اس لئے خانوادہ دوم سے آپؒ کا تعلق ہے

قطب المدارؒ سے ۹ سلسلوں کا اجراء:۔ ۱؍روضۂ اطہر سرور کائنات ﷺ پر حاضری پر رسول ﷺ نے شرف حضوری وہمکلامی بخشا مرتبہ، مقام اور نعمتوں کی بشارت کے ساتھ اپنا اویس قرار دیا اور اجراء سلسلہ کی اجازت دی جسکے باعث آپؒ نے سلسلہ محمدیہ کا اجراء کیا۔ ۲؍اسی موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور ﷺ کے ایما پر آپؒ کو تعلیم فرمائی اور اجراء سلسلہ کی اجازت دی جسکے تحت آپؒ نے سلسلہ حیدریہ کا اجراء کیا۔ ۳؍امام عبداللہ علمبردار نے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی امانت خرقہ آپؒ کو عنایت کیا اور اجراء سلسلہ کی اجازت مرحمت فرمائی جسکے سبب آپؒ نے سلسلہ صدیقیہ کا اجراء کیا۔ ۴؍حضرت مجاوی قلندر کی جانب سے سلسلہ قلندریہ کا اجراء شیخ مقتدی کی اجازت سے کیا۔ ۵؍ساحل مالا بار پر عالم مثال میں حضور ﷺ کے ہاتھ چہرے پر مس فرمانے سے طبقات ارض وسماوات کا حال آئینہ ہو گیا جسکے سبب آپؒ نے سلسلہ طبقاتیہ کا اجراء کیا۔ ۶؍جب آپؒ امام جعفر صادقؓ کی مزار مبارک پر حاضر ہوئے تو پدری نسبت کے ساتھ نسبت ارادت وخلافت اور اجازت سلسلہ سے سرفراز ہوئے جسکے باعث آپؒ نے سلسلہ جعفریہ کا اجراء کیا۔ ۷؍آپؒ جب خواجہ حسن بصری کی قبر پر حاضر ہوئے تو انھوں نے فیض بخشا اور اجازت سلسلہ سے سرفراز فرمایا جسکے سبب آپؒ نے سلسلہ بصریہ کا اجراء کیا۔ ۸؍حضرت مہدیؑ سے روحانی وابستگی کے سبب سلسلہ مہدویہ کا اجراء کیا۔ ۹؍عالم مثال میں تمام نبیوں کی نسبتوں سے سرفراز ہوئے بالخصوص حضرت موسیٰؑ کی نسبت کے سبب آپؒ چہرے پر نقاب ڈالے رہتے تھے سلسلہ موسویہ کا اجراء کیا۔

قطب المدارؒ کی روحانی نسبتیں:۔ آپ حضور ﷺ سے سلاسل خمسہ کی نسبتوں جعفریہ، طیفوریہ، صدیقیہ، مہدویہ، اویسیہ سے منسلک ومربوط ہیں۔

نسبت جعفریہ:۔ حضرت بدیع الدین احمد قطب المدارؒ بن حضرت سید قدوۃ الدین علی حلبیؒ بن حضرت سید بہاء الدینؒ بن حضرت سید ظہیر الدینؒ بن حضرت سید احمد اسمٰعیلؒ بن حضرت سید محمدؒ بن حضرت سید اسمٰعیلؒ بن حضرت سیدنا امام جعفر صادقؓ بن حضرت سیدنا امام محمد باقرؓ بن حضرت سیدنا امام زین العابدینؓ بن حضرت سیدنا امام حسینؓ بن حضرت سیدنا علی

نسبت طیفوریہ: ۔ حضرت بدیع الدین شاہ احمد زندان صوفؒ، حضرت بایزید پاک بسطامیؒ عرف طیفور شامی، حضرت حبیب عجمیؒ، حضرت حسن بصریؒ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ

نسبت صدیقیہ: ۔ حضرت مدار العالمینؒ سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدارؒ، حضرت بایزید بسطامی عرف طیفور شامیؒ، حضرت عین الدین شامیؒ، حضرت عبد اللہ علم بردارؒ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

نسبت مہدویہ: ۔ حضرت بدیع الدین احمد قطب المدارؒ کو روح پاک حضرت موعود مہدی آخر الزماںؑ سے روحانی وابستگی حاصل ہوئی (قرب قیامت جو سلسلہ باقی رہے گا وہ مہدویہ مداریہ ہی ہوگا)

نسبت اویسیہ: ۔ حضرت بدیع الدین احمد مدار العالمینؒ راست قلب رحمۃ للعالمین نور مجسم ﷺ بایں نسبت قطب المدارؒ فرماتے ہیں اکتب اسمک ثم اسمی ثم اسم رسول اللہ ﷺ

حضرت بدیع الدین احمد قطب المدارؒ سے سلاسل خمسہ کی نسبتیں آج بھی تمام سلاسل عالیہ مداریہ میں جاری و ساری ہیں۔

اجراء سلاسل

صحیح تعداد: ۔ حضرت مدار العالمین حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدارؒ سے جن بے شمار مشائخ کبار کو فیض حاصل ہوا اور جن لوگوں کو آپؒ نے خلافت و اجازت سلسلہ سے سرفراز فرمایا پوری دنیا کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ میں موجود ہیں۔ یہ حضرات جب تک زندہ رہے اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور فروغ سلسلہ عالیہ مداریہ میں کوشاں رہے انکی صحیح تعداد بتا پانا بہت مشکل ہے جو آپؒ کی اس طویل حیات مقدسہ سے الگ الگ تعلق رکھتے ہیں۔

شاخیں:۔ خطبہ جج۔ المدار کی تعداد کے مطابق ایک ہی دن میں ایک ہزار چار سو پینتالیس مریدین کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں آپؒ کے خلیفہ تھے جن سے بے شمار سلسلوں کا اجراء ہوا اور ہر سلسلہ کی شاخیں بھی نکلیں۔

سلسلہ خادمان:۔ ہر سہ خواجگان حضرت ابو محمد ارغونؒ ابوالحسن طیفورؒ اور ابو تراب فصورؒ سے سلسلہ خادمان کا اجراء ہوا جن سے سات شاخیں نکلیں مثلاً ارغونیؔ، فصوریؔ، طیفوریؔ، صبوتریؔ، سرموریؔ، سکندریؔ، جنتیؔ وغیرہ

سلسلہ دیوانگان:۔ حضرت جمال الدین جانمن جنتیؔ سے سلسلہ دیوانگان کا اجراء ہوا جس سے بہتر شاخیں نکلیں ان ۷۲ سلسلوں میں دیوانگان حسینیؔ، دیوانگان سلطانیؔ، دیوانگان رشیدیؔ، دیوانگان دریائیؔ، دیوانگان سرموریؔ، دیوانگان زندہ ولیؔ، دیوانگان آتشیؔ، دیوانگان کاملیؔ، دیوانگان جمشیدیؔ، دیوانگان مداحیؔ، دیوانگان شرفیؔ، دیوانگان ابوالعلائیؔ، دیوانگان ماہی پوستؔ، دیوانگان کرخیؔ، دیوانگان قادریؔ، دیوانگان لولنگر لنکاپتیؔ، دیوانگان سدوشاہیؔ، دیوانگان مقبول شاہیؔ، دیوانگان خاک نوریؔ، دیوانگان جام نوریؔ، دیوانگان نکڑ شاہیؔ وغیرہ

سلسلہ عاشقان:۔ حضرت قاضی مطہر کلہ شیرؒ سے سلسلہ عاشقان کا اجراء ہوا جس سے ۲۸ اڑتالیس شاخیں نکلیں ان میں عاشقان امام نوروزیؔ، عاشقان سوختہ شاہیؔ، عاشقان کمر بستہؔ، عاشقان لعل شہبازیؔ، عاشقان باباگوپالیؔ، عاشقان لکھاشاہیؔ، عاشقان قادریؔ عاشقان کریم شاہیؔ، عاشقان کلائیؔ، عاشقان کارخوری وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

سلسلہ طالبان:۔ حضرت قاضی محمود الدین گرگ دانشمنداں تیغ برہنہ کاشغریؒ سے سلسلہ طالبان کا اجراء ہوا۔ جس سے ۳۶ چھتیس شاخیں نکلیں (اس سلسلہ کی دیگر شاخیں افغانستان، ثمرقند، تاشقند، اور چین میں بہت پائے جاتے ہیں)

سلسلہ اجملیان:۔ حضرت سید اجمل بہرائچیؒ سے سلسلہ اجملیان کا اجراء ہوا (تمام سلاسل چشتیہ قادریہ سہروردیہ نقشبندیہ وغیرہ اس سلسلہ سے وابستہ ہیں)

سلسلہ حسامیان:۔ حضرت سید حسام الدین سلامتیؒ سے سلسلہ حسامیان کا اجراء ہوا جس سے ۳۲ بتیس شاخیں نکلیں۔

اسی طرح شیخ ضمیری سے ضمیریہ، شیخ حمید سے حمیدیہ، شیخ احمد الدین جھین سے احمدیہ، ظہیر الدین الیاس گجراتی سے ظہیریہ، شاہ دانہ ولی بریلی سے دانیہ، عبدالمجید تمہ سے تمہیدیہ، ظہیر الدین کرلانی جھین سے کرلانیہ، سید روشن بریلوی سے روشنیہ، سید نظام الدین عبدی بلکتابی سے بلکتابیہ، سید امام سے امامیہ وغیرہ بے شمار خلفاء سے بے شمار سلسلے جاری ہوئے۔

سلسلہ ملامتیہ:۔ وہ طریق یافتہ بزرگ جو فنا فی اللہ کے مرتبہ پر فائز ہو کر دیوانگی کی کیفیت میں اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رکھتے ایسی حالت میں دنیا ان پر طعن کرتی ہے۔ ان میں ملنگ، دھرنگ، جوگن وغیرہ سلسلہ آتے ہیں۔

فیضان روحانی تمام سلاسل عالیہ پر

اس جہان معرفت میں تجھ سے قطب دوسرا
کون ہے جسکو نہیں فیضان روحانی ملا

حضرت مدار العالمینؒ کے خلفاء کرام کی تعداد صرف ہندوستان میں ہی چودہ سو بیالیس ہے اسکے علاوہ دیگر سلاسل کے تین ہزار بزرگوں نے آپؒ سے اور آپؒ کے خلفا کرام سے استفادہ حاصل کیا چند مشاہیر بزرگوں کا ذکر طائرانہ طور پر کیا جا رہا ہے۔

سلسلہ قادریہ مداریہ:۔ ابوالحسن عفی عنہ آل رسول الاحمدی، اچھے میاں، سید حمزہ، آل محمد البرکات بلمارہروی، سید فضل اللہ، سید محمد، قیام الدین، شیخ قطب الدین، عبدالقادر، سید مبارک، سید اجمل بہرائچی، سید بدیع الدین احمد قطب المدارؒ۔ (النور والبہاء فی اسانید الحدیث صفحہ ۷۳)

سلسلہ اشرفیہ مداریہ:۔ سید عبدالحی اشرف، وجیہ الدین اشرف، تقی الدین اشرف، و یحییٰ اشرف، نعمت اللہ اشرف، جمال اشرف، شاہ مجاہد، کی جعفر عرف شاہ محمود، شاہ عبدالرزاق، سید اشرف سمنانی کچھوچھوی، سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہانگشت، سید بدیع الدین احمد قطب المدار۔ (لطائف اشرفی وانوار اشرفی)

سلسلہ چشتیہ مداریہ:۔ سید امداد اللہ مہاجر مکی ایشاں را نور محمد جھنجھانوی ایشاں را شیخ المشائخ شاہ عبدالرحیم ایشاں را شاہ عبدالباری امروہی ایشاں را شاہ محمد مکی ایشاں را شاہ محمدی ایشاں را شیخ محب اللہ الہ آبادی ایشاں را شیخ ابو سعید گنگوہی ایشاں را شیخ نظام الدین بلخی ایشاں را شیخ جلال الدین تھانیسری ایشاں را شیخ عبدالقدوس گنگوہی ایشاں را بڈھن بہرائچی ایشاں را (اجمل بہرائچی) شیخ بدیع الدین قطب المدار۔ (کلیات امداد)

سلسلہ نقشبندیہ مداریہ:۔ حضرت شاہ محمد شیر میاں پیلی بھیتی وحضرت احمد غنی شاہ وایشاں حضرت درگاہی شاہ رامپوری وایشاں شاہ حافظ جمال اللہ رامپوری وایشاں قطب الدین (مدفن مدینہ شریف) وایشاں حضرت خواجہ زبیر وایشاں محمد نقشبند وایشاں حضرت خواجہ معصوم وایشاں شیخ احمد مجدد الف ثانی وایشاں شیخ عبدالواحد وایشاں شیخ رکن الدین گنگوہی وایشاں حضرت عبدالقدوس گنگوہی وایشاں شیخ درویش بن قاسم اودھی وایشاں شیخ سید بڈھن بہرائچی وایشاں شیخ سید اجمل بہرائچی وایشاں حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار مکنپوری رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔ (جواہر ہدایت صفحہ ۱۷۲-۱۷۳)

سلسلہ رضویہ مداریہ:۔ آل رحمٰن مصطفیٰ رضا خاں، حضرت سیدنا ابوالحسن احمد نوری، حضرت سیدنا آل رسول، حضرت سیدنا اچھے میاں، حضرت سیدنا حمزہ، حضرت سیدنا آل محمد، حضرت سیدنا برکت اللہ، حضرت سیدنا فضل اللہ کالپوی، حضرت سیدنا احمد، حضرت سیدنا محمد، حضرت سیدنا جمال الاولیاء، حضرت سیدنا قیام الدین، حضرت سیدنا قطب الدین، حضرت سیدنا جلال عبدالقادر، حضرت سیدنا مبارک، حضرت سیدنا اجمل بہرائچی، حضرت سیدنا بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ علیہم اجمعین (تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ صفحہ ۸۳)

سلسلہ وارثیہ مداریہ:۔ حضرت الحاج حافظ سید وارث علی شاہ دیوہ شریف، حضرت شاہ یتیم علی شاہ نوروز حیدرآبادی، حضرت شاہ طالب علی، حضرت شاہ بخشش علی، حضرت شاہ مسکین علی، حضرت شاہ نور علی، حضرت شاہ قائم علی، حضرت شاہ حیدر علی، حضرت شاہ کرم علی، حضرت شاہ دربار علی، حضرت شاہ بندہ علی، حضرت شاہ عبدالواحد، حضرت شاہ کمال، حضرت شاہ جمال، حضرت شاہ طبقات علی، حضرت شاہ عبدالغفور گوالیاری، حضرت شاہ راجے، حضرت شاہ عبدالحمید، حضرت شاہ قاضی مطہر کلہ شیر ما در الحمزی، حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ (گلزار وارث)

سلسلہ ابوالعلائیہ مداریہ:۔ حضرت شیخ برہان الدین فتح آبادی، حضرت شیخ محمد فرہاد دہلوی، حضرت شیخ خواجہ دوست محمد، حضرت شیخ سیدنا امیر ابوالعلا، حضرت شیخ عبداللہ احرار، حضرت شیخ یعقوب چرخی، حضرت شاہ ہدایت اللہ سرمست، حضرت شیخ قاضن، حضرت مولانا حسام الدین سلامتی، حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رضوان اللہ علیہم اجمعین

سلسلہ صابریہ مداریہ:۔ حضرت مولوی محمد حسن، حضرت امیر شاہ طیفوری حضرت میاں غلام شاہ، حضرت شاہ عبدالکریم، حضرت شاہ عنایت، حضرت میراں شاہ سید بھیک، حضرت شاہ ابوالمعالی، حضرت شیخ داؤد گنگوہی، حضرت شاہ ابوسعید گنگوہی، حضرت شاہ نظام الدین بلخی، حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری، حضرت شاہ عبدالقدوس، شاہ ادرئی محمد اودھی، شاہ بڈھن بہرائچی، شاہ اجمل بہرائچی، شاہ بدیع الدین مدارؒ (آئینہ تصوف)

سلسلہ فاروقیہ مداریہ:۔ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی، شیخ عبدالاحد، شیخ رکن الدین، شیخ عبدالقدوس گنگوہی حضرت درویش محمد قاسم اودھی، شاہ بڈھن بہرائچی، سید شاہ اجمل بہرائچی، حضرت سید بدیع الدین قطب المدارؒ (تذکرہ صفحہ ۱۰۰)

ولی اللہ محدث دہلوی اور سلسلہ مداریہ:۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شیخ ابو طاہر مدنی، شیخ ابراہیم، شیخ احمد قشاشی، شیخ شناوی، شیخ سید صبغۃ اللہ، شیخ وجیہ الدین گجراتی، شیخ محمد گوالیری، شیخ ظہور حاجی ظہور، شیخ ہدایت اللہ سرمدی، شیخ محمد قاضی، شیخ حسام الدین سلامتی، شیخ الوقت بدیع الدین مدارؒ۔ (مقالات طریقت صفحہ ۱۸۸)

بزرگان صفی پور اور سلسلہ مداریہ:۔ حضرت مخدوم الانام شاہ امیر اللہ صفوی و حضرت شاہ حفیظ اللہ و حضرت شاہ محمدی عرف غلام پیر وایشاں راشاہ افہام اللہ وایشاں راشاہ عبداللہ و ایشاں راشاہ یونس وایشاں راشاہ زاہد وایشاں راشاہ عبدالرحمٰن وایشاں را از شاہ الکرم وایشاں را از شاہ بندگی مبارک وایشاں را از شاہ صفی وایشاں را از شاہ سعود وایشاں را شیخ سید بڈھن بہرائچی وایشاں را حضرت اجمل بہرائچی وایشاں را سرکار قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدارؒ مکنپوری رحمہم اللہ اجمعین۔ (تذکرۃ المتقین حصہ دوم صفحہ ۱۷۳)

صاحبان چورہ اور سلسلہ مداریہ:۔ حافظ سلطان احمد صاحب چورہ، شاہ خیرات علی شاہ، سید حسین علی، شاہ احمد سعید، شاہ سلطان ابوسعید، شاہ فضل اللہ کالپوی، شاہ سید احمد، شاہ سید محمد کالپوی، شاہ جمال الاولیا، شاہ قیام الدین، شاہ قطب الدین، سید جلال حبد القادر، سید مبارک، سید اجمل بہرائچی، شیخ المشائخ شاہ بدیع الدین احمد قطب المدارؒ (منہاج طریقۃ النبی)

سلسلہ شمسیہ اویسیہ مداریہ:۔ حضرت شیخ ارشد محمد رشید مصطفیٰ، حضرت ابویزید حضرت شاہ فخر الدین زندہ ولی، حضرت سید محمد جمال الدین جانمن جنتی، حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدارؒ۔ (گنج ارشدی حصہ دوم صفحہ ۲۰)

سلون شریف اور سلسلہ مداریہ: حضرت شاہ محمد نعیم عطاء، حضرت شاہ محمد مہدی عطاء حضرت شاہ محمد عطاء، حضرت شاہ کریم عطاء، حضرت شاہ محمد پناہ، حضرت شاہ شیخ محمد اشرف سلونی حضرت شاہ عبدالکریم مانکپوری، حضرت خواجہ شاہ سلطان محمد، حضرت شیخ اللہ داد مداری، حضرت شیخ ظہ مداری، سید شاہ میٹھے مدار، حضرت خواجہ سید محمود الدین کنتوری، حضرت سلطان العارفین و المتقین سید بدیع الدین قطب المدارؒ۔

بلگرام اور سلسلہ مداریہ:۔ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی، مخدوم شیخ حسین بن محمد سکند ر آبادی، مخدوم شیخ صفی الدین عبدالصمد صفی پوری، مخدوم شیخ سعدالدین بدھن خیرآبادی، شیخ محمد شاہ مینا لکھنوی، شیخ سارنگ راجو قتال، سید جلال الدین بخاری المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت مرید وخلیفہ سید بدیع الدین احمد شاہ مدار۔ (اصح التواریخ جلد اول ۱۳۴ تا ۱۰۹)

واضح ہو کہ سلاسل قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، قلندریہ، اشرفیہ، وغیرہم بیشتر ان چار بزرگوں سے منسوب و مربوط ہیں حضرت شاہ اجمل بہرائچی، حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت حضرت مخدوم اشرف سمنانی، حسام الدین سلامتی مانکپوری۔ یہ چار بزرگ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، قلندریہ کے ساتھ ساتھ مداری بھی ہیں۔ ان حضرات نے حضور سرکار سرکاراں سید بدیع الدین شاہ احمد زندان صوف سے براہ راست سلسلہ مداریہ حاصل کیا اور قادریوں، چشتیوں، سہروردیوں، اشرفیوں وغیرہ کو تقسیم فرمایا جو آج بھی جاری وساری ہے۔

دیکھئے!

عبدالعزیز محدث دہلوی اور سلسلہ مداریہ (مقالات طریقت بہ فضائل عزیزیہ ۱۸۷)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور سلسلہ مداریہ (تذکرۃ المتقین جلد دوم ۱۱۷)

مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی اور سلسلہ مداریہ (تذکرۃ المتقین جلد دوم ۱۷۶)

محمد شیر میاں پیلی بھیت اور سلسلہ مداریہ (جواہر ہدایت و تذکرۃ المتقین ۱۷۲)

سلسلہ رفاعیہ مداریہ (الشجرات الرفاعیہ ۳۰۶)

قلزم مداریت کے چند آبشار

یہ بزرگان محترم تذکرۃ المتقین، مدار اعظم، گلشن سید الفقراء، کمال بدیع، جمال بدیع، اسرار

بدلیع، ذوالفقار بدلیع، حصول صمدیت تحفۃ الابرار، بوستان احمدی، ظہیر الابرار، سراج الاولیاء، وغیرہ سے ماخوذ ہیں اسکے علاوہ کتب صادقہ سے یہ بھی واضح ہے کہ صرف ہندوستان میں ہی دیگر سلاسل کے تین ہزار سے زائد بزرگوں نے استفادہ حاصل فرمایا۔

حضرت سیّد ابو محمد ارغونؒ، حضرت سیّد ابوالحسن طیفورؒ، حضرت سیّد ابوتراب فنصورؒ، حضرت علی شیر ماوراالنہریؒ، میر حسن عرف بغدادی، خیر الدین رکن سرباز، شاہ محمد یٰسینؒ، علاءل شاہ، خواجہ محمد دریا سعید، خواجہ شاہ مخدوم شاہ، شاہ رزق اللہ محمد عبد الحمیدؒ، شاہ عباس منصوریؒ، میر شمس الدین حسنؒ عرب و میر رکن الدین حسن عرب گوجپور، جمال الدین جانمن جنتی بلسہ بہار، قاضی مطہر کلہ شیرؒ، اودھ شریف محمود الدین گرگ دانش مند تیغ برہنہ و میٹھے مدار لکھنؤ شریف، پا محمد بن مسروق خراسان، ابو علی رودباری مصر، محمد شاہ ظفر مکہ معظمہ، خواجہ سید حسن تلخ، خواجہ ابونصر مکی ایران، خواجہ معروفؒ سیستان، خواجہ معروفؒ و خواجہ اسمٰعیلؒ گازرونی، خواجہ طیفورؒ، ابوسعیدؒ، محمد اسمٰعیلؒ سید داؤدؒ، سید عبد اللہ و غیر ھم حلب، قاضی نور الدین کھمبات، عبد اللطیف نجف اشرف شیخ محمود زندرانیؒ شیخ محمد فرید شام، شیخ فرید الدین شاہ افغانستان، شیخ عبد القادر ایرانی بزامیدان ایران، شیخ عبد الوحید تلخ، شیخ نور الدین شاہ تجر، شیخ عبد اللہ مصر، قاضی شہاب الدینؒ بڑاگاؤں بارہ بنکی، قاضی حمید الدینؒ گور شریف، قاضی شہاب الدین دولت آبادی جونپور، شیخ شہاب الدین گازرونی چلمن کلاں، امام میر شاہ کرارتی، سید کمال الدین المعروف بادیہ پیر، شیخ شمس الدین سیاح اندلس، شیخ ابوالحسن شمسی سنت، دیپ سیلون، شیخ شاہ قطب بنگال، خواجگان ہفتم پردہ پیران بریلی، شیخ نہال الدین سنگدیپ، مخدوم شاہ مین لکھنؤ، شیخ ابوداود صدیقی تلخ، شیخ علی عرف علی بنگال، شیخ عبد الغنی کھمبات، شیخ ابوتراب بریلوی مالدیپ، قاضی فخر الدین عثمان عربی ادالی کویت، شاہ عبد اللہ چوہدھ میوات، شیخ شاہ محمد لاہور، شیخ زاہد بن خالد شیراز، پیر بابخاری کراچی، پیر سلطان تجی شیخ الاسلام شہاب الدین گازرونی سوداگر چمن کلاں، شیخ جھنڈا اوتار بدایوں، شیخ تجی روحی ابوالفضل

بخاری روس، شیخ فرید بریلی، شیخ فرید بنگال، شیخ چترادی انڈونیشیا، شاہ غلام علی ایشیا، شیخ مہاملی کمبوڈیا، شاہ ولایت شمالی کشمیر، شاہ ریاست بلوچستان، شیخ گروگوتم نمی جاپان، درباری شاہ منگولیا، شیخ علی بغدادی گجرات، شیخ حمیدالدین متولی دربار شاہ جمال کاٹھیاواڑ، مولانا ابوعلی دربند روم، شیخ تاشقندی مولانا سلطان احمد عرف سلطان بنگال، شاہ احمدالدین گجرات، شاہ نجم الدین قرطبہ، شیخ کبیرالدین عربی شامی روس، شیخ بھیکا قنوج، شیخ عبدالقادر ہندی دکن، شیخ محمد علی یونان، شیخ سرور حیات پنجاب، شاہ ولی جزائر توق، شیخ کبیرالدین نواحی دکن، شاہ امیر کبیر گونڈہ، خاکسار خاکمیز نعیانی، بابا نادو شاہ بریلی، بیلا میاں بریلی، سید جلال الدین بخاری عرف شاہ دانہ میاں بریلی، شیخ چراغ علی شاہ بخش، شاہ عبدالرحیم اور شاہ عبدالکریم جنوبی افریقہ، سلطان مبارک شاہ شرقی، سلطان ابراہیم شرقی، میر سید صدر جہاں، وزیر میر سید صدر زماں جونپور، راجہ چیرومن پیرومل ساموری (پٹنہ) محمد علی عرف راجہ جسونت سنگھ نواحی کاٹھیاواڑ، راجہ زور آور سنگھ عرف زور آور خاں پالنپور، شاہ کنگن دیوان بہار، سید احمد کھواون، شاہ جمشید میاں مختار بدایوں، شاہ برق دیوانہ بریلی، چتین شاہ لنکا پتی پدی مدنا پور بہرائچ، بابا گوپال قنوج، جلال الدین بخاری جہانیاں جہانگشت پاکستان، سید خاصہ بہرائچ، اسلم غازی اصفہانی گمراں شریف، سید سالار ساہو مدائن، شاہ راجے دہلی، صدرالدین اکلیتپوری، عبدالغنی، سلطان شاہ، ویلیل شاہ ناسک، شاہ لال قلعہ ناگور، سید شاہ الیاس گجرات، حاجی محمد سلیمان متورا بہار، محمد غزنوی ظفر آباد، شیخ حسین گنج، شیخ محمد کرم منڈوا، شاہ بابا مان دریائی بڑودہ، شاہ عطاء اللہ کنتور، قاضی سید احمد علی سنہو ناودہ، خواجہ غلام بدیع الدین کنتور، قادر علی شاہ شطاری شرف آباد، سید شمس الدین ادیپور، مولانا حسام الدین سلاحی مانکپور، ظہیرالدین دمشقی مصر، شمس ثانی لکھنؤ، زاہد جستانی روم، یوسف اوتار بخارا، سید طاہر عرب، شاہ عبدالعزیز کاشغری مالوہ، مولانا فخرالدین صوفی افغانستان، مظفر حبشی کلکتہ، عبدالقادر عمیری سنگدیپ، عبداللہ

قدوسی گجرات، اسمٰعیل خلجی بن سید داؤد سیستان، شیخ عبدالواحد نجف اشرف، حاجی عبدالنجم سالک نیشاپور، محمود شعری بن خواجہ غیاث الدین برہما، محمد باسط پارسا مکہ معظمہ، صابر ملتانی عرف شاہ بدحسن کورکھپور، شاہ فضل اللہ بدخشانی ستارہ، شیخ نصیر الدین شیرازی کوہ ہمالیہ، شیخ سیمان یمنی بکر جستان قیام الدین جلال آبادی چین، حکیم احمد مصری طوس، عبدالرحمٰن بن سید اکمل محمود آباد، احمد اعراج مصطفےٰ آباد، لطف اللہ نجف اشرف، شاہ حیات پانی پت، میر اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھہ شریف، میر سید داؤد کیشو راو پاٹن، تھلی شاہ رام نگر، کنڑ شاہ موتی پور بہرائچ، جھکڑشاہ پھکڑشاہ بہرائچ، آدم صوفی شمس الدین تانی چوبدار شاہ بدھ، قاضی ابری، قاضی طٰہٰ مجھلے سوداگر، سلطان شہباز، قاضی صدر، میاں سیف اللہ، شیخ فرید الدین، قاضی احمد، شیخ فرید الدین بخاری، شیخ محمود مغربی، ابوالحسن مغربی، سلطان حسن عربی، حاجی عبدالرحمٰن بن ملتمس مکی، حضرت قطب غوری کولار، شاہ عبدالغفور بابا کپور گوالیار، شاہ رزق اللہ شاہ خلیق اللہ، منگو پیر کراچی وغیرہم۔

شان مداریت کے بیس امام

تن کے چار امام : حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل

حقیقت کے چار امام : حضرت آدم صفی اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

معرفت کے چار امام : حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر ابن الخطابؓ، حضرت عثمان ابن عفانؓ، حضرت علی ابن ابی طالبؓ

طریقت کے چار امام : حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت اکمل بن زیادؓ، حضرت حسن بصریؓ

شریعت کے چار امام : حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام احمد حنبلؒ

چند اذکار مداریہ

درودِ مداری: اللھم صلی علی سیّدنا محمد النبی الامی وآلہ مدار البدیع الکریم ابن الکریم و بارك وسلم و كما لله كما يليه بكماله

بعد نمازِ فجر: یا بطوش الذی رفع السموات والارض بغیر عمدا

بعد نمازِ ظہر: یاشعر نا الذی یقع عوالملکوت خطاب الارض

بعد نمازِ عصر: یا بدیع السموات والارض یا بدیع الملکۃ والروح

بعد نمازِ مغرب: یابدیع العجائب بالخیر یا بدیع المحبۃ والمحبوب

بعد نمازِ عشاء: یابدیع العرش واللوح فحت اللیل والنّھار یا اللہ

حاضرِ دربار مدار ہونے پر: یامدارالّذی لابدایۃ لذاتہ ولانہایۃ لملکہ یامدارالدنیاوالآخرۃ

آغاز کرنے پر: بسم اللہ باللہ علیٰ طریقت انس باللہ لا الہ الا انت العلیم الحکیم

غسل طریقت کی نیت: نویت ان اغسل من الطریقۃ الطھر الاّ نفسّ من ارباب الطریقۃ من خروج اعما الدّنیا تقرّبا الیٰ ورفع الحدث

بستر پر جاتے وقت: نویت ان اسجد اللہ تعالیٰ سجدۃ تلاوۃ القرآن اینما تولّو فثم وجہ اللہ من الجنۃ والناس

لباس پہنتے وقت: احلّ لکم لیلۃ الصیام الرفث الیٰ نساءکم ھن لباس لکم انتم لباس لھن

عمامہ باندھتے وقت: واذا سالک عبادی عنّی فانی قریب اُجیب دعوۃ الدّاع اذا دعانی فلیستجیبولی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون

کنٹھا پہنتے وقت: انّا جعلنا فی اعناقھم اغلالا

گلوبند پہنتے وقت: انہم یکیدون کیداً و کید کیداً فمہل الکافرین امہلہم رویداً

تسمہ باندھتے وقت: ایظنو تسمہ اللہ یقولہم خشبٌ مسندۃ ان الدین عند اللہ الاسلام

لنگوٹ باندھتے وقت: لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون

چندا وہ تقسیم کرتے وقت: ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

مال تقسیم کرتے وقت: ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب

لونگ کیلئے: اللّٰھم انت العفو وانا المذنب

کشکول کیلئے: فلا اسمہ علیہ وھو الغفور الرحیم ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکیناً ویتیماً یسیراً

مقراض کیلئے: واللہ یھدی من یشاء علیٰ صراط مستقیم

بانواں کیلئے: واما السائل فلا تنہر واما بنعمۃ ربک فحدث

خلیفہ کیلئے: واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعلٌ فی الارض خلیفہ

چندا وہ کیلئے: اللّٰھم اخرجنی من الظلمات الی النور

سر گروہ کیلئے: قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا وھو مولانا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون

چند اشغال مداریہ

شغل حبس دم:۔ دو زانو بیٹھ کر پیر کی ایڑی مقعد میں اور آلہ تناسل ران میں دبائے ہر دو انگشت سے سوراخ گوش اور دو انگشت سے دونوں چشمیں اور انگشت ہائے میانہ سے سوراخ بینی اور چار انگشت سے دونوں لب بند کر کے سر کو ناف کی طرف جھکائے پرہ بینی راست سے لا الہ کو کھینچ کر حبس کرے اور زبان کے اشارے سے قلبی حرکت کر کے ساتھ الا اللہ کہتا رہے جب تھک جائے پرہ بینی چپ سے محمد رسول اللہ کہتا ہوا سانس کو چھوڑ دے ۔مرشد سے اجازت لازمی ہے۔

شغل نفی اثبات یک ضربی:۔ سر کو ناف کی طرف خم کر کے لا کو یک سانس مقام سر کو مقام روح کی منزل طے کراتا ہوا اپنے شانہ کی طرف اشارہ دیگر الہ کو مقام خفی سے مقام اخفی تک لائے الا اللہ کی ضرب قلب پر لگائے۔ ابتدا میں لا الہ الا اللہ کا ذکر ایک سانس مذکرہ بالا طریقہ سے ۹ مرتبہ کرے اور دسویں مرتبہ جب سانس رکے تو سانس کے ساتھ ایک مرتبہ محمد رسول اللہ کہے۔ یا حسبی ربی جل اللہ مافی قلبی غیر اللہ نور محمد صلی اللہ کہے اور جب سانس ٹوٹنے لگے تو محمد رسول اللہ کہے۔ یا لا معبود الا اللہ لا مقصود الا اللہ لا موجود الا اللہ لا الہ الا اللہ کہتا رہے اور جب سانس ٹوٹنے کو ہو تو محمد رسول اللہ کہے۔

شغل پاس انفاس:۔ جب سانس بذریعہ ناک اندر جائے لا الہ کہے اور جب اخراج ہو الا اللہ کہے جب کسی سے بات کرے محمد رسول اللہ ﷺ کہے ہر وقت چلتے پھرتے سفر حضر میں جاری رہے لیکن حوائج ضروریہ کے وقت بند رکھے اس طرح جب اسکی روح پرواز کرے گی تو لا الہ اللہ کی سانس کے ساتھ۔

بوقت فجر: یا باطن الذی رفع السموٰت والارض بغیر عمد

بوقت ظہر: یا متعزز الذی یقع فو الملکوت خطاب الارض

بوقت عصر: یا بدیع السموٰت والارض یا بدیع المنکۃ والروح

بوقت مغرب: یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع الصحبۃ والسحوب

بوقت عشاء: یا بدیع العرش واللوح فحف اللیل وانسھا بالنور یا اللہ

سن مدار اعظم

''سن ہجری'' کا اجراء حضور علیہ ﷺ کی مکہ سے مدینہ کو ہجرت سے ہوا اور ''سال نو روز'' یکم محرم سے ہوا۔ اسی طرح ''سن مدار اعظم'' کا اجراء حضرت بدیع الدین احمد قطب المدارؒ کی ولادت باسعادت سن ۲۴۲ ہجری سے ہوا اور ''سال نو روز'' (یکم شوال) یعنی ''صادر البدیع'' سے ہوتا ہے۔ سن مدار اعظم کا اجراء شیخ عبدالقادر خمیری بغدادیؒ نے کیا۔ (جمال بدیع)

عربی مہینے		مداری مہینے	چاند کے مہینے
نیسان	محرم الحرام	صادر البدیع	محرم کا چاند
ایار	صفر المظفر	قادر البدیع	تیرہ تیزی کا چاند
حزیران	ربیع الاول	شاکر البدیع	بارہ وفات کا چاند
تموز	ربیع الثانی	ناصر البدیع	تمساہ کا چاند
آب	جمادی الاول	صائم الدہر	مدار کا چاند
ایلول	جمادی الثانی	یاصر الاول	شیخ بہاق کا چاند
تشرین اول	رجب المرجب	یاصر الثانی	رجب کا چاند
تشرین ثانی	شعبان المعظم	آمر الاول	شب برعت کا چاند
کانون اول	رمضان المبارک	آمر الآخر	رمضان کا چاند
کانون ثانی	شوال المکرم	ترقیم الارفع	عید کا چاند
شباط	ذی قعدہ	مذہب البیان	خالی کا چاند
آذار	ذی الحج	قاہر البدیع	بقرا عید کا چاند

جمادی الاولیٰ کو جمادی المدار بھی کہا جاتا ہے

حضرت زندہ شاہ مدارؒ کی عوام میں غیر معمولی مقبولیت کا بیّن ثبوت

نام ولقب سے منسوب مقامات کے نام: مثلاً مدار پور، مدار پورہ، مداری پور، مدار کھیڑا، مدار چلہ، مدار ٹیکری، مدار پہاڑی، مدار بستی، مدار پاڑہ، مدار پاڑی، مدار باڑی، مدار گلی، مدار کوچہ، مدار گیٹ، مدار دروازہ، مدار ڈیرہ، مدار کوٹ، مدار گھاٹ، مدار چھیچھ، پیر و مدارا، مداری نالہ، دربار شاہ مدار، درگاہ شاہ مدار، مدار باغ، شاہ زندان، مدار اسٹیشن، مدار شیخ، مدارا رائے، مدارا گمان، مدار پور غازی الدین، کٹرہ مداری خاں، کٹرہ مدار پور، مدار دائرہ، مدار گنج، میراں مدار، مدار چھیچھ، مدارن، مدارن وغیرہ

صفات نور وجمال سے منسوب مقامات کے نام: مثلاً نور پور، نور گنج، نور باڑی، نور کوٹ، نور کوچہ، نور کھیڑا، نورانی شاہ، زندہ شاہ ولی، شاہ کوٹ، جی پور، شاہ پور، شاہ گھاٹ، شاہ بندر، شاہ گنج، شاہ جمال، جمال، جمال گنج، جمال کھیڑا، زیارت دادا مدار، داتا مدار، داتا جمال، دادا حیات، شاہ والا (ساہی وال) دادا پیر، پیر بہوڑہ وغیرہ

مدار کے نام پر لوگوں کے نام: مثلاً بدیع الزماں، بدیع المدار، بدیع الحسن، بدیع الرحمٰن، بدیع الحق، عظمت المدار، خدمت المدار، نور المدار، صبغت المدار، مدار بخش، مداری، مدار علی، مدارو، مدار والا، مداری شاہ، شفیق المدار، اچھے مدار، بیٹھے مدار وغیرہ

حضرت زندہ شاہ مدارؒ کے خلفاء کرام و بزرگان سلسلہ کے نام ولقب سے منسوب مقامات کے نام

مثلاً حضرت جمال الدین جانمن جنتی کے نام سے جتی نگر پٹنہ بہار، حضرت شیخ علی عرف علا کے نام سے علا پور بنگال، حضرت شیخ علی بہاری کے نام سے علا پور نگراؤ بریلی، شیخ محمد فرید

کے نام سے فرید پور بریلی، شیخ فرید بنگال کے نام سے فرید پور بنگال، شیخ قبول کے نام سے قبول پور بدایوں، شیخ قبول کے نام سے قبول پورہ، بابا غفور عرف کپور کے نام سے بابا کپور روڈ محلہ گوالیار، بابا پھول شاہ کے نام سے پھول پور الہ آباد، قاضی محمود کے نام سے محمود گنج، محمود پورہ شیخ ابوالحسنات ولی زندانی کے نام سے منگو پیر کراچی وغیرہ

حضرت زندہ شاہ مدارؒ سے منسوب محاورے وضرب الامثال

مرے کو ماریں شاہ مدار: یہ مثال زبان زد خاص وعام ہے اس سے مراد حضرت زندہ شاہ مدارؒ کو یہ قدرت حاصل تھی کہ وہ کافر و کفر سے نکال کر فنا کے مقام پر پہونچا دیتے تھے اور جو صوفی مرتبہ فنا میں ہوتے تھے انکو فنا الفنا کے مقام پر پہونچا دیتے تھے پھر اس مقام سے نکال کر بقا باللہ کا مقام عطاء فرمادیتے تھے بقا باللہ سے تعنیات اور تعنیات سے لاتعین کے مقام پر فائز فرمادیتے تھے۔ جیسا کہ قرآن کریم نے کافر کو مردہ قرار دیتے ہوئے کہا انك لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعآ ۔ واذ ولوا مدبرین (پارہ ۲۰ آیت نمبر ۸۵) اس آیت کریمہ میں مردوں سے مراد کفار ہیں ابوجہل جیسے لوگ۔ دوسرے قسم کا مردہ جس پر فنا کیا جاتا ہے حدیث مقدسہ میں دیکھیں من اراد ان منظر الی میت یمشی علی وجہ الارض فلینظر الی ابن ابی قحافہ جو شخص چاہے کہ کسی مردے کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے وہ ابوقحافہ کے بیٹے (صدیق اکبر) کو دیکھ لے۔
(آج کل یہ محاورہ گنجے ہوتے ہی اولے پڑ گئے کے مساوی ہے)

گنگا مدار کا ساتھ کیا؟ یہ مثال عوام میں سب سے زیادہ مقبول ہوئی کیوں کہ حضرت بدیع الدین احمد قطب المدارؒ کی آفاقی تعلیمات حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی سیرت وکردار کے مطابق قرآن پر مبنی تھیں جس میں خالق ومخلوق، معبود وعبد، حق وناحق، نیک وبد، جائز وناجائز، خیر وشر اور حلال وحرام کی تمیز اجاگر تھی جبکہ ہندؤں کے نزدیک ہر وہ چیز خدا ہے جوائی سمجھ

سے باہر جوان میں ایک گنگا بھی ہے جسکے لئے طرح طرح کی کہانیاں انکی کتابوں میں موجود ہیں ہندؤں کا ایک پختہ عقیدہ ہے کہ گنگا میں نہانے سے پاپ دھل جاتے ہیں بس گناہ کرتے جائیں اور نہاتے جائے اس عقیدے سے لوگ گمراہ ہوجاتے ہیں۔ یہاں پر گنگا سے مراد باطل اور مدار سے مراد حق ہے۔

بعد جمعہ جو کچھو کا را سکے ضامن شاہ مدار: یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالی کا قرآن میں ارشاد گرامی ہے۔ فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ" (پھر جب نماز پوری ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو)

زندہ شاہ مدار: حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صفت خاص سے حضرت بدیع الدین احمدؒ کو سرفراز فرمایا۔ جس طرح آپ ﷺ تمام انبیاء و مرسلین میں "حیات النبی" کہے جاتے ہیں جبکہ سبھی نبی علیہ السلام حیات ہیں پر یہ لقب آپ ہی کی ذات خاص سے منسوب ہے بالکل اسی طرح سبھی ولی زندہ ہیں لیکن حضرت بدیع الدین احمد قطب المدار ہی "حیات الولی" (زندہ شاہ مدار، شاہ زندان صوف، شاہ زنداں، زندہ شاہ ولی وغیرہ) کہے جاتے ہیں اور یہ القاب آپ ہی کی ذات خاص سے منسوب ہیں۔

دم مدار بیڑا پار: اس سے مراد حضرت مدار العالمینؒ سے مدد طلب کرنا مقصود ہے یہ نعرہ قرآن کی اس آیت کی تفسیر سے ماخوذ ہے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنو الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون ویسے بھی حضور ﷺ ہر شئے کے مدار ہیں اور جب آدم کا پتلا تیار ہوگیا تو اس میں سب کچھ ڈالنے کے بعد بھی حرکت پیدا نہیں ہوئی جب نور محمدی ﷺ یعنی (بزبان) دم مدار انکی پیشانی میں داخل کیا گیا تو اس کا بیڑا پار ہوگیا اور اس میں حرکت پیدا ہوگئی۔

دم پیر شاہ مدار آنکھوں کو روشنی دلکو قرار: فقراء میں اس نعرہ نے ایک اصطلاح کی صورت اختیار کر لی ہے انکا مقصد یہ ہے کہ وہ لحظہ بہ لحظہ حضرت قطب المدارؒ کی اطاعت وفرماں برداری کرتے ہیں اور اللہ محمد مدار کی خوشنودی حاصل کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ اس نعرہ سے آل رسول کیلئے انکی شدید محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

حق اللہ محمد مدار: مطلب یہ ہے کہ اللہ محمد ﷺ اور بدیع الدین احمدؒ کی ہی تعلیمات حق و درست ہیں لہذا انکی اطاعت وفرماں برداری لازمی ہے۔

کھائیں مدار کا گائیں سالار کا: یہ محاورہ بالکل اس طرح ہے کہ جیسے بیت اللہ کے سبب ہر جگہ اہل قریش کو احترام دیا جاتا تھا لیکن یہ اللہ کے بجائے بتوں کی تعریف کرتے تھے

مدار کی کشتی: حدیث مقدسہ ہے یا ایہا النّاس! انی ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا کتاب الله وعترتی أهل بیتی اسکے بعد ایک اور مقام پر مثل اهل بیتی کسفینة نوح مکنپور شریف کا شغل دمال اس حدیث کے اعلان کی تائید کیلئے ہر سال اس امر کو دوہراتا ہے۔ اوّل کشتی جس میں قرآن عظیم رکھا ہوتا ہے جسے انبوہ انساں (انسانوں کے سیلاب) سے گذار کر (کشتی نوح کی شکل) دوسرے اہل بیت کی نسل پاک سے سجادہ نشین کو تخت نشیں کرکے ستائش بیان کرتے ہوئے جن کے روبرو ملنگان ذیشان فرحت ومسرت اور محبت میں دھمال کرتے ہوئے اس عہد کی یادگار کا ڈنکا بجاتے ہیں کہ اگر ان دونوں (قرآن اور اہل بیت) سے جڑے رہے تو گمراہ نہ ہوگے۔

مدار العالمین: جس طرح رب العالمین نے اپنے محبوب کو رحمت اللعالمین سے خطاب فرما کر تمام انبیاء علیہم السلام میں افضلیت بخشی ٹھیک اسی طرح رحمت اللعالمین ﷺ نے حضرت بدیع الدین احمد زندان صوفؒ کو "مدار العالمین" خطاب مرحمت فرما کر تمام ولیوں میں ممتاز قرار دیا۔

(سرورِ کائنات ﷺ نے ساحل مالابار پر عالمِ مثال میں حضرت بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار کو ۹ لقمہ شیر و برنج کے کھلائے جس میں جس میں عالموں کا مدار ٹھہرا کر "مدار العالمین" کا خطاب عنایت فرمایا۔ مثلاً پہلا لقمہ کھلایا تو عالمِ ناسوت کا مدار ٹھہرایا اس میں دنیا کی ہر شئے اور شریعت کے ظاہری عبادات شامل ہیں۔ دوسرا لقمہ کھلایا تو عالمِ ملکوت کا مدار ٹھہرایا آخرت کی ہر شئے فرشتوں پر حکومت اور عالمِ ارواح کی بادشاہی بھی شامل ہے) تیسرا لقمہ کھلایا تو عالمِ جبروت کا مدار ٹھہرایا (اس میں عظمت اور جاہ و جلال کے ساتھ بنی اسرائیل کے انبیاء کی مشابہت و تصرف ہونا بھی شامل ہے۔) چوتھا لقمہ کھلایا تو عالمِ لاہوت کا مدار ٹھہرایا (اس میں فنا فی اللہ ہو کر صمدیت کا حاصل ہونا بھی شامل ہے) پانچویں سے عالمِ ہاہوت کا مدار ٹھہرایا (اس میں اویسی مشرب ہو کر محبوبِ کل ہونا شامل ہے۔) چھٹے سے عالمِ یاہوت کا مدار ٹھہرایا (اس میں عرش و کرسی کو منتقل کرنا اور تقدیروں کا بدلنا شامل ہے) ساتویں سے عالمِ ساہوت کا مدار ٹھہرایا (اس میں خدا اور رسول کے وجود کو اپنے وجود میں شامل کرنا بھی شامل ہے) آٹھویں سے محمود شاہی کا مدار ٹھہرایا (اس میں پیکرِ نور و جمال ہو کر مسجود خلائق ہونا بھی شامل ہے) اور نواں لقمہ کھلا کر عالمِ نصیرانات کا مدار ٹھہرایا (اس میں ہر دل عزیز ہو کر مختارِ کل ہونا شامل ہے)

بر دوشِ مدار عرشِ اعظم پر گیا پروردگار: یہ مثال بھی فقراء کی جماعت میں خوب مقبول ہے انکا دعویٰ ہے کہ نفی اثبات کا طریقہ سب سے پہلے بدیع الدین زندہ شاہ مدارؒ نے رائج کیا۔ حدیث مقدسہ ہے "قلب مومن عرش اللہ" مومن کا قلب اللہ کا عرش ہے۔ "لہٰذا قطب المدارؒ نے جبیں کو ناف کی طرف خم کر کے "لا" کو بیک سانس مقامِ سر کو مقامِ روح کی منزل طے کراتے ہوئے داہنے شانے سے گذارتے ہوئے "الٰہ" کو مقامِ خفی سے مقامِ اخفیٰ تک لائے پھر "الا اللہ" کی ضرب قلب پر لگائی۔ یعنی لا کو ناف سے اٹھایا الٰہ کو دوشوں سے گذارتے ہوئے الا اللہ کو قلب (عرشِ اعظم) تک پہونچایا۔ پھر یہ طریقہ نفی اثبات کا سلسلہ عالیہ مداریہ میں رائج ہو گیا اور یہ مثال قائم ہوئی۔

اس کے علاوہ فقیری نہیں لوہے کے چنے چبانا ہے، آم کھائیں مدار مارے جائیں قلندر، ایک مداری سب پہ بھاری، دلّی کے مدار، دار و مدار، داتا مدار، صدقہ مدار کا، مدار کی ونچاسی، مدار کا ملیدہ، مدار کی چادر، مدار کی کھیر، مدار کے پتھ، مدار کے جھنڈے، مدار کے ملنگ، مدار کا مہینہ، مدار کا چاند، مدار کا میلا، میلے مدار کے دن، مدار کی چھڑیاں، مدار کی بدھی، مدار کا پھندنا، مدار کی سترہ ویں، راوٴ حسن سکھ، مدار کا منڈن، مدار کا صندل، مدار کا چراغاں، مدار کی جھنڈیاں وغیرہ یہ محاورے اور ضرب المثال صدیوں سے برصغیر کے مخصوص معاشرہ کا جز بنے ہوئے ہیں جو حضرت زندہ شاہ مدارؒ سے منسوب اور ان فیض دوام سے منسلک نقش دوام ہیں اگر انکی وجہ تسمیہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ حضرت مدار العالمینؒ کی عوام میں غیر معمولی شہرت، مقبولیت، ممتازی اور عظمت کا بیّن ثبوت ہے۔

مدار کے میلے اور عرس: مدار کے میلے اور عرس پوری دنیا میں منائے جاتے ہیں۔ خطبہ حجۃ المدار کی تاریخ ۶ر جمادی المدار (جمادی الاول) سے ۱۷ر جمادی المدار ۸۳۸ھ کی یاد میں پوری دنیا کے کونے کونے میں حضرت بدیع الدین احمد قطب المدارؒ کا عرس منایا جاتا ہے اور یہی عرس وہاں کے رسم و رواج کے مطابق یاد کیا جانے لگا اور میلوں کی شکل اختیار کر لی جیسے میرٹھ ہجرت پور وغیرہ کے علاقہ میں یہ عرس چھڑیوں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اسے مدار کی چھڑیاں کہتے ہیں یہ میلا بھرتپور، آگرہ، میرٹھ، بریلی، بدایوں وغیرہ شہروں سے ہوتا ہوا مکنپور شریف آتا ہے اس میلے میں لوگ منت کی بدھی پہنتے ہیں سوال یعنی منقبت شریف پڑھتے ہیں مراد پوری ہونے پر بدھی بڑھاتے ہیں اور پھر نذر و نیاز کرتے ہیں۔

جن مقامات پر رات کو یہ میلے ہوتے ہیں وہاں یہ چراغاں یا مدار کے چراغ کہلاتے ہیں اس میں چراغ ہی چراغ نظر آتے ہیں جن مقامات پر صندل کی رسم رائج ہے وہاں اسے صندل کا

میلہ کہتے ہیں قائم گنج شمس آباد، فرخ آباد کے علاقہ میں یہ میلا مہندیوں کے نام سے موسوم ہے اسے مدار العالمین کی مہندیاں کہتے ہیں مگر سب ان سب کا مدار کے میلے یا عرس ہی ہے۔

غرض کہ جہاں بھی آپؓ کے نام و لقب سے منسوب نشانیاں ہیں وہاں ۶/ جمادی المدار سے ۱۷/ جمادی المدار تک عرس یا ان تاریخوں کے آگے پیچھے میلے منائے جاتے ہیں۔ بہرائچ اور مکنپور شریف میں بہت بڑے میلے ہوتے ہیں۔ مکنپور شریف کا عرس دو حصوں میں تقسیم ہو گیا جب حضرت زندہ شاہ مدارؓ نے رحلت فرمائی اور عرس منایا گیا اس وقت عربی مہینے کے حساب سے ۱۷/ جمادی الاول اور ہندی مہینے کے حساب سے ماگھ کی بسنت پنچمی تھی چونکہ عربی مہینے کا تعلق چاند سے ہے اور ہندی مہینے کا موسم سے اسلئے دوسرے سال کچھ لوگ ۱۷ جمادی الاول کو آئے اور کچھ لوگ بسنت کی پنچمی کو۔ جمادی الاول کو جمادی المدار اور مدار کا چاند کہتے ہیں اور مہینے کو مدار کا مہینہ۔

لہٰذا پہلا عرس ۶/ جمادی المدار سے ۱۷/ جمادی المدار تک منایا جاتا ہے عرس شریف بڑے میلے کے نام سے بھی مشہور ہے اس میں ملک اور بیرون ممالک سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ شرکت کرتے ہیں مغل بادشاہ دارا شکوہ نے اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں تحریر فرمایا ہے کہ مکنپور شریف کے عرس میں پانچ چھ لاکھ کا مجمع ہوتا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب آنے جانے کے وسائل بہت تنگ تھے سوچئے اس وقت کا حال کیا ہوگا۔ عرس شریف کے مخصوص مراسم میں شغل دم بہال، کشتی کا منظر، ڈیگ کا منظر، اجلاس وغیرہ خاص ہیں۔

دوسرا میلہ ماگھ کی بسنت پنچمی کو ہوتا ہے تقریباً ایک ماہ تک چلتا ہے یہ اتر بھارت کا عظیم الشان میلہ ہے یہ چھوٹے میلے کے نام سے مشہور ہے۔ اس عرس نے تجارتی میلے کا روپ لے لیا ہے خاص بسنت پنچمی کو قل شریف ہوتا ہے میلے کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر قسم کے جانوروں کا اور ہر قسم کی اشیاء کا بازار الگ الگ لگتا ہے اس میں اتر پردیش کے ہر ضلع کی پولیس کا معقول انتظام رہتا ہے۔ اس میلے کے کچھ خاص پروگرام اس طرح ہیں کل ہند مشاعرہ، اکھل بھارتیہ کوی سمیلن، آل انڈیا میوزک کانفرنس، قل شریف، گھڑ دوڑ، نمائش وغیرہ۔

اسلامی تہذیب کا تاریخی مرکز مکنپور شریف

یہ دین کا مرکز ہے ستاروں کی زمیں ہے
یہ ارض مکنپور نہیں خلد بریں ہے

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں و برکتوں سے یوں تو تمام عالم کا ذرہ ذرہ روشن ہے لیکن بعض مقامات اللہ کے فیوض و برکات کے لئے مخصوص ہوتے ہیں جن پر اسکا فضل و کرم بے حد و حساب نازل ہوتا ہے جسکی بنا پر وہ سرزمیں ممتاز اور شہرۂ آفاق ہو جاتی ہے چنانچہ ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے ضلع کانپور میں قصبہ دارالنور مدینۃ الہند مکن پور شریف بہ لحاظ کمالات فضل یزدانی "مکہ" کمالات رحمانی "مدینہ" کمالات علمی کی "شیراز" کے مثل ہے جسکی اور نگزیبی عمارتیں عہد مغلیہ کی شان و شوکت کا نمایاں ثبوت ہیں مکنپور کی اپنی الگ تہذیب ہے یہاں کے رہنے والے فارسی ملی ہوئی نہایت صاف ستھری اردو بولتے ہیں شیروانی پیجامہ کلغی دار ترکی ٹوپی سے سجے اسلامی تہذیب و تمدن میں ڈوبے بزرگ آج بھی نظر آجاتے ہیں بات چیت کا لہجہ چال و چلن کی نفاست و نزاکت میں نوابی ٹھاٹ جھلکتا ہے رہن سہن کھان پان اسلامی تعلیمات کی چلتی پھرتی تصویر اور رسول ﷺ کے عادات و خصلات اور آداب کا آئینہ دار ہے یہاں کے سادات کرام ملک و بیرون ممالک میں گھوم کر اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں یہاں کی بیشتر آبادی تعلیم یافتہ ہے یہاں کے رہنے والے حقیقی اتحاد و یگانگت اور جذباتی ہم آہنگی رکھتے ہیں۔

مکنپور شریف ہر مذہب و ملت کا ہمیشہ سے مرکز رہا ہے شروع سے ہی ملک کے حکمراں اس عظیم بزرگ کے در پر ماتھا ٹیکتے رہے ہیں اسکی سب سے بڑی وجہ انسانی برادری کی تعلیم ہے اسی لئے ملک کے حکمرانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور پیرزادگان مکنپور شریف کو ہر طرح کی سہولیات دیں یہاں تک کہ ان حضرات کو فیصلہ کرنے کا حکومتوں کی جانب سے پورا حق تھا

خانقاہ قطب المدار کا تعمیری جائزہ

آستانہ شریف کی شان اس روایت کی مصداق ہے کہ اس مقام پر تالاب تھا کیوں کہ آستانہ شریف کی سطح قصبہ کی سطح سے ۱۰/۱۲ فٹ اونچی ہے۔ آستانہ شریف کی آمد و رفت کیلئے پانچ بلند پھاٹک اور چار دروازے ہیں۔ دو پھاٹک دو دروازے جنوب میں دو پھاٹک ایک دروازہ شمال میں اور ایک پھاٹک ایک دروازہ مشرقی سمت پر ہے آستانہ شریف کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو سات ''حرموں'' کے نام سے موسوم ہیں۔

حرم اول:۔ اس حرم میں قابل ذکر روضہ شریف اور تربت اقدس ہے۔ روضہ شریف ۱/۲ ۳۰ مربع فٹ پتھر کی چوکر عمارت ہے جسے ابراہیم شرقی شہنشاہ جونپور نے سن ۱۴۱۸ء میں تعمیر کرایا تھا اس پر پانچ سنہرے کلس ہیں گنبد والا کلس سونے کا ہے جسے مکین سرباز مداریؒ نے نذر کیا تھا اس پر ٹائیل کا کام حاجی مظہر الدین گرسہائے گنج نے سن ۱۹۹۰ء میں کرایا تھا (ابراہیم شرقی کا نذر کردہ تانبے کا کلس شوروم میں محفوظ ہے) اس پر گل پوشی کیلئے ۶/ جمادی المدار کو مخصوص حضرات روزہ رکھ کر چڑھتے ہیں۔

مقبرہ شریف کے چاروں طرف اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی نذر کردہ سنگ مرمر کی جالیاں نصب ہیں۔ اس میں آمد و رفت کیلئے جنوبی جالی کے نیچے ایک تنگ کھڑکی ہے۔ اس پر ٹائیل کا کام مکرانے والی اللہ نے کرایا ہے یہ کام حاجی بابو شاہ مکرانہ کی دیکھ ریکھ میں ہوا اور سنگ مرمر کا فرش سن ۱۹۸۵ء میں اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ جناب نرائن دت تواری نے بنوایا ہے۔ روضہ شریف کی خوبی یہ ہے کہ اس کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا اسی میں مدار العالمینؒ آرام فرما ہیں۔ آپؒ کی تربت اقدس کو ہمہ وقت دو سادہ اور پانچ ریشمی غلاف چھپائے رہتے ہیں تربت تقریباً ڈھائی فٹ اونچی اور ۹/ فٹ لمبی ہے ہر نیچے والا غلاف اپنے اوپر والے غلاف سے اتنا بڑا ہوتا ہے کہ نیچے غلافوں کے صرف کنارے دکھائی دیتے ہیں۔ نیچے کے دونوں غلاف اس طرح بدلے جاتے ہیں کہ دو حضرات پڑے ہوئے غلاف کے سرہانے والے دونوں کونے پکڑتے ہیں اور دو حضرات بدلے جانے والے غلاف کے ساتھ پڑے ہوئے غلاف کے کونے پکڑتے ہوئے آگے کی طرف بڑھ جاتے ہیں اس طرح کہ بنا اس کے مزار اقدس

کھلے دونوں غلاف بدل جاتے ہیں۔ اس پر ۵/ زریں چادریں چڑھا کر اسکے چاروں سروں پر سنگ مرمر کے وزن رکھ دیئے جاتے ہیں۔ مذکور دروازہ دار تربت کی طرف بغیر پیٹھ کئے باہر نکل آتے ہیں۔

حرم دوم :۔ جس احاطہ میں روضہ شریف ہے اسے ''دارالامان'' بھی کہتے ہیں اس میں گانا بجانا، پکا ہوا کھانا، روشنی اور مستورات کا داخلہ ممنوع ہے۔ یہ پختہ فرش کا ۹۰ رفٹ چوکور ۱۲۰ ر فٹ سنگین چہار دیواری سے محدود ہے اس میں دو پھاٹک اور ایک دروازہ ہے جسے ''جنتی'' دروازہ کہتے ہیں۔ سال میں ایک مرتبہ ۱۷ر جمادی المدار کو کھلتا ہے۔ سلف الصالحین نے اس سے داخل ہونے والوں کیلئے نجات کا دعویٰ کیا ہے احاطہ کے مغربی پھاٹک پر دو چھوٹی مینار یں ہیں اور نیچے لمبی سی زنجیر لٹکی ہوئی ہے جس میں لوگ گانٹھ لگا کر اپنی منت مانتے ہیں اور پوری ہونے پر گانٹھ کھولتے ہیں احاطہ کا جنوبی پھاٹک مسٹر ہیرٹ سن کلکٹر کانپور ۱۸۷۹ء کی عقیدتمندی کا شاہد ہے۔ ۱۹۳۲ء میں مسٹر گلے صاحب کلکٹر کانپور نے اس پھاٹک پر ایک دیدہ زیب برآمدہ تعمیر کرایا۔ ان دونوں پھاٹکوں کی نکاس حرم سوم میں ہے۔

حرم سوم :۔ اس حرم میں آمدورفت کیلئے دو پھاٹک اور ایک دروازہ ہے۔ ایک پھاٹک جنوبی دیوار میں ''پشت خانہ'' کے نام سے موسوم ہے۔ اس پھاٹک کے شرقی پہلو میں شیخ رحمت علی خاں بریلوی کا بنوایا ہوا دالان ہے اسے ''آئینہ والا دالان'' کہتے ہیں اس میں کلس کی زیارت کیلئے آئینہ لگا ہوا تھا اب اسے آگے ٹن پڑے ہوئے ہیں یہ آہنی سائبان شیخ طریقت حکیم مولوی سیّد علی شکوہ صاحب ارغونی مداریؒ کے نذر کردہ ہیں۔ مغربی دیوار میں دروازے اور بلند پھاٹک ہے اسی دیوار میں روشنی کیلئے چھوٹے چھوٹے گلدستہ نما طاقچے ہیں جنہیں مہندیاں کہتے ہیں۔ پھاٹک پشت خانہ کے مغربی پہلو میں ایک سنگین دالان ''جمعیت خانہ'' ہے جسے نواب دلیل خاں (بہادر علی خاں) نے ۱۲۲۷ء میں تعمیر کرایا تھا۔ اس دالان کے دونوں سروں پر حجرے ہیں۔ شرقی حجرہ کو ''توشہ خانہ'' اور مغربی حجرہ کو ''سلاح خانہ'' کہتے ہیں۔ اسکے آگے برآمدے کی تعمیر نو ہوئی ہے۔ جسے محمد اسحاق شیخ نامک نے بذریعہ حاجی سیّد فیروز اختر کرایا ہے۔ صلاح خانہ سے ملی ہوئی شمال میں مسجد ہے جسے ۱۲۰۳ء میں دولت خاں رکن دربار دہلی نے تعمیر کرایا تھا۔ جس سے ملا ہوا سنگین پھاٹک ہے جسے ''پھاٹک

دارالامان" کہتے ہیں اور اسی پھاٹک کے شمال میں ملا ہوا ایک سنگین دالان ہے جسے "قرآن خوانی دالان" کہتے ہیں اسے پنّی لال چنو لال کھتری نے تعمیر کرایا تھا۔ اس کا دروازہ ۱۹۴۷ء میں کھولا گیا تھا۔ اس دالان میں آج بھی شاہ برادری کی پنچایت ہوتی ہے۔ اس دیوار کے آخری حصہ پر نئی تعمیر کا کام مولانا الحاج ڈاکٹر سید مقتدا حسین جعفری کی نگرانی میں ہو رہا ہے اسی تعمیر کے آخیر میں شوروم ہے۔ جس میں آثار قدیمہ کے نادرات محفوظ ہیں جنکی ذمہ داری کلید برداری مولانا سید اقدس حسین ارغونی کے حصہ میں آئی ہے۔ اس حرم میں دو آہنی چراغ رکھے ہوئے ہیں جن کے کاجل کا امراض چشم کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

حرم چہارم:۔ پھاٹک دارالامان سے باہر آتے ہی ہم "پاکر دربار" میں داخل ہوتے ہیں ۔ پاکر کے بوڑھے درخت کی وجہ سے اس حرم کو پاکر دربار کہتے ہیں۔ اس کے شمالی سرے پر "قطب پھاٹک" ہے اس سے باہر نکلیں تو شرقی کونے پر برہنہ پیر کے چبوترے پر خانقاہ شریف کی صفائی ستھرائی کیلئے اور زائرین درگاہ کے وضو کیلئے ایک پانی کی ٹنکی ہے جسکو حسب الحکم محمد مجیب الباقی ارغونی مداری کی نگرانی میں ۲۰۰۱ محمد توقیر خاں مداری گیا بہار نے تعمیر کرایا ۔ اس کے قریب "جیوت کنواں" ہے۔ مستند اہل سیر معتبر اہل مکن پور شریف بیان فرماتے ہیں بلکہ راقم الحروف نے ۱۹۷۶ء میں خود مشاہدہ کیا تھا کہ مدینہ کی جانب سے ایک نور کا ستون آکر روضہ قطب المدار پر ٹھہر گیا۔ پھر نور سمٹ کر اس کنوئیں میں چلا جاتا ہے۔ قطب پھاٹک کے قریب مغربی سرے کے اندرونی حصہ میں ایک دالان سے ملا ہوا "علاول شاہ" کا مقبرہ ہے پھر بڑا سنگین دالان ہے جسے بادشاہ شاہ عالم نے بنوایا تھا اس کے قریب وہ کوٹھری ہے جس میں تہہ خانہ ہے جسے "خزانہ" کہتے ہیں اس سے ملا ہوا آہنی "سوداگر پھاٹک" اور پھاٹک سے ملی ہوئی "میاں جی طالب کی مسجد" ہے اسے "قاضی مطہر کلہ شیر کی کوٹھری" بھی کہتے ہیں۔ پاکر دربار کی جنوبی دیوار میں جالیاں لگی ہوئی ہیں لوگ اس سے حضرت خواجہ سید محمد ارغون جانشین قطب المدارؒ کے مزار اقدس کی زیارت کرتے ہیں۔ شرقی دیوار میں جو دالان ہے وہ "وارثی دالان" کہلاتا ہے حضرت وارث علی شاہؒ نے اسی دالان میں ۱۲ برس گذارے تھے۔ آج بھی وارثی اسی دالان میں ٹھہرتے ہیں۔ حرم اول، دوم، سوم اور چہارم میں اکثر جنوں کی بڑی تعداد دیکھی گئی ہے۔ اکثر جنات کتے بلی اور سانپ کی شکل

میں بھی دیکھے جاتے رہے ہیں۔ اس لئے جب مجاور حضرات انکو دیکھتے ہیں تو دھت دھت کہکر ادب ادب کی آوازنکالتے ہیں تاکہ ادب قائم رہے۔

حرم پنجم :۔ سوداگر پھاٹک سے نکلیں تو حرم پنجم میں آجاتے ہیں اسے "دمال خانہ" بھی کہتے ہیں عرس شریف کے موقع پر اس حدیث مقدس یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی کے اعلان کی تائید کے لئے مثل اھل بیتی کسفینۃ نوح کے اشارے ہرسال "شغل دمال" کے امر کو دوہرایا جاتا ہے۔ اول کشتی جس میں قرآن کریم رکھا ہوتا ہے جسے لوگوں کے سیلاب سے گذار کر کشتی نوح کے مثل دوئم اہل بیت کی نسل پاک سے سجادہ نشین کو تخت نشین کر کے ستائش بیان کرتے ہوئے جن کے روبرو ملنگان ذیشان فرحت و مسرت اور محبت میں دل و شغل کرتے ہوئے اس عہد کی یاد دہانی کراتے ہیں کہ اگر ان دونوں اہل بیت اور قرآن کو پکڑ لیا تو گمراہ نہ ہوگے۔ یہ ہے وجہ تسمیہ دمال خانہ ہونے کی۔ اس کی تمام تعمیرات اپنے بانی بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کو خراج عقیدت پیش کر رہی ہیں۔ سوداگر پھاٹک کے پہلو میں سنگین دالان "پیش طاق" کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے آگے سنگ مرمر کا بڑا سا ٹکڑا پڑا ہوا ہے لوگ اسکو مختلف امراض کیلئے گھس کر لے جاتے ہیں یہ ٹکڑا عالمگیر مزار مقدس میں لگوانے کیلئے لائے تھے اجازت نہ ملنے کی وجہ سے یہ پڑا رہ گیا۔ پیش طاق سے ملا ہوا ایک دالان اور اسکے شمالی سرے پر کوٹھری ہے۔ دالان کے سامنے کنواں اور شاہجہاں کی بہن اور مہاراجہ گوالیار اور دبیر الملک منشی تکیت رائے اودھ کی نذر کردہ دیگیں رکھی ہوئی ہیں۔ تانبے والی دیگ میں ۸۰ من چاول پکتے ہیں۔ عرس شریف کے موقع پر اس میں کھیر بنا کر تقسیم کی جاتی ہے۔ دمال شریف کی شمالی دیوار میں سنگین وسیع دالان ہے جس کے دونوں سروں پر کوٹھریاں ہیں اسکو "مدرسہ روح الامین" بھی کہتے ہیں اس مدرسہ میں عجیب قسم کا درس دیا جاتا تھا جب طالب علم جنیو دھاری آتا تو اسکے ایک بدھی اور ڈال دی جاتی بکرا دھاری آتا تو دوسری کلائی میں پھندنا باندھ دیا جاتا، مالا دھاری آتا تو گلا ڈال دیا جاتا اور جب انکی تعلیم پوری ہوتی تو یہ تمام اشیاء بڑھا دی جاتیں۔ طالب علم ڈنکے پر چوب دیکر اپنی تعلیم پوری ہونے کا اعلان کرتا پھر سر منڈا دیتا۔ لوگوں کے پوچھنے پر ہندوستانی رواج کے

مطابق بتاتا کہ آج کفر کا انتقال ہو گیا ہے پھر اپنی استعداد کے مطابق خانقاہ کے کسی بھی دروازے پر سونے چاندی لوہے پیتل کی نال گاڑ دیتا تاکہ آنے والی نسلوں سے کہہ سکے کہ وہاں ہماری نال گڑی ہے۔

مدرسہ روح الامین سے ملا ہوا عظیم الشان پھاٹک ہے جس سے باہر نکلتے ہی بادشاہی کنواں ہے۔ پھاٹک کے مغربی سرے پر ایک اور دالان ہے اور دالان کے سامنے "بارہ دری" ہے جس کو اماس علی خاں راجہ پھا کمل کے بھانجے نے تعمیر کرایا تھا۔ دمال شریف کے عظیم الشان جنوبی پھاٹک کے شرقی سرے پر سنگین دالان میں خانقاہ شریف کا گھنٹہ ہے اور اسکے چبوترے پر نقارہ رکھا ہوا ہے جو آج بھی ہمارے قیمتی وقت کا احساس دلاتا ہے۔

حرم ششم:۔ اس میں مسجد عالمگیری ہے جسے "جمعہ مسجد" بھی کہتے ہیں۔ لال پتھر کی بنی ہوئی عالیشان مسجد ہے اسکی جنوبی اور شمالی دیواروں میں سنگین دالان حجروں کے ساتھ بنے ہوئے ہیں اس میں ۵ر بلند آہنی در ہیں۔ نئی تعمیرات بھی ہوئی ہیں۔ مسجد کے صحن میں ۳۵ر فٹ چوکور ایک خوشنما حوض تھا جس میں فوارہ لگا ہوا تھا۔ مسجد کے شمالی کونے پر تنگی نما مینار ہے جسے شاہ نبی پناہ مداری نے تعمیر کرایا ہے۔ اس مسجد میں تقریباً ۵۰۰۰ر نمازی بیک وقت نماز ادا کرسکتے ہیں۔ مسجد میں آمدورفت کیلئے دو گیٹ دو دروازے ہیں جس میں ایک دروازہ مذکورہ خانقاہ شریف کے دروازوں میں سے ہے جس کی نکاس "مدار مسافر خانہ" کے راستے پر ہوتی ہے۔

حرم ہفتم:۔ حرم ہفتم میں پہونچنے کیلئے جنتی دروازے کی نکاس پر پہونچنا ہوگا اس سے نکلتے ہی ایک شکستہ مسجد ہے۔ ساتواں حرم دوسرے حرم کی جنوبی دیوار سے ملا ہوا ہے۔ یہ جنوبی اور شرقی دیواروں پر ہی محیط ہے اسکی شرقی دیوار میں ایک دروازہ لگا ہوا ہے اس میں قبروں کے سوا کوئی قابل ذکر چیز نہیں ہے۔ البتہ دمال شریف کے جنوبی پھاٹک سے باہر نکلیں تو مغربی پہلو پر مدار مسافر خانہ ہے جس میں کئی ہزار لوگ ایک ساتھ قیام کر سکتے ہیں۔ اس پھاٹک کے شرقی پہلو پر ناصر الاسلام حضرت مولانا الحاج محمد نبی حسن جعفری طبقاتی مداری کا آستانہ مقدس ہے۔ اسکے قریب حضرت علی شیر قاضی لہری خلیفہ قطب المدار کا پرنور مقبرہ ہے اور اسکے بعد جانشین قطب المدار حضرت سید محمد ارغون کا پروقار و پرفیض آستانہ مبارک ہے۔ آستانہ شریف کے سامنے جو جگہ پڑی ہوئی ہے اسے "دادا کا پیٹ" کہتے ہیں عرس کے

موقع پر اس مقام پر بھی دمال ہوتا ہے۔ یہیں پر خواجہ ابوالفائض بھی آرام فرما ہیں۔ آستانہ محمد ارغونؒ سے ملی ہوئی چہار دیواری میں بے شمار مشاہیر بزرگان دین کے مزارات ہیں۔ جن میں کمنڈی شاہؒ جیسے باکمال بزرگ بھی موجود ہیں۔ اس چہار دیواری سے ملا ہوا بابا لاڈ دریاؒ کا مقبرہ ہے۔ آستانہ زندہ شاہ مدارؒ کے جنوب میں پچاس میٹر کی دوری پر آستانہ حضرت خواجہ ابوالحسن طیفورؒ و حضرت خواجہ ابوتراب فنصورؒ ہے۔ اسکا دیدہ زیب بلند پھاٹک اپنی مثال آپ ہے۔ اس پر پتھر کا کام ٹکرانے والی اماں نے کرایا ہے۔

ملنگ

ملنگ کے لغوی معنی مست و مجذوب و خود رفتہ اور بے باک کے ہیں اور یہ اصطلاح سلسلہ عالیہ مداریہ کی ہے اسکے علاوہ پوری دنیا میں جتنے بھی سلسلہ ہیں ان میں ملنگ نہیں ہوتے ملنگ حضرات تجریدی زندگیاں گذارتے ہیں اور اصحاب صفہ کی طرح ذکر فکر خداوندی عبادت ظاہری و باطنی میں مستغرق رہتے ہیں اور انھیں کی طرح شادیاں بھی نہیں کرتے۔
حضرت سیدؒ بدیع الدین احمدؒ سے ملنگان ذیشان کے ہفت گروہ خادمان، دیوانگان، طالبان، عاشقان، اصلیان، حسامیان اور مخدومیان کا اجراء ہوا۔ ان میں چار گروہ خادمان، دیوانگان، عاشقان اور طالبان کو تو خاص مداری نسبتیں حاصل ہیں اور ملنگان حضرات انھیں چار گروہ سے تعلق رکھتے ہیں سلسلہ عالیہ مداریہ کی تاریخ میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت جمال الدین جانمن جنتیؒ جو حضرت بدیع الدین احمد قطب المدار زندہ شاہ مدارؒ کے جلیل القدر خلیفہ اور حضرت غوث صمدانی عبدالقادر جیلانیؒ کے حقیقی خواہر زادے بی بی نصیبہ کے صاحبزادے ہیں آپنے تمام عمر دین کی تبلیغ اور شیخ طریقت کی خدمت میں گذار دی ایک مرتبہ عہد طفولیت میں حضرت زندہ شاہ مدارؒ نے انکے سر پر اپنا دست شفقت رکھ کر دعائیں فرمائیں تھیں آداب محبت میں آپ نے سر سے بالوں کو جدا نہ فرمایا اور شادی بھی نہیں فرمائی یہی وجہ ہے کہ یہ ملنگ حضرات بھی اپنے شیخ کی اتباع کرتے ہوئے اپنے سر سے بالوں کو جدا نہیں کرتے اور نہ ہی شادی کرتے ہیں۔ انکے بالوں کو اصطلاح فقراء میں "جھگ" کہتے ہیں بعض کے ۳۶ ہاتھ لمبے بال بھی دیکھے گئے ہیں، یہ ملنگان کرام بڑے ہی باکمال ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں ہی بے شمار ملنگان کرام گذرے ہیں ان میں بہت ہی مشہور و معروف

ملنگ حضرت عبدالرحمٰن عرف حاجی بابا ملنگ کلیان بمبئی، حضرت شیخ ابوالحسنات ولی زندانی شاہ ملنگ عرف منگھو پیر کراچی پاکستان، حضرت قطب خوری کوالا رمیسور بلکہ شاہ بہرائچ وغیرہ ملنگ حضرات میں سب سے پہلے گروہ دیوانگان سے ترک تجرید کی زندگی کا آغاز ہوا اس سے پہلے دنیا اس اصطلاح کے واضح مفہوم سے واقف نہ تھی بعد میں دوسرے گروہ کے طریق یافتہ بزرگ بھی اس زندگی میں داخل ہو گئے اور ملنگ کے لقب سے ملقب ہوئے۔

لوگ اپنے بچوں کو دین کی اشاعت کیلئے حضرت قطب المدار اور انکے خلفاء کے سپرد کر دیا کرتے تھے ہنوز آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے حضرت قطب المدار کے نام پر دین کی اشاعت کی خاطر اللہ کی رضا کیلئے اپنے جگر پاروں کو سلسلہ طبقاتیہ مداریہ کو نذر کر دیتے ہیں جو خالص دین اسلام، سلسلہ عالیہ مداریہ کیلئے وقف ہو جاتا ہے، چونکہ آپؒ انکے لئے معین و مددگار ثابت ہوتے ہیں اسلئے حضرت زندہ شاہ مدارؒ کو "بچوں کا لیپا لک پیر" بھی کہا جاتا ہے۔

بالوں کی شرعی حیثیت:۔ ترمذی شریف میں حضرت ابو رافعؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت امام حسن بن علیؓ کے بال اتنے لمبے تھے کہ وہ جوڑا باندھتے تھے۔

امام مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن حارثؓ کے بال کافی لمبے تھے وہ بھی جوڑا باندھتے تھے۔

ابوداؤد میں نبی کریم ﷺ نے بالوں کو باندھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ مدارج النبوۃ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو محذورہؓ کے بالوں میں توسیع کیلئے دعا فرمائی۔

کتب فقہ مثلاً شرح وقایہ، درمختار، ہدایہ، وغیرہ میں لمبے بالوں کو سر پر لپیٹ کر نماز پڑھنے سے ممانیت کی گئی ہے۔

وضو اور غسل:۔ ملنگ حضرات اپنے بالوں پر بھبوت (راکھ) ملتے ہیں۔ یہ وضو کرتے وقت جب مسح کرتے ہیں تو پانی راکھ کے ذریعہ جلد تمام سر میں پہونچ جاتا ہے اسی طرح غسل کا پانی بھی تمام بالوں کو تر کرنے میں یہ بھبوت مدد کرتا ہے۔

لباس:۔ ملنگان کرام ایک قسم کا احرام پہنتے ہیں یہ کسوت سیاہ جو ابراہیمؑ کو عطا کیا گیا تھا یہ بنی ہوتا ہے جو کہیں سے بھی سلا نہیں ہوتا۔

طریق:۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کی رائج کردہ طرق پر ملنگان کرام کو طریق دی جاتی ہے مثلاً سر، بھوں، مونچھ اور داڑھی سے دو دو چار چار بالوں کو رسوم کے طور پر کاٹا جاتا ہے پھر کشکول دیکر بھیک منگوائی جاتی ہے تا کہ خواہشات نفسانی کا خاتمہ ہو جائے اسکے بعد احرام پہنا کر شاہ (بادشاہ) کا خطاب عنایت فرمایا جاتا ہے۔

پہلی جنگ آزادی اور مکن پور شریف

اس وقت جب کہ ہم اپنی آزادی کی سلور جبلی منا رہے ہیں ان قربانیوں کو یاد کر رہے ہیں جو ہمارے رہنماؤں نے اس ملک کو غیر ملکی تسلط سے آزاد کرانے کیلئے دی تھیں اس طویل جدو جہد کو یاد کر رہے ہیں جو اس ملک کے سبھی طبقوں اور فرقوں نے مل کر کی تھی جو حصول آزادی کی راہ میں جہد مسلسل اور بے مثل قربانیوں کی ایک شاندار تاریخ کے امین ہیں۔

مگر افسوس کہ جن افراد نے اپنے وطن عزیز کی غلامی کی زنجیروں کو کاٹنے کیلئے اپنے سینوں پر گولیاں کھائیں اور ہنستے ہنستے پھانسی کے پھندوں کو اپنے گلوں میں پہن لیا اپنا تن من دھن سب قربان کر دیا انھیں کو مفاد پرست سیاستدانوں اور تاریخ نویسوں نے فراموش کرنے کی ہی کوشش نہیں کی بلکہ ان حق پرست مجاہدین آزادی کی خدمات اور قربانیوں کو غلط طریقے سے پیش کر کے بعض کو غداروں تک کی فہرست میں لا کر کھڑا کر دیا اور جو لوگ صرف ساحل سے طوفان کا نظارہ کر رہے تھے یا بقول پروانہ رودولوی کے آزادی کی اہمیت کو قربانی کی دھار پر نہیں پرکھ رہے تھے بلکہ مادی نفع نقصان کی ترازو میں تول رہے تھے یہاں تک کہ بعض جو چوری، ڈکیتی، غنڈہ گردی کرتے ہوئے پکڑے گئے اور جیلوں میں ڈال دیے گئے ان کو وطن بھگتی کے طاقوں اور حریت پسندی کے شہ نشینوں کی زینت بنا دیا گیا۔

مگر تاریخ کبھی نہیں مرتی۔ آیئے ایسی ہی ایک تاریخ کی تہوں کو کھولتے ہیں جس کو جان بوجھ کر چھپانے کی کوشش کی گئی ہے اور تاریخ ہند کی کتابوں سے دور رکھا گیا ہے۔ میں شکر گزار ہوں نئی دنیا ہفت روزہ دہلی ۱۶ تا ۲۲ اگست سن ۱۹۹۷ء کا اور اتر پردیش نیشنل چینل کا جنہوں نے ''جاگ اٹھا کسان'' اور ''مجنوں شاہ'' جیسے سیریل دکھا کر عوام کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ ۱۸۵۷ء کی ''غدر'' ہی عظیم ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی نہیں ہے بلکہ اس غدر سے بہت پہلے ۱۷۶۳ء میں ہی انگریزوں کے تسلط کے خلاف شعلے بھڑک اٹھے تھے۔

ہسٹری آف فریڈم موومنٹ آف انڈیا ولیوم ٹو تا رچرڈ ۱۹۶۷ء ایڈیشن گھوش جے۔ایم۔سنیاسی اینڈ فقیرین بنگال کلکتہ ۱۹۳۰ صفحہ ۱۰ وغیرہ کی اوراق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ ظالم انگریزوں کے تسلط کے خلاف سب سے پہلے بابا مجنوں شاہ نے علم بغاوت بلند کیا تھا جو سلسلہ عالیہ مداریہ کے مشہور گروہ "ملنگان" سے تعلق رکھتے تھے اور جو ہندوستان کے بڑے خطہ بنگال، اڑیسہ اور بہار کے مسلمانوں کے روحانی پیشوا تھے جن سے ہندو بھی بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔آگے چل کر اس بغاوت میں بابا بھوانی پاٹھک نے ان کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔یہ سابنا پنتھ کے سنیاسیوں کے رہنما تھے۔

اس عظیم تحریک کے سب سے بڑے قائد تو بابا مجنوں شاہ تھے مگر ان کے خلیفہ موسیٰ شاہ، چراغ علی شاہ، نور احمد، رمضانی شاہ، ظہوری شاہ، سبحان علی، عموئی شاہ، نیکو شاہ، بدھو شاہ، امام شاہ، فرغل شاہ، مطیع اللہ، سین سنگھ، بھوانی پاٹھک، دیوی چودھرانی، کرپا ناتھ، پیتمبر وغیرہ نے ۴۰۔۴۵ برس تک اس تحریک آزادی کو چلایا۔ملک میں ان کی باقاعدہ اور مربوط تنظیم نہ ہونے کے باوجود یہ فقیر اور سنیاسی گاؤں گاؤں جاکر لوگوں کو انگریزوں کے خلاف اکساتے تھے۔مجنوں شاہ ایک زبردست تنظیمی صلاحیت کے مالک تھے۔وہ مشکل حالات میں تو بے مثال شجاعت کا مظاہرہ کرتے تھے۔انھوں نے میکینزی کی زیر کمان فوج کو پے در پے ہزیمتوں سے دوچار کیا ۱۷۶۶ء میں فیصلہ کن شکست دی۔۱۷۶۹ء میں کمانڈر کیتھ کی فوج کو ذلت آمیز شکست دیکر اس کا سر قلم کرلیا۔۱۷۷۱ء میں مجنوں شاہ نے اپنے مستان گڑھ کے قلعہ میں مورچہ بندی کرکے لیفٹیننٹ ٹیلر کی فوج کے چھکے چھڑا دیئے اور بہار نکل گئے جہاں کسانوں اور دستکاروں کا بڑا لشکر آپ کے ساتھ ہو گیا وجہ یہ تھی کہ دستکاروں اور کسانوں کو اپنا سارا مال انگریز سوداگروں کے ہاتھ بیچنا پڑتا تھا وہ بھی ایسٹ انڈیا کمپنی کے طے کیے ہوئے داموں پر اور جب کسان یا دستکار اچھے داموں پر کسی اور کے ہاتھ مال بیچتا ہوا پکڑا جاتا تھا تو اسے چابکوں سے مار مار کر جیل میں ڈال دیا جاتا تھا۔لہٰذا کسان اور دستکار مجنوں شاہ کی مہم میں شامل ہو گئے۔آپ نے ناتور کی رانی بھوانی کو بھی مہم میں شامل ہونے کی دعوت دی مگر رانی بھوانی نے ساتھ دینے سے انکار کردیا پھر بھی آپ مایوس نہیں ہوئے اور جہاد جاری رکھا۔وسائل کی قلت کے باوجود ۳۰ نومبر ۱۷۷۶ء کو فرنگیوں کو ایک اور ذلت آمیز شکست دی جس میں لفٹیننٹ رابرٹسن شدید طور پر مجروح ہوا۔

چودھرائی، چراغ علی شاہ وغیرہ نے فرنگیوں پر حملوں میں شدت پیدا کر دی۔ ادھر حضرت خان عالم میاں جعفری اور مجاہد آزادی پیشوا باجی راؤ کے درمیان ہونے والی خط و کتابت کے رابطہ کی خبر فرنگیوں کے کانوں تک پہونچا دی گئی۔ یہ غداری تعظیم الدین، چھیدا معمار، اعظم معمار اور جھبو غلام وغیرہ نے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر کی۔

الغرض ۱۸۱۷ء میں انگریزی فوج نے خان عالم میاں کی حویلیوں کا محاصرہ کرکے آپکے گھر کے ۲۶ افراد کو جھنجھانی پر پھانسی دے دی۔ اس اچانک کے حملہ میں خان عالم میاں زخمی ہو گئے اور اپنی تیز رو گھوڑی پر سوار ہو کر پہلے پیشوا باجی راؤ کے پاس پہونچے پھر راتوں رات گڑگاؤں علاقہ الور پہونچے جہاں وہ واصل بحق ہوئے۔ (مزار مبارک گڑگاؤں میں مرجع خلائق ہے) آپ کے دو صاحبزادے انعام رسول جعفری اور عطائے رسول جعفری اپنی اماں کے ساتھ حملہ کے وقت اپنے قلعہ میں تھے بچ گئے اور تیسرے صاحبزادے فدائے رسول جعفری جن کی عمر ۹۔۱۰ برس رہی ہوگی ایک وفادار ہندو نوکر ان کو لیکر بھاگنے میں کامیاب ہو گیا اور اس اجتماعی خوں ریزی سے بچ کر لمبی مسافت طے کرکے کلکتہ پہونچے راہ میں ہندو نوکر نے دم توڑ دیا۔ فدائے رسول بھی مصائب و آلام سے دو چار روتے روتے اسکی نعش کے پاس بیہوش ہو گئے۔ کسی نے ان کو سول اسپتال پہونچا دیا۔

ڈاکٹر کلاک پائن جو کلکتہ سول اسپتال کے سول سارجن تھے لا ولد تھے انھیں اپنے گھر اٹھا لے گئے۔ انکی تعلیم و تربیت اور خورد و نوش کیلئے دو مسلمان میر شاکر علی اور میر کرم علی کو تعینات کر دیا ۱۸۲۹ء میں ڈاکٹر کلاک پائن دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپ لکھنؤ چلے آئے۔ یہاں نصیر الدین حیدر برسر اقتدار تھے ان کے اصرار پر آپ نے کتاب "مفید الاجسام" لکھی جو یونان میں آج بھی چلتی ہے اور جس میں انھوں نے مندرجہ بالا حالات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ کچھ عرصہ لکھنؤ میں قیام کے بعد آپ ملن پور شریف چلے آئے۔ سب کچھ برباد ہو چکا تھا سب کچھ نیلام ہو چکا تھا۔ ادھر آپ کی والدہ جنھیں اماں کہا جاتا تھا انگریزوں سے جنگ کرنے کیلئے لوگوں میں پیسا بانٹتیں اور لوگوں کو انگریزوں سے جنگ کیلئے آمادہ کرتی رہیں۔

سن ۱۸۵۷ء میں حکیم سید فدائے رسول جعفری اپنے کنبہ کی قتل و غارت گری کا بدلہ لینے کیلئے نانا صاحب بٹھور کے ساتھ ہو لئے اور انگریزوں کی ساری فوج کو کانپور سے کھدیڑ دیا۔ جب جنرل ہیولاک نے نانا صاحب کو نیپال بھیج دیا تو آپ ناسک چلے گئے جہاں آپ نے

حضرت زندہ شاہ مدار کے چلہ پر پناہ لی اور فقیروں کو انگریزوں کے خلاف بھڑکایا فقیروں کو منظم کرنے کے بعد آپ مکن پور چلے آئے۔

مجنوں شاہ کی گڑھی ہو یا بدھو تکیہ، انگریزوں کی کوٹھی ہو یا خان عالم میاں کی حویلیاں اور قلعہ حالات زمانہ کے تھپیڑے برداشت نہ کر سکے آج کچھ نشانیاں باقی ہیں۔ ۲۲ر شہیدوں کے مزارات حویلی میں تھے جواب مویشی اسپتال کے پاس ہیں۔ حویلیوں کی جگہ مکن پور شریف کا صدر بازار، مویشی اسپتال، کنیا ودھیالے، پنچایت گھر، دکانیں، میلہ تحصیل وغیرہ بنا ہوا ہے میلہ تحصیل سے ملی ہوئی وہ مسجد ابھی محفوظ ہے جس میں حویلی کی مستورات نماز ادا کرتی تھیں۔ مکن پور شریف کے کچھ نام نہاد دیا ستدانوں نے جان بوجھ کر اس دھرودھر کو پنچایت میں دیکر ان شہیدوں کی نشانیوں کی مٹی خراب کردی ہے۔

افسوس کہ پرائمری ایجوکیشن کے اتہاس میں آزادی کی اس جنگ کو اس جملہ میں ہی سمیٹ دیا گیا "پلاسی کی جنگ کے دوران سنیاسیوں اور فقیروں نے بھی آزادی کیلئے جہاد کیا" آج کے تاریخ نویس بھی پورا کریڈٹ اپنے رشتے داروں کو ہی دینا چاہتے ہیں۔ خدا جانے انھیں مداریوں، مداری فقیروں، سلسلہ عالیہ مداریہ سے منسلک آزادی کے ان دیوانوں سے کون سی دشمنی ہے جو انکا نام آتے ہی بھڑک اٹھتے ہیں۔

شیطانی کتاب

فاروق اعظمؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کل نسب و حسب ينقطع بالموت الا نسبي و حسبي یعنی مرنے کے بعد ہر نسب و حسب منقطع ہو جاتا ہے مگر میرا نسب و حسب باقی رہتا ہے (حدیث) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کوثر کی خوشخبری دیتے ہوئے تسلی دی کہ آپکا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا (روح البیان ۵۹۰)

ہم دیکھتے ہیں کہ مدار العالمین سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدارؒ کی ذات گرامی پانچ ۵ / چھ ۶ واسطوں سے رحمۃ للعالمین ﷺ سے منسلک و مربوط ہیں حسبی اور نسبی اعتبار سے حسنی اور حسینی ہیں قربت الٰہی کے اعتبار سے اویسی مشرب ہیں ولایت کے آخری اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں ایسی عظیم شخصیت کیلئے اگر کوئی شخص بہتان باندھے جھوٹی کہانی گڑھے اور کہے کہ آپ کے مسعود...

خاندان، نسل یا تعلق) سوخت (جانا یا منقطع) ہو گیا۔ تو وہ شخص کیا ہو گا؟ جبکہ رسول ﷺ سے منسلک ہر سلسلہ قیامت تک قائم رہے گا جس کا قرآن و حدیث دونوں گواہ ہیں۔ اسی قسم کا ایک شگوفہ میر عبدالواحد بلگرامی نے اپنی شیطانی کتاب سبع سنابل میں پیش کیا۔ میں انکی تصنیف سبع سنابل جسے بعض نااہل ایمانیات میں داخل کیے ہوئے ہیں کے وجہ ذیل نکات سے تحقیق کے ساتھ اختلاف کرتا ہوں تاہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں اور میرا یہ انداز فکر و بیباکی ایک ذمہ دارانہ طرز عمل بھی ہے۔

مثلاً سبع سنابل بزبان فارسی مطبوعہ سن ۱۳۰۱ھ صفحہ ۶۳ سنبلہ دوم درمیان پیری مریدی ذات باری تعالیٰ پر بہتان لگایا ہے کہ حضرت مخدوم نے روز میثاق ندائے الست و بربکم پوربی راگ میں سنی۔ (نعوذ باللہ)۔ صفحہ ۲۱۷ سنبلہ ہفتم رسول اللہ ﷺ پر بہتان لگایا ہے کہ ابو احمد کے سماع کا انکار اسکے پیروں کے سماع کا انکار ہے اور اسکے پیروں کے سماع کا انکار میرے (رسول ﷺ) سماع کا انکار ہے۔ اور اس حدیث شریف بالائے طاق رکھ دیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے من کذب علیاً متعمداً فلیتبوء مقعدہٗ من النار (میری طرف سے جھوٹی باتیں منسوب کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے)۔ صفحہ ۶۱ سنبلہ دوم درمیان پیری مریدی حضرت خضر نبی کی اہانت کی کہ (حضرؑ) درگاہ سلطان المشائخ میں سرود و سماع کی محفل میں شریف لوگوں کے جوتوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) اور اس پر ذرا بھی غور نہیں کیا کہ من استخف نبیاً واھانہ کفر (فتاوٰی بزازیہ) صفحہ ۶۳ سنبلہ دوم حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی توہین و تکذیب اس طرح کی کہ سرود و سماع کی آواز پر آپ نے دونوں ہاتھ جنازے سے باہر نکال لئے اگر میر خسرو قوالوں کو نہ روکیں تو آپ جنازے سے باہر آ کر رقص کرنے لگیں۔ (نعوذ باللہ) صفحہ ۲۱۳ سنبلہ ہشتم پر حضرت علیؓ اور رسول اللہ ﷺ پر تہمت سماع لگائی ہے۔ ۱۷۰ تا ۱۷۱ سنبلہ ہفتم پر سماع کو نماز سے بہتر بتایا ہے۔ صفحہ ۲۰۱ سنبلہ ہفتم در متفرقات پر حضرت مخدوم پر الزام لگایا کہ انھوں نے قرآن کریم کو راگ گوری جیت میں سننے کی تمنا جتائی۔ صفحہ ۱۹ پر چودہ خانوادوں کے سلاسل عالیہ نقشبندیہ، قلندریہ، اویسیہ کو جڑ سے ختم کرنے کی کوشش کی۔ صفحہ ۴۰ پر مشاہیر جلیل القدر اولیاء کرام یعنی غوث و قطب کی اولاد کو فریب دہندہ تحریر فرمایا۔ صفحہ ۸۳ پر خود اپنے پیر میر شیخ حسین کو شرابی و بھنگ نوش اور نا آشنائے معرفت لکھا۔ صفحہ ۸۲ پر مخدوم شیخ صفی قدس سرہ کے برادران طریقت کو حاسد و چغل خور لکھا۔

صفحہ ۵۸ پر سلسلہ چشتیہ کے جلیل القدر بزرگ حضرت شیخ علی صابری کی نسبت اور خلافت پر حملہ کیا۔ صفحہ ۱۳۳ پر لاالہ الاالله چشتی رسول الله لکھ کر اپنے ایمان کا اظہار کیا۔
حاصل مقصد صفحہ ۱۴۱ پر سراج الدین سوختہ کو جو عارف باللہ تھے قطب المدارؒ کے تمام مریدوں کو گمراہ کرنے کی خدمت سپرد فرماتے ہوئے لکھا ہے۔۔۔۔سراج الدین نے کہا تمہاری تلوار کا وار میں نے اپنے اوپر لیا لیکن اپنے مرید کو نقصان پہونچانا میں درست نہیں سمجھتا۔ شاہ مدار نے کہا ''میں تمہیں سوختہ کرتا ہوں'' شیخ سراج نے کہا'' ہم نے تمہارے جملہ مریدوں کو گمراہ کر دیا ہے۔'' شاہ مدار نے فرمایا'' میں نے چند مرید کئے ہیں آج کی تاریخ سے نہ کسی کو مرید کروں گا نہ خلافت کسی کو دوں گا۔ کہتے ہیں سراج الدین کے جسم میں سوزش پیدا ہوگئی اور تمام عمر انکا باطن جلتا رہا۔۔۔۔۔۔۔ پھر لکھا ہے کہ یقین ہوا کہ انھوں نے اپنا سلسلہ خود ہی برہم کر دیا۔ ''خود اپنا سلسلہ برہم کر دیا'' کو بعد کے شرپسند نا اہل یا ناواقف لوگوں نے حضرت قطب المدار پر یہ الزام لگایا ہے کہ انھوں نے اپنے سلسلہ کو خود سوختہ کر لیا ہے۔'' غور کیجئے کہ جب حضرت شاہ مدار نے سراج الدین کو سوختہ کہکر انکا ظاہر و باطن جلا دی تو الاقوان میں مریدان زندہ شاہ مدار کو گمراہ کرنے کی طاقت کہاں رہی اور اگر مان لیں کہ طاقت تھی بھی تو کیا کوئی عارف باللہ اپنی زبان سے گمراہ کر دیم کے الفاظ نکالے گا قطعی نہیں کیوں کہ یہ فعل ابلیس علیہ اللعین مردود کا ہے۔
دوسری طرف ایک جلیل القدر ولی (قطب المدار) جنکے سلسلہ کی شان کا اندازہ نہیں ان پہ یہ الزام کہ انھوں نے خود اپنے سلسلہ کو برہم کر دیا۔ اس طرح کے گستاخانہ الفاظ کہکر خدا اور رسول کی بارگاہ میں معتوب ہونا پسند کریگا۔ فلعنة الله علی الکاذبین عبدالواحد نے یہ بھی نہیں طے کیا کہ پانچ چھ واسطوں میں سے کونسا جلا ڈالا۔
میر عبدالواحد بلگرامی کی تصنیف سبع سنابل کا وہ حصہ جس کی وجہ سے یہ مخاصمت قطب المدارؒ سے ہوئی اور درجہ بالا کہانی گڑھی گئی صفحہ ۲۰۳ وقائع سن ۹۸۶ھ بیان کرتے ہیں کہ۔۔۔ فقیر کانٹ گولہ سے برائے زیارت مزار فائض الانوار بدیع الحق والدین شاہ مدار قدس سرہٗ مکن پور پہونچا اور دام عشق میں گرفتار ہو گیا غیرت الٰہی نے چند لوگوں کو جو معشوق کے ہم قوم تھے مسلط کر دیا اور ۹ زخم تلوار کے متواتر سر ہاتھ اور کاندھے پر کھائے۔۔۔ یہ تھی اصل مخاصمت الغرض وہ شخص اندھیرے میں ہے جو یہ کہے کہ قطب المدار کا سلسلہ جو ۲ واسطوں سے رسول ﷺ تک پہونچتا ہے منقطع ہو گیا کسی گڑھی ہوئی کہانی کے تحت اسکا ٹھکانہ جہنم۔

دعائے بشمخ

اَللّٰھُمَّ یَا بَشْمَخْ بِشْمَخْ ذَالْھَا مُوْ بِشْطِیْشْ

اَللّٰھُمَّ یَا ذَانُوْ امْلَخُوْثُوْ اَدْمُوْثْ ذَانْسُوْنْ

اَللّٰھُمَّ یَا جَنْبَثُوْ امْبَثْمُوْنْ زُرْفَشْ ذَارْعَتُوْنْ

اَللّٰھُمَّ یَا رَخْمِیْثْ زَعْلِیْمُوْنْ مُسْتَطْرُوْنْ

اَللّٰھُمَّ یَا رَخْمَثُوْ خَلَاقْ خَلَاقُوْنْ

اَللّٰھُمَّ یَا رَخْمُوْثْ اَرْخِیْمَا اَرْخِیْمُوْنْ

اَللّٰھُمَّ یَا ھَیَا اَشْرَا ھَیَا اَدُوْنِیْ اَصْبَاوُثْ اَصْبَاوُثُوْنْ

اَللّٰھُمَّ یَا نُوْذْ اَرْغَشْ اَرْغِیْ ثَلْبَثُوْنْ

اَللّٰھُمَّ یَا اَشْنَرْ سَمَآءْ آسْمَآءْ وُنْ

اَللّٰھُمَّ یَا مَلِیْعُوْنْ اَمْلِیْخْ مَلْخَا مَلْخُوْنْ

اَللّٰھُمَّ یَا عَلَامْ اَزْعَدْ بَرْعِیْ بَرْنُوْنْ

اَللّٰھُمَّ یَا مَشْمَخْ مَشْمَخِیَا مَفْلَامُوْنْ

سبحان من جعل خزائنه بین الکاف والنون انما امره اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون سبحان الذی بیده الملکوت کل شیء والیه ترجعون

درود مداری

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِهٖ اٰلِ مَدَارِ الْبَدِیْعِ الْکَرِیْمِ

شجرہ عالیہ جدیہ ارغونیہ مداریہ مع تاریخ وصال شریف

فهذه الشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها في السماء

یہ وہ پاک شجرہ ہے جسکی جڑ زمین میں اور شاخیں آسمان پر ہیں

[illegible]

[illegible]

رہبر قوم و ملت الحاج ڈاکٹر سید مرتضیٰ حسین رہبر ✹ ڈاکٹر سید اقتدا حسین جعفری

✹ محمد فیض انور جعفری ✹ یاور الطاف جعفری　　دارا خورمن پور شریف

سلام مدار اعظم

السلام اے دین احمد کے ستارے السلام   فاطمہ حسنین علی کے ماہ پارے السلام

لوح کرسی اور قلم پر بھی تجھے ہے اختیار
اور زمین و آسماں کو تیرے دم سے ہے قرار
ہیں ستائش کر رہے تیری فرشتے بے شمار
کر رہے ہیں تیری عظمت کو یہ سارے السلام   السلام اے دین احمد کے ستارے السلام

تجھ میں ہے صدیق اکبر کی صداقت رونما
ہے عمر فاروق کی تجھ میں عدالت کی ادا
اور عثمان غنی کی ہے سخاوت بے بہا
بحر علم مرتضی کے بہتے دھارے السلام   السلام اے دین احمد کے ستارے السلام

ٹھوکروں سے تم نے مردوں کو بھی زندہ کر دیا
آنکھ اندھے کو ملی اور بانجھ کو بیٹا ملا
تیرے در پہ جو بھی آیا اس کا دامن بھر گیا
اے غریبوں بے سہاروں کے سہارے السلام   السلام اے دین احمد کے ستارے السلام

تو ہے مفتاح عوارض تو ہے مصباح الہدیٰ
تجھ سا اوصاف حمیدہ میں نہیں ہے دوسرا
صمدیت کے مرتبہ نے تجھ کو بالا کر دیا
اے قرآن علم و حکمت کے سپارے السلام   السلام اے دین احمد کے ستارے السلام

بایزید پاک ہے تیری نسبت بالیقیں
اولیا سب تیرے تابع ہیں مدار العالمیں
در پہ سب عامر کھڑے ہیں خم کیے اپنی جبیں
فاطمہ ثانی علی حبی کے پیارے السلام   السلام اے دین احمد کے ستارے السلام



मदार गेट 2006 مدار گیٹ

[illegible] مکنپور شریف کا نایاب تحفہ

جدید مدار اعظم

ایک ایسی تحقیقی تاریخی اسلامی دستاویز

جسکو پڑھنے کے بعد حضرت زندہ شاہ مدارؒ

کے حالات جاننے کیلئے کسی دوسری کتاب

کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔